کرکٹ کی تاریخی وشرعی حیثیت

ترتیب

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی

ناظم دارالعلوم رشیدیہ وصدر دارالافتاء والارشاد حیدرآباد

ناشر

زیرانتظام: رشیدیہ ایجوکیشنل چیریٹیبل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ

فہرس

تقریظ

حضرت مولانا سید احمد ومیض صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

اسلام کامل دین اور جامع دستورحیات ہے، جوتمام شعبہ ہائے زندگی میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے، زندگی کے ہر شعبے سے متعلق اسلام میں واضح ہدایات موجود ہیں، بیع وشراء، معاملات ومعاشرت، عقائد وعبادات، سیاست ومعیشت اور سیر وتفریح؛ کوئی شعبہ ایسا نہیں جس سے متعلق اسلام کی پاکیزہ تعلیمات نہ ہوں، اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے اس میں انسان کے فطری تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے، سیر وتفریح اور کھیل کود، فطرتِ انسانی میں داخل ہے، اسلام کھیل کود سے بالکلیہ منع نہیں کرتا، احادیث شریفہ میں تیراندازی، تیراکی اور گھوڑ دوڑ کی ترغیب دی گئی ہے، ہر وہ کھیل جوصحتِ انسانی کے لئے مفید ہواور اس میں ممنوعاتِ شرعیہ کاارتکاب نہ ہواسلام اس میں قدغنی نہیں لگا تا،صحتِ انسانی کے لئے مفید کھیلوں کی اگرچہ اسلام میں اجازت ہے لیکن کھیل سے ایسا اشتغال کہ آدمی اسے مقصد زندگی کادرجہ دینے لگے شریعت اسلامی کی نظر میں مستحسن نہیں ہے، اسلام حیاتِ انسانی کے ایک ایک لمحہ کو قیمتی قرار دیتا ہے، زندگی کے قیمتی لمحات کو صرف کھیل کود میں صرف کرنا عقلمندی نہیں ہے، موجودہ دور میں کھیلوں کے غلبہ کا یہ عالم ہے کہ معاشرت کے ہر فرد پر کھیلوں کا بھوت سوار ہے، کھیلوں سے حد سے زیادہ دلچسپی آدمی کو فرائضِ زندگی سے غافل کررہی ہے، انسانی معاشروں پر جن کھیلوں کا سب سے زیادہ تسلط ہے ان میں ایک کرکٹ ہے، ہر شخص کرکٹ میچوں میں مست ہے، نوجوان اور کم عمر لڑکے اس کی لت میں مبتلا ہو کر اپنا مستقبل خراب کررہے ہیں، کرکٹ کو لیکر سٹہ بازی کا بازار گرم ہے، کرکٹ کی مشغولی نمازوں اور دیگر دینی فرائض سے دور کررہی ہے، انسانی معاشرہ پر کرکٹ کے اثراتِ بد میں آئے دن اضافہ

ہوتا جارہا ہے، کرکٹ سے فحاشی و بے حیائی کو فروغ مل رہا ہے، بعض لوگوں کے لیے کرکٹ نشہ کی شکل اختیار کرچکا ہے، شب وروز وہ اس میں مگن رہتے ہیں، کچھ لوگوں نے کرکٹ کو جوّے اور سٹے کا دھندہ بنالیا ہے۔

مسلم معاشرے پر کھیل کود کے افراط وتفریط کے اثرات کا تقاضہ تھا کہ علماء کرام عام لوگوں کو کھیل کود کے فوائد ونقصانات سے آگاہ کرتے ہوئے اسلامی نقطۂ نظر کو واضح کریں، اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے برادر گرامی محبی فی اللہ مفتی احمد اللہ نثار قاسمی صاحب کو انہوں نے اس جانب توجہ فرمائی اور کھیل سے متعلق زیر نظر مفصل ومفید کتاب مرتب فرمائی جس میں کھیل کود سے متعلق اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت کے ساتھ مختلف کھیلوں کے احکام فوائد ونقصانات پر خوب روشنی ڈالی ہے، مفتی احمد اللہ نثار قاسمی جواں سال فاضل ہیں، عصری موضوعات پر ان کا قلم خوب چلتا ہے، اس سے قبل ''کرسمس کی حقیقت ، نیا سال اور اسلامی نقطۂ نظر اور یوم عاشقان جیسے موضوعات پر ان کے مفید رسالے شائع ہوکر قبولیت عامہ حاصل کرچکے ہیں تدریسی مصروفیات کے ساتھ تصنیف وتالیف کو بھی حرزِ جان بنائے رکھا ہے، شہر کے ایک مؤثر ادارہ خیر المدارس کے مقبول اساتذہ میں ہیں، اللہ تعالی نے ان کے اوقات میں بڑی برکت رکھی ہے، ہر وقت علمی کاموں میں مصروف رہتے ہیں، خدائے تعالی سے دعاء ہے رب ذوالجلال دیگر کتابوں کی طرح ان کی اس کتاب کو بھی قبولیت عطا فرمائے اور عامۃ المسلمین کے لئے نافع بنائے۔ **آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین۔**

(حضرت مولانا) سید احمد ومیض ندوی (صاحب دامت برکاتہم)

۲۲/۸/۲۰۱۸ء مطابق ۱۰/ذی الحجہ/۱۴۳۹ھ

تاثرات

تفریح اور کھیل کو مشغلہ اور تجارت ہی نہیں مقصدِ زندگی اور ملکوں کی جیت وہار کی بنیاد بنانا اس زمانے کے عجوبوں میں سے ہے، اسی پر بس نہیں بلکہ قوم اور ملک کی غربت، بے روزگاری، بدامنی، خانہ جنگی، کے ہر مسئلہ پر ہونے والے ٹورنامنٹ پر حکومت اور میڈیا اپنی ساری صلاحیتیں خرچ کر دیتی ہیں، کھلاڑیوں پر سائنسدانوں اور ہر شعبۂ زندگی کے فنکاروں سے زیادہ انعامات کی بارش کی جاتی ہے، انہیں مثالی شخصیات بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔

اس سارے نقشہ میں قوم یہود کی مکاری بھی ہے، تاجروں کی چالبازی بھی ہے، کاروبار بھی ٹھپ ہو جاتے ہیں، تعلیم بھی برباد، خدا کی نافرمانی بھی خوب ہوتی ہے، والدین سے بغاوت بھی، جوے اور سٹہ بازی عام ہوتی جارہی ہے، بے حیائی اور عریانیت بھی لازمی حصہ بن چکی ہے، حیرت تو اس بات پر ہیکہ جان لیوا مہلک کھیلوں کو نام نہاد ترقی یافتہ دنیا فروغ دے رہی ہے۔

اسلام کی معجزانہ تعلیمات اس بات میں بھی بڑی اہمیت کی حامل ہیں، کرکٹ کے اس موضوع پر مروجہ مواد میں اس قدر جامع کتاب نظر سے نہیں گذری، مفتی احمد اللہ نثار قاسمی صاحب مدظلہ نے عوام وخطباء کے لیے اہم مواد یکجا کر دیا ہے، اس کے نقصانات ومضرات کے مختلف پہلو جمع کر دئے ہیں، پروردگار عالم قوم کو استفادہ وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

مفتی ابوبکر جابر قاسمی حیدرآباد

۲؍ربیع الاول ؍ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱؍۱۱؍۲۰۱۸ء

دعوتِ فکر وعمل

زندگی میں تھوڑا بہت وقت کھیل، سیر وتفریح طبع کے لئے صرف ہوجائے تو کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن زندگی اور مقصد زندگی ہی کھیل بن جائے، تو یہ حماقت کا ہمالیہ نہیں تو اور کیا ہے تعجب یہ کہ گلیوں اور سڑکوں کو کھیل کا میدان بنالیا جاتا ہے، اس کا بھی احساس نہیں کہ اس سے چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور کھیل کا ایسا ذوق پیدا کر دیا گیا ہے کہ ہمارے نوجوان گویا صرف کھیلنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں، اس کے سوا زندگی کا گویا کوئی مقصد ہی نہیں، ایسے کھیل کو کون جائز کہہ سکتا ہے؟

بعض لوگ آج تک کرکٹ نہیں کھیلے ہوں گے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں اس کی نقصانات بیان کرنے کا حق نہیں، اگر کسی شخص کو کتے نے نہیں کاٹا، تو کیا اس کو کتوں کی مذمت کرنے کا حق نہیں پہنچتا؟ افیم کی برائی صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو افیم نہیں کھاتے، افیم کھانے کے بعد کسی کو افیم کی برائی کرتے نہیں دیکھا گیا، برائی کرنا تو بڑی بات ہے کچھ بھی تو کرتے نہیں دیکھا، مولانا ابو الکلام آزاد کو گڑ سے سخت چڑ تھی، ان کا قول ہے کہ "جس نے ایک مرتبہ گڑ چکھ لیا اس کو تمام عمر دوسری مٹھاس پسند نہیں آسکتی" چونکہ وہ خود شکر کی لطیف حلاوتوں کے عادی و مداح تھے، ساری عمر گڑ کھائے بغیر گڑ کو ناپسند کرتے رہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ "کرکٹ کھیلوں کا بادشاہ ہے۔" جبکہ کرکٹ کا کوئی مستقبل نہیں کیونکہ نہ اسے روسی کھیلتے ہیں نہ امریکی، محض کرکٹ ہی پر منحصر نہیں، ترقی یافتہ ممالک میں رجحان عام ہے کہ تعلیم نہایت آسان اور تفریح روز بروز مشکل ہوتی جاتی ہے، مثلاً بی اے کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، مگر برج سیکھنے کے لئے عقل درکار ہے، ریڈیو، ٹیلی ویژن، سینما اور باتصویر کتابوں نے اب تعلیم کو بالکل آسان اور عام کر دیا ہے لیکن کھیل دن بدن گراں اور پیچیدہ ہوتے جا رہے ہیں، جس سے بعض غبی لڑکے کھیل سے جی چرا کر تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دینے لگے ہیں، اس سے جو سبق آموز نتائج رونما ہوئے وہ سیاست دانوں کی صورت میں ہم سب کے

سامنے ہیں۔

اس کھیل کے معاملے میں ہمارا رویہ بالغوں جیسا نہیں، بالکل بچوں کا سا ہے، اس لحاظ سے کہ صرف بچے ہی کھیل میں اتنی سنجیدگی برتتے ہیں، پھر جیسے جیسے بچہ سیانا ہوتا ہے کھیل کے ضمن میں اس کا رویہ غیر سنجیدہ ہوتا چلا جاتا ہے اور یہی ذہنی بلوغ کی علامت ہے۔

کرکٹ کے رسیا نا آشنائے فن کو لاجواب کرنے کیلئے اکثر کہتے ہیں،”میاں! تم کرکٹ کی باریکیوں کو کیا جانو؟ کرکٹ اب کھیل نہیں رہا، سائنس بن گیا ہے سائنس!“ عجیب اتفاق ہے، تاش کے دھتیا بھی رمی کے متعلق نہایت فخر سے یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ سولہ آنے سائنٹفک کھیل ہے، بکنے والے بکا کریں، لیکن ہمیں رمی کے سائنٹیفک ہونے میں مطلق شبہ نہیں، کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ روپیہ ہارنے کا اس سے زیادہ سائنٹیفک طریقہ ہنوز دریافت نہیں ہوا، کرکٹ اور رمی قطعی سائنٹیفک ہیں اور اسی بنا پر کھیل نہیں کہلائے جا سکتے، بات یہ ہے کہ جہاں کھیل میں دماغ پر زور پڑا کھیل کھیل نہیں رہتا کام بن جاتا ہے۔

کہیں سر تن سے جدا ہو رہے ہوں، تو یہاں ٹیم کے وکٹ گرنے کا افسوس کیا جا رہا ہوتا ہے، ملک میں فرقہ واریت کی آگ بھڑکائی جا رہی ہو اور یہاں ٹیم کی کامیابی کے لئے دعا کی جا رہی ہے۔

ملک میں دسویں اور دیگر کلاسس کے امتحانات سر پر ہوتے ہوں، عین انہیں دنوں میں کرکٹ کا دھن سوار نوجوان اپنے مستقبل کی تیاری کے بجائے رات دو بجے تک بھی کامنٹری میں مصروف نظر آتا ہے۔

رمضان کی مبارک ساعتوں میں تراویح کی سنت ادائیگی کے بجائے نوجوان صف سے پیچھے ہٹ کر مسجد میں کرکٹ دیکھتا ہوا نظر آتا ہے۔

ملک کے مختلف خطوں میں مسلمان دوشیزاؤں کی عصمت دری اور اس کے شرمناک منظر کی ویڈیو گرافی اور اس کو سوشل میڈیا پر اپلوڈ کر کے زخم پر نمک چھڑکنے کا کام ہو رہا ہے

تو ادھر مسلمان، ٹیم کے کسی کھلاڑی کے ہار جانے پر غمزدہ نظر آتا ہے۔

عالم اسلام کفر سے متاثر ہو کر سرزمین عرب میں مندر بنانے کی اجازت دے رہا ہو، یہودیت سے خوفزدہ ہو کر ماڈرن اسلام کی پیش قدمی کر رہا ہو، مذہب کے نام پر غنڈہ گردی اور فرقہ واریت کی آگ بھڑکائی جارہی ہو، فلسطین، برما، افغانستان، عراق، شام، اور مختلف ممالک اسلامیہ میں اسلام دشمن مسلمانوں کے لہو سے ہولی کھیل رہے ہوں، ملک کی معاشی ابتری کی وجہ سے کسان پھانسی لیکر، تو مزدور زہر کھا کر مر رہا ہو، وہاں مسلمان کرکٹ کے پہلے بال پر چھکے اور چوکے کے لیے ہزاروں نہیں بلکہ کروڑوں کا جوا کھیل رہا ہوتا ہے، آٹو رکشے والے سے لیکر سیاسی لیڈر تک کہیں ٹیچر دوران سبق تو کہیں ڈاکٹر دوران علاج، جوے کا بھاؤ لگا رہا ہوتا ہے، پرخطر حالات میں بھی اپنی ذمہ داری سے غافل ہو کر ایک لایعنی کھیل کی طرف نظر جمائے انسان اپنی نسل کی بربادی پر راضی ہو رہا ہوتا ہے، بس اور بس اسٹینڈ، لفٹ اور ہوٹل، سڑک اور مسجد ہر جگہ اسی کی دھن سوار رہتی ہے، مزید براں ایسے کھیل اور کھلاڑیوں کو سیاسی پشت پناہی شریفانہ ڈاکہ زنی ہے جس سے قوم کا بہتر مستقبل چھینا جارہا ہوتا ہے، بھلا ایسے کھیل کو کھیل کیسے کہا جائے گا؟ بلکہ یہ قوموں کو خاموش کھا جانے والی دیمک ہے، نسلوں کو ہلاک کر دینے والا کینسر ہے، یہ ایک المیہ ہے، بھلا جس قوم میں ہار جیت کا مقابلہ تعلیم و تربیت اور اخلاقی ترقی کے بجائے کھیل کود سے کیا جائے اس قوم میں ایجوکیٹڈ اور بااخلاق لوگ کیا خاک پیدا ہوں گے۔

کہا جاتا ہے کہ ”سرسید احمد خاں صاحب نے بھی انگریزی تعلیم و تمدن کے ساتھ ساتھ کرکٹ کو اپنانے کی کوشش کی، جب علی گڑھ کالج کے لڑکے میچ کھیلتے ہوتے تو سرسید صاحب میدان کے کنارے جانماز بچھا کر بیٹھ جاتے، لڑکوں کا کھیل دیکھتے اور رو رو کر دعا مانگتے ”الٰہی میری بچوں کی لاج تیرے ہاتھ ہے۔“

یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں کے ذہنوں پر باطلانہ محنت سے کھیل کود، لہو و لعب اور سیر و تفریح جیسے فالتو کاموں میں مشغول کر کے انہیں اپنے مقصدِ اصلی سے ہٹا دیا ہے، مختصر زندگی

کے قیمتی لمحات ضائع کرتے ہوئے انہیں احساس تک نہیں ہوتا، کیا اسلام ایسی حرکتوں کی حوصلہ افزائی کوئی گنجائش ہے؟ کرکٹ اب محض کھیل نہیں رہا ہے؛ بلکہ یہ مستقل تجارت اور قوم وملت کے نوجوانوں کو بیکار ونا کارہ کرنے کا ایک بڑا ذریعہ بنا ہوا ہے، ہزاروں نہیں لاکھوں دیوانے کرکٹ میچ کے چکر میں اپنی عمر عزیز کا پیش قیمت حصہ بلا فائدہ ضایع کر رہے ہیں۔

امت مسلمہ کا فرضِ اولین ہے کہ ہم زندگی کے ہر ہر موڑ پر اپنی تمام تر اغراض، خواہشات اور مفادات کو پس پشت ڈال کر، حکم خداوندی کی تعمیل کریں، جس میں ابدی کامیابی وسرخروئی ہے، دین اور شریعت کو اپنی خواہشات کے تابع سمجھ کر اگر خواہشات پوری نہ ہوں تو حکمِ شرعی کو غیر فطری سمجھتے ہوئے یا "تکلیف مالا یطاق" گردانتے ہوئے پس پشت ڈال دینا مسلمانی نہیں بلکہ یہودیت ہے۔

کرکٹ یا کوئی بھی کھیل اگر اس کو کھیل ہی کی حد تک محدود رکھا جائے اور اس میں کسی حرام کا ارتکاب نہ ہو رہا ہو تو حرج نہیں، ورنہ ترک کر دینا لازم ہے۔

کئی منکرات پر مبنی ہونے کی وجہ اس کا شمار ''لہو ولعب'' میں ہوتا ہے: اس لیے بطورِ ورزش یا تفریحا تھوڑی دیر کے لیے کھیلنے کی تو گنجائش ہے مگر مستقل اسے ذریعۂ آمدنی بنانے کو علماء نے مکروہ تحریمی (حرام کے قریب) لکھا ہے، جس سے اجتناب بھی ضروری ہے

اس کتابچہ میں احقر نے مختلف رسائل وجرائد کے اہل قلم وفکرمند حضرات کی تحریرات کو جمع کیا ہے جیسے ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، انمول موتی، ماہنامہ ندائے شاہی، دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی، مسنون معاشرت، نئے مسائل اسلامی نقطۂ نظر، مجلس علمی وتعلمی، اردو محفل، اصلاح معاشرہ فیس بک، اردو ایکسپرس، ویکیپیڈیا وغیرہ (جن میں ان حضرات کے فکری مضامین ہیں مفتی خالد محمود عثمانی، مولانا مسعود ازہر، مولانا توحید عالم قاسمی استاذ دارالعلوم دیوبند، مولانا مرغوب الرحمن سہارنپوری، شیخ مقصود الحسن فیضی، شاد محمد شاد، وغیرہ) ان مضامین میں قدرے حذف اضافہ یکجا کرنے کی کوشش کی ہے، بندہ ان تمام اہل قلم کا ممنون ہے، اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

احقر اس رسالہ کو عصری خطبات میں شامل کرنے کے لئے موقوف رکھا تھا خیال ہوا کہ اپنے دیگر رسالوں (اپریل فول، کرسمس، ویلنٹائن ڈے، نیا سال وغیرہ) کی طرح کتابچہ کی شکل دینا مفید رہے گا، حسب استطاعت قوم کو خطرہ سے آگاہ کرنے کے لئے خدا کی دی ہوئی توفیق کافی ہے، بقول حضرت مولانا علی میاں ندوی ؒ ''خطرے کے اظہار کرنے کا بہر حال ہر شخص کو حق ہے، ایک بچہ بھی خطرہ کا اظہار کرسکتا ہے کہ یہ دروازہ کھلا رہ گیا ہے چور نہ آجائے''(۱) ملک اس وقت جن پر خطر احوال سے گذر رہا ہے، ایسے وقت قوم کے بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کا کرکٹ یا دیگر کھیلوں میں دلچسپی لینا ملک ومذہب کے لٹیروں کے لئے گھر کا دروازہ کھول دینا ہے۔

کرکٹ کا ایک لازمی حصہ جوا ہے، جس میں لاکھوں روپے IPL میں لٹادئے جاتے ہیں اور ہر روز پولس چھاپہ مار کر کڑوروں روپیے ضبط کرتی ہے، جوے کی لت میں اس قدر شرمناک خبریں بھی ملتی ہیں کہ بیوی، بیٹی تک کو بھی جوے پر لگا دیا جاتا ہے، اسلئے دو چار صفحات جوے کی مذمت پر اضافہ کر دیا گیا ہے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ احقر کی ادنی سی کوشش کو قبول فرمائے اور اخلاص کی دولت عطا کرے اور قوم کے نوجوانوں کے لئے فائدہ مند بنائے۔ (آمین)

احمد اللہ نثار قاسمی

۲۳ر شعبان المعظم ر ۱۴۳۹ھ، مطابق ۲۰۱۸ء ر ۵ ر ۱۰ ر جمعرات

وارد حال ملیشیاء کولالام پور مدرسہ تحفیظ القرآن

---

۱) خطبات سلف: ۱ر ۱۱۵)

کرکٹ کسے کہتے ہیں؟

کرکٹ ایک ایسا کھیل ہے، جو گیارہ گیارہ کھلاڑیوں پر مشتمل دو ٹیموں کے درمیان کھیلا جاتا ہے۔

کرکٹ بلے اور گیند سے کھیلا جانے والا کھیل ہے جس میں دونوں ٹیموں (teams) کا ہدف حریف ٹیم (team) سے زیادہ دوڑیں (run) بنانا ہے، ہر میچ کو دو باریوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جس میں ایک ٹیم (team) بلا اور دوسری گیند سنبھالتی ہے، ایک گیند باز ایک روزہ میچ میں زیادہ سے زیادہ ۱۰-۱۰ اوور کرا سکتا ہے، ایک اوور میں چھ گیند پھینکی جاتی ہے، گیند باز کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ بلے باز کو چکما دے کر اسے آؤٹ (out) کردے، جس کے لئے کئی طریقے مشہور ہیں، بلے باز کا کام یہ ہے کہ وہ آؤٹ (out) ہوئے بغیر رن بنائے۔

ایک ٹیم کی باری اس وقت ختم ہوتی ہے، جب اس کے تمام کھلاڑی آؤٹ ہو جائیں، یا مقررہ گیندیں ختم ہو جائیں، یا اس کا قائد باری ختم کرنے کا اعلان کر دے، باریوں اور گیندوں کی تعداد کھیل کی قسم پر منحصر ہے۔ کرکٹ میں دو قسم کے کھیل کھیلے جاتے ہیں ایک "ٹیسٹ" دوسرا "ایک روزہ"۔ ٹیسٹ میچ ۵ روزہ ہوتا ہے، جس میں دونوں ٹیموں کو دو دو مرتبہ کھیلنا ہوتا ہے، جبکہ ایک روزہ میں دونوں ٹیموں کو ۳۰۰ گیندوں کی ایک باری ملتی ہے، فتح (win) کے لیے بعد میں کھیلنے والی ٹیم کو حریف ٹیم سے زیادہ دوڑیں (run) بنانا ہوتا ہے لیکن اگر اس سے پہلے اس کے تمام ۱۰ کھلاڑی میدان بدر ہو گئے، تو حریف ٹیم میچ جیت جائے گی۔ (آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا)

جنٹل مین کھیل

مشہور کھیلوں میں فٹ بال ہے جو دنیا کے ہر کونے میں کھیلا اور دیکھا جاتا ہے، دوسرا

کرکٹ Cricket ہے جو کہ فٹ بال کی طرح ہی مقبول ومعروف ہے اور تقریباً اب ساری دنیا میں کھیلا و دیکھا جاتا ہے، کرکٹ کے کھیل کو جنٹل مین، gentleman's game (شریف آدمی، بھلا مانس، نیک آدمی) کہا جاتا ہے اس کے کھیلنے والے انتہائی صاف وشفاف سفید کپڑے پہن کر کھیلتے ہیں بدلتے زمانہ میں اب ڈریس (dress) اور کھیل میں بہت تبدیلیاں آگئی ہیں، کھلاڑی سے لیکر امپائر (empire) شائقین، اور چیئر لیڈرس (cheerleaders) (ادھ ننگی ناچتی، کولھے مٹکاتی حسینائیں) تک کا سفر کرکٹ نے طے کیا ہے، لیکن کرکٹ کے کھیل کو ابھی بھی بہت سے لوگ جنٹلمین کھیل ہی کہتے اور مانتے ہیں۔

کرکٹ کی ابتداء کب، کیسے اور کہاں ہوئی؟

کرکٹ دنیا کے مقبول ترین کھیلوں میں سے ایک کھیل ہے؛ لیکن بہت سے لوگ اس کی تاریخ کے بارے میں لاعلم ہیں، کرکٹ کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اور اس کھیل پر کون کون سے عروج وزوال آئے؟ کرکٹ کتنے مراحل طے کرتے ہوئے آج اپنی موجودہ شکل میں موجود ہے، ٹیسٹ (test) کے علاوہ ایک روزہ اور ٹونٹی ٹونٹی (twenty twenty) کرکٹ نے اس کی مقبولیت میں اضافہ کرنے میں کیا اہم کردار ادا کیا ہے۔

کرکٹ برصغیر پاک وہند میں شوق سے کھیلا جاتا ہے، اس کھیل کی تاریخ کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا، لفظ کرکٹ کا پہلی بار استعمال کب ہوا؟ اس کے بارے میں واضح طور پر معلوم نہیں لیکن اتنی بات ضرور کہی جاسکتی ہے کہ ''کرکٹ'' کا لفظ فرانسیسی زبان ''کرک'' سے لیا گیا ہے، تاہم یہ لفظ ۱۷۸۴ء تک فرانسیسی زبان کا حصہ نہیں بن سکا تھا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ کرکٹ کا لفظ ''کرک کرک'' کی ترقی یافتہ شکل ہے، جس کے معنی ''ڈنڈے'' یا ''ہاتھی'' کے ہیں، کرکٹ کے متعلق یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اس کا آغاز براعظم یورپ سے ہوا، ماہرین کے قول کے مطابق کرکٹ یا اس سے ملتا جلتا کھیل تیرہویں

صدی عیسوی میں شروع ہو چکا تھا، اس طرح کے شواہد ایک قدیم پینٹنگ سے ملتے ہیں جس میں ایک نوجوان سیدھی چھڑی اور گیند پکڑے ہوئے ہے اور دوسرا ڈنڈے سے اسے ضرب لگانا چاہتا ہے۔

تاریخی حقائق کے مطابق یہ پینٹنگ ۱۲۳۰ء کی ہے، کرکٹ کا قدیم ترین اور مستند تحریری حوالہ انگلینڈ کے بادشاہ ایڈورڈ اوّل کے دور کا ہے جب وہ گریگ نامی کھیل میں نہ صرف دلچسپی لیتے تھے بلکہ خود بھی اس کھیل میں حصہ لیتے تھے، آکسفورڈ بوڈلین لائبریری میں ایک ایسی پینٹنگ موجود ہے جو کرکٹ کی واضح اور مکمل تصویر پیش کرتی ہے جس میں ایک خاتون کو کسی مرد کی طرف گیند پھینکتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور مرد گیند پر ضرب لگانے کیلئے بلے کو اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے ہے ان دونوں سے کچھ فاصلے پر کئی مرد اور خواتین بیٹسمین کی گیند کو کیچ کرنے یا اسے پکڑنے کیلئے انتظار میں ہیں اسکے علاوہ کرکٹ کی اور قدیم دستاویز ''ہسٹری آف گلڈفورڈ'' میں بھی تذکرہ ملتا ہے جو ۱۵۹۸ء کی ہے، اس دستاویز میں ایک قطعہ اراضی کے تنازعے میں لکھا ہے کہ ۱۵۵۰ء کے قریب سرے کاؤنٹی میں ملکہ برطانیہ کے درباری جان ڈیرک جب فری سکول مین اسکالر تھے تو وہ انکے دوست اور سکول کے بچے وہاں اور دیگر مقامات پر کرکٹ کھیلتے تھے اس حوالہ سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ ہنری ششم (۱۴۹۱ء تا ۱۵۴۷ء) کی بادشاہت کے اختتام تک کرکٹ کا کھیل عوام خصوصاً نوجوانوں میں مقبولیت حاصل کر چکا تھا، ۱۵۶۲ء میں مالڈن کارپوریشن کے عدالتی ریکارڈ میں جان پورٹر عرف براؤن نامی غلام کے خلاف مقدمے میں تحریر ہے کہ وہ ایک غیر قانونی کھیل کلکیٹ کھلیتا تھا اور سترھویں صدی کی ولیم گولڈی کی ایک نظم میں بھی کرکٹ سے متعلق مقابلے کا حوال بیان کیا گیا ہے۔ کرکٹ کا لفظ فرانسیسی زبان کے لفظ سے لیا گیا ہے جسکا درست تلفظ ''کرک کے''، مگر یہ لفظ ۱۴۷۸ء تک ملک کی زبان کا حصہ نہ بن سکا حالانکہ ''کرک کرک''، کے معنی انگریزی میں ڈنڈے یا چھڑی کے ہیں۔

. کرکٹ سے متعلق ایک دستاویز کا میں لکھا ہے کہ ۱۵۵۰ء میں سرے کاؤنٹی میں ملکہ

برطانیہ کے درباری جان ڈیرج جب فری اسکول (گلڈفورڈ) میں اسکالر تھے تو وہاں پر بچے اور ان کے دوست کرکٹ کھیلتے تھے، یہ قدیم دستاویز ۱۶/جنوری ۱۵۹۸ء کی ہے جو گلڈفورڈ کے میئر کے پاس تھی، رسل نے اپنی کتاب ہسٹری آف گلڈفورڈ میں اس دستاویز کا تذکرہ کیا ہے، کرکٹ کا کھیل ہنری ہشتم کی بادشاہت کے اختتام تک عوام اور نوجوانوں میں مقبولیت اختیار کر چکا تھا، عام خیال یہ ہے کہ کرکٹ کا آغاز انگلینڈ کے جنوب مشرقی حصے کے سبزہ زاروں کی چراگاہوں سے ہوا، چرواہوں سے یہ کھیل عوام تک پہنچا اور پھر آہستہ آہستہ امیر لوگ بھی اس کھیل میں دلچسپی لینے لگے۔ (روزنامہ دنیا، 21 August, 2016)

سولہویں اور سترہویں صدی میں انگلینڈ سمیت دوسرے یورپی ممالک میں ایک کھیل مختلف ناموں سے کھیلا جاتا تھا، اس کھیل کے قوانین بھی مختلف تھے، اس میں کھلاڑی دوڑتے ہوئے گیند کو ہاتھ، پاؤں یا لکڑی سے ضرب لگاتے تھے، پوائنٹس اسکور (points score) کرنے کے لئے ایک ہدف (goal) مقرر تھا جس میں ہر کھلاڑی یا ٹیم کو زیادہ مرتبہ گیند دوسرے کے گول میں پھینکنا ہوتا تھا، دوسری قسم میں گلف (gulf) اور بینڈی کے کھیل شامل تھے، ان کھیلوں میں کھلاڑی ایک جگہ کھڑا ہو جاتا تھا اور لکڑی کے ڈنڈے کی مدد سے گیند کو مقررہ ہدف تک پہنچاتا تھا، تیسرے قسم کے کھیل کو کرکٹ کے قریب ترین کہا جاسکتا ہے، ایسے کھیلوں میں اسٹول بال (stoolball)، ٹریپ بال (trap ball)، ٹپ کیٹ (tape ball) اور کیٹ اینڈ ڈاگ (Cat and Dog) شامل تھے، اسٹول بال (stool ball) میں ایک اسٹول (stool) کو میدان میں رکھ دیا جاتا تھا، ایک کھلاڑی اس کی جانب پشت کر کے کھڑا ہو جاتا تھا جبکہ بال پھینکنے والا اس سے کچھ فاصلے سے بیٹسمین کی طرف گیند اچھالتا، بالر کا مقصد سٹول کو نشانہ بنانا ہوتا تھا، بیٹسمین گیند کو سٹول (stool) پر لگنے سے بچاتا اور گیند کو اپنے ہاتھوں سے ڈھکیلتا تھا اگر گیند سٹول پر لگ جاتی یا گیند کے زمین پر لگنے سے پہلے ہی گیند کو پکڑ لیتا تو کھلاڑی کی باری ختم ہو جاتی اور دوسرے کھلاڑی کی باری شروع ہو جاتی، مقابلے کے اختتام پر اس شخص کو فاتح قرار دیا

جاتا جو گیند کو سب سے زیادہ مرتبہ اپنے ہاتھوں سے ضرب لگاتا۔

کیٹ اینڈ ڈاگ (Cat and Dog) میں چھڑی یا ڈنڈے کو ڈاگ اور لکڑی کے چار انچ لمبے اور ایک انچ قطرے کے ٹکڑے کو کیٹ کہا جاتا تھا، میدان میں تقریباً ایک فٹ قطرے کے دو گڑھے (وکٹ) کھودے جاتے تھے، یہ گڑھے سات انچ گہرے ہوتے تھے اور ان کے درمیان تقریباً ۲۶ رفٹ کا فاصلہ ہوتا تھا، اس کھیل میں ۳ کھلاڑی حصہ لیتے تھے۔

دو افراد ہاتھوں میں ڈنڈے لئے گڑھے کے قریب کھڑے ہو جاتے تھے، ایک گڑھے سے ایک شخص (بالر) کیٹ کو پہلے کھلاڑی کی طرف پھینکتا اور کھلاڑی اس گیند نما چیز کو ڈنڈے کی مدد سے گڑھے میں جانے سے روکتا۔ کرکٹ کا مستند تحریری حوالہ انگلینڈ کے بادشاہ ایڈورڈ اول کے دور کا ہے۔ ۱۲۷۲ء کے اس تذکرے میں تحریر ہے کہ شہزادہ ایڈورڈ، کریگ نامی کھیل میں نہ صرف دلچسپی رکھتے تھے بلکہ اس کھیل میں وہ خود بھی حصہ لیتے تھے، آکسفورڈ کی بوڈلائن لائبریری میں کرکٹ کے حوالے سے کچھ شواہد موجود ہیں، ایک پینٹنگ میں ایک خاتون کو کسی مرد کی طرف ایک گیند پھینکتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور مرد گیند پر ضرب لگانے کے لئے بلے کو اپنے ہاتھ میں اٹھائے کھڑا ہے، ان سے کچھ فاصلے پر کھلاڑی بیٹسمین کی طرف سے گیند کو کیچ کرنے یا اسے پکڑنے کے انتظار میں کھڑے دکھائے گئے تھے۔ ۱۵۶۲ء میں مالڈن کارپوریشن کے عدالتی ریکارڈ میں جان پورٹر کے خلاف مقدمے میں تحریر ہے کہ وہ ایک غیر قانونی کھیل کلیٹ کھیلتا تھا۔ سترہویں صدی کی ولیم گولڈ کی ایک لاطینی نظم میں ایک مقابلے کے احوال بیان کئے گئے، جو جدید کرکٹ سے کافی حد تک مشابہ ہے۔(۱)

کرکٹ کا پہلا میچ

کہا جاتا ہے کہ ایک زمانے میں کرکٹ برطانوی دور دراز علاقوں کے ساتھ ساتھ دنیا

---

(۱) آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا۔

کے دیگر علاقوں میں بھی پہنچنا شروع ہوگیا تھا۔ ۱۶۷۶ء میں برطانوی شاہی بحریہ کے تین جہازوں کے ملاحوں کاایک گروپ مشرقی وسطیٰ کے دورے پرآیا تو وہ ترکی کے شہر انطاکیہ کے قریب بحیرہ روم کے ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ پھر وہ وہاں سے تقریباً ۸۸ کلو میٹر مغرب میں شام کے شہر حلب کے مقام پر آیا، وہاں پر انہوں نے برطانوی باشندوں کے ساتھ کرکٹ کا پہلا میچ ۱۶۹۷ء میں کھیلا۔ ماہرین کے خیال میں کرکٹ کا قدیم ترین میچ تھا، جو انگلینڈ سے باہر کسی اور ملک میں کھیلا گیا۔ برطانیہ میں کرکٹ کا پہلا میچ ۱۶۹۷ء میں کھیلا گیا تھا، جس کے جیتنے پر ۵۰ اشرفیوں کا انعام رکھا گیا تھا۔ ۱۷۰۹ء میں کینٹ اور لندن کے درمیان ایک میچ ہوا۔ جسے بجا طور پر پہلا انٹر کاؤنٹی میچ قرار دیا جاسکتا ہے۔ ۱۷۳۰ء میں لندن کے فنس بری کے آرٹلری گراؤنڈ میں ایک میچ کھیلا گیا، یہ میدان کرکٹ کا پہلا مرکز تھا، ملکہ الزبتھ کا دورِ حکومت اگر چہ برطانیہ کا سنہرا دور کہلاتا ہے؛ لیکن ان کی وفات کے بعد اسکاٹ لینڈ کے جیمز ششم، جیمز اول کے خطاب سے دونوں سلطنتوں کے فرمانروا بن گئے تو برطانیہ ایک بار پھر کھیلوں میں ابتری کا شکار ہوگیا، کھیلوں کو وقت کا ضیاع سمجھا جانے لگا اور کھلاڑیوں کا شمار اوباش اور بدکردار افراد میں ہونے لگا، اس کی وجہ یہ تھی کہ گرجا گھر میں عبادت کے لئے آنے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی۔ لوگ عبادت کے وقت اپنے اپنے مشاغل میں مصروف رہتے تھے؛ اس لئے حکمرانوں نے کھیلوں پر پابندی لگادی۔ اس سلسلے میں لوگوں کو سزائیں بھی دی گئیں۔ ۱۶۴۹ء میں بادشاہ چارلس اول کو قتل کردیا گیا۔ جس کے بعد "اولیور کرام ویل" کے پانچ سالہ دورِ حکومت میں کرکٹ کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ "کرام ویل" خود فٹ بال، کرکٹ اور کشتی رانی میں مہارت رکھتا تھا۔ "کرام ویل" کے دور میں کرکٹ کی ترقی ایک حادثاتی اتفاق تھا۔ کرام ویل کے دور میں اتوار کو کرکٹ کھیلنے اور شرط لگانے پر پابندی برقرار رہی۔ آئر لینڈ میں کرام ویل کے جرنیلوں نے کرکٹ کھیلنے پر مکمل پابندی عائد کررکھی تھی۔ ۱۶۴۹ء میں کرام ویل کی وفات کے بعد چارلس دوم کے سر پر تاج رکھا گیا۔ لندن میں حالات معمول پر آتے ہی جاگیر دارانِ لندن لوٹنے لگے، لندن واپسی پر

وہ اپنے ساتھ کرکٹ کو ایک نئے جوش اور ولولے کے ساتھ واپس لے کر آئے۔ ”کرام ویل“ کے دورِ حکومت سے پہلے کرکٹ غریبوں اور متوسط طبقے تک محدود تھا، اب وہاں کا اعلیٰ طبقہ بھی کرکٹ کا شیدائی ہوگیا تھا۔ ان لوگوں کی سرپرستی سے کرکٹ آہستہ آہستہ انگلینڈ کی ثقافت کا ایک اہم جزو بن گیا، کرکٹ کے ارتقاء میں ہیلمبڈن کلب نے اہم کردار ادا کیا، اس کلب کا قیام ۱۷۵۰ء میں انگلینڈ کی کاؤنٹی ہمپشائر کے ایک دیہات ”ہیمبلڈن“ میں عمل میں آیا، اس زمانے میں بے شمار کلب اور کاؤنٹیاں منظر عام پر آئیں لیکن ان کے مقابلے میں ہیمبلڈن کلب بہت کم عرصے میں شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گیا۔

دوسری جنگ عظیم سے پہلے کرکٹ

۱۸۳۸ء میں دوسری جنگ عظیم سے بہت پہلے جرمنی کی کرکٹ ٹیم یورپ میں پہلے نمبر پر تھی، ان دنوں کرکٹ صرف یورپ کا کھیل تھا، یورپ میں سال کے نو ماہ سرد موسم رہتا ہے، سردیوں کے اس موسم میں اہل یورپ تفریح کو ترس جاتے ہیں، وہ ہر وقت اپنے جسم کو لپیٹے رکھتے ہیں، بارشوں اور برف باری کے باعث برساتی قسم کا کوٹ ان کی روزمرہ کی زندگی کا حصہ ہے۔

وہ سارا دن پنڈلیوں تک لمبے لمبے بوٹ، دستانے، گرم ٹوپی یا ہیٹ فر کا کوٹ اور کوٹ کے اوپر برساتی پہنے رکھتے ہیں، اگرچہ گھروں اور دفتروں کو گرم رکھنے کا نظام کام کرتا رہتا ہے، لیکن اس کے باوجود ان کی سماجی زندگی بری طرح بحران کا شکار رہتی ہے، ان مہینوں میں بعض مہینے تو ایسے ہوتے ہیں، جن میں یورپ کے باشندے سورج کو ترس جاتے ہیں، بس دس بارہ گھنٹوں بعد ایک اکتا دینے والی ہلکی سرد روشنی نظر آتی ہے۔

یہ لوگ اس روشنی کو دن میں سمجھ لیتے ہیں، چند گھنٹوں کے اس دن کے بعد پھر ایک طویل اندھیری رات انکے مقدر پر چھا جاتی ہے، اب کیونکہ اہل یورپ کی زندگی کا زیادہ حصہ اسی قسم کی صورت حال میں گزرتا تھا، اب بھی گزرتا ہے، لہٰذا انہوں نے اپنی ذہنی اور جسمانی

تفریح کے لئے گھروں کے اندر کھیلے جانے والے کھیل ایجاد کئے، ان کھیلوں کو "ان ڈور گیمز (indoor games)" کہا جاتا ہے، ان کھیلوں میں بیٹ منٹن (bat mamton) اسکوائش (squash)، باسکٹ بال (basketball) یا ٹینس (tennis) اور تاش وغیرہ شامل ہیں، یہ لوگ سرد موسموں میں یہ کھیل کھیلا کرتے ہیں لیکن جب گرمیاں شروع ہوتی ہیں تو پورے یورپ کا ماحول بدل جاتا ہے۔

بچے، جوان اور بوڑھے مختصر لباس پہن کر سڑکوں، پارکوں اور ساحلوں پر پھرتے ہیں، دھوپ میں لمبے لمبے کھیل کھیلتے اور دیکھتے ہیں، فٹ بال، ہاکی اور کرکٹ یورپ میں گرمیوں کے کھیل ہیں، گرمیوں میں یہ لوگ چمکیلے میدانوں کا رخ کرتے ہیں، اسٹیڈیموں میں نیم دراز ہوکر لمبے لمبے میچ دیکھتے ہیں، دوسری جنگ عظیم سے پہلے آدھی سے زیادہ دنیا یورپ ممالک کی کالونی تھی، لہذا یہ لوگ جب زمینوں کا رخ کرتے تو اپنی رہائش، اپنی خوراک، لباس ، زبان اور کھیل بھی ساتھ لے جاتے تھے۔

کرکٹ کے قوانین کی ابتداء

۱۷۷۴ء سے پہلے کرکٹ کے کوئی باقاعدہ قوانین موجود نہیں تھے، دونوں ٹیمیں میچ شروع ہونے سے پہلے چند قواعد طے کرلیتی تھیں؛ لیکن ایسے قواعد کی صورت میں بعض اوقات اختلافات شدت اختیار کرجاتے تھے اور نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی تھی ۲۵ر فروری ۱۷۷۴ء کو کینٹ کے امراء اور معزز افراد نے ایک اجلاس منعقد کرکے کرکٹ کے نئے قوانین بنائے، ان میں سے بعض قوانین ایسے ہیں جن میں دو صدیاں گزرجانے کے باوجود کوئی ترمیم نہیں ہوئی، کرکٹ کی گیند اور بلے کا وزن اس اجلاس میں طے ہوا تھا، جو آج بھی برقرار ہے، آؤٹ ہونے کے قوانین میں ہٹ وکٹ (۱) کا اضافہ اور ایل بی ڈبلیو

---

(۱) کھلاڑی کے پیر یا بلا وغیرہ سٹپس سے ٹکرا جانے کو ہٹ وکٹ کہتے ہیں، کرکٹ کی اصطلاح میں اس طرح آؤٹ ہونے کو خودکشی کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔

(L.B.W) کے لیئے وکٹ کی لائن میں گیند پڑنے کی پابندی عائد کی گئی ہے،"میر لبون میں لارڈ" نے کرکٹ میچ دیکھنے والے شائقین کے لیئے ٹکٹ مقرر کیا۔

۱۸۰۸ء میں لارڈ نے کلب کو ریجنٹ پارک میں منتقل کر دیا؛لیکن صرف تین سیزن گزرنے کے بعد اس میدان کے عین درمیان سے ایک نہر نکالنے کا منصوبہ بنایا گیا،جس کی وجہ سے ایم سی سی نے ایک بار پھر نئے میدان کی تلاش شروع کر دی؛ چنانچہ سینٹ جان وڈ میں ایک میدان حاصل کیا گیا۔ ۲۲/جون ۱۸۱۴ء کو اس پر پہلا میچ کھیلا گیا،اس میدان کو تھامس لارڈ کے نام پر لارڈز کرکٹ گراؤنڈ کہا جاتا ہے، اس میدان کے احاطہ میں واقع عمارت میں انٹرنیشنل کرکٹ کانفرنس کا صدر مقام بھی ہے،آج کرکٹ کا دنیا کے مقبول ترین کھیلوں میں شمار ہوتا ہے،اس کا عالمی کپ ہر چار سال بعد منعقد ہوتا ہے،اب تک کھیلے گئے نو عالمی کپ مقابلوں میں آسٹریلیا چار مرتبہ میگا ایونٹ جیت کر سر فہرست ہے،لیکن یاد رہے کہ یہ ۲۰۱۱ء سے پہلے کی بات ہے۔(آزاد دائرۃ المعارف،ویکیپیڈیا)

کرکٹ بین الاقوامی کھیل کیسے بنا؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کرکٹ اچانک پھر پوری دنیا کا کھیل کیسے بن گیا؟ وہ برصغیر گرم مرطوب ممالک کا قومی کھیل کیسے ہوگیا؟اس کے پیچھے بھی ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ہاتھ ہے،کیونکہ دوسری جنگ عظیم کے بعد دنیا دھیرے دھیرے ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہاتھ میں منتقل ہوگئی،ان کمپنیوں نے پوری دنیا کی زبان،ثقافت اور طرز رہائش بدل کر رکھ دی،"دنیا ایک عالمی گاؤں ہے"،یہ نعرہ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے دیا۔

گلوبل ویلج کا فائدہ ہے ہی ملٹی نیشنل کمپنیوں کو،آپ دنیا کے کسی کونے میں چلے جائیں، آپ قطب شمالی کے کسی یخ بستہ گاؤں میں کھڑے ہوں،یا صحرائے گوبی کے کسی جلتے بجھتے صحرائی خیمے میں پیپسی (pepsi) اور کوکا کولا (coca cola)،آپ کے سامنے رکھی ہوں گی،جینس (jeans) پوری دنیا میں پہنی جاتی ہے،آپ دنیا کے کسی کونے میں ٹیلی فون

کریں، فون اٹھانے والا ہیلو کہہ کر آپ سے مخاطب ہوگا، سوری (sorry)، اوتھینک یو (thank you)، پوری دنیا کے الفاظ ہیں، سونی (sony) کا ٹیلی ویژن پوری دنیا میں دیکھا جاسکتا ہے، آپل (apple) موبائل ہر کونے میں استعمال کیا جاتا ہے، اور فلپس (philips) کا فریج دنیا کے تمام کونوں میں یکساں مقبول ہیں۔

گولڈ فلیک کا سگریٹ آپ کو دنیا کے ہر ملک ہر شہر میں ملے گا، یہ کیا ہے؟ یہ گلوبل ویلج ہے، ایک ایسی دنیا جس میں گاہک کا تعلق چین کے کسی پسماندہ گاؤں سے ہو، یا کیلیفورنیا کی نئی دنیا سے ہو، وہ ایک ہی کمپنی کا خریدار ہے، وہ دونوں ایک دوسرے کے بھائی ہیں، یہ تعلق یہ رابطہ اور یہ گلوبل ویلج، ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مجبوری تھی، آپ خود فیصلہ کیجئے! ایک کمپنی اگر صرف ایک ملک تک محدود ہو، تو وہ اپنی مصنوعات کتنی تعداد میں بیچے گی؟ اس ملک کے چند کروڑ لوگوں سے کس قدر منافع کمالے گی؟

اسے زیادہ منافع کا حصول اور زیادہ گاہکوں کے لئے دوسرے ممالک جانا پڑے گا، چنانچہ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے یہی کیا، انہوں نے دنیا کو کہا : یہ جو تم لمبے لمبے پائجامے، تہبند اور شلواریں پہن کر پھرتے ہو، یہ تمہاری ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں، اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، زیادہ آرام دہ اور پرسہولت جینس (jeans) پہنو۔ تمہارے جوتے اس قسم کے ہونے چاہئے، اگر تمہیں کسی وقت بھی بھاگنا پڑے تو تم اٹھ کر بھاگ کھڑے ہو، تمہیں گرمیوں میں سردی اور سردیوں میں گرمی چاہئے، لہذا اے سی استعمال کرو، ہیٹر جلاؤ، لوگوں نے اس پیغام پر یقین کرلیا، چنانچہ دنیا ایک گاؤں بن گئی، ملٹی نیشنل کمپنیوں کو جینز کی طرح ایسے کھیلوں کی بھی ضرورت تھی، جو پوری دنیا میں یکساں طور پر کھیلے جاسکتے ہوں، جو زیادہ دیر تک لوگوں کو اپنی طرف متوجہ رکھ سکیں، تاکہ وہ ان کھیلوں کے درمیان اپنی مصنوعات کا اشتہار دے سکیں، کرکٹ میں ایسی تمام خوبیاں موجود تھیں، یہ کئی دنوں تک دیکھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ رکھ سکتا تھا، لہذا ملٹی نیشنل طاقتوں نے اس کھیل کے پرموشن (promotion) اور ترویج کا

فیصلہ کیا۔(اردو بی بی سی نیوز، 12 فروری 2011ء)

کرکٹ ہندوستان میں

انگریزوں کے ناپاک قدم جب ہندوستان پر پڑے تو انہوں نے مشرقی تہذیب کو ملیامیٹ کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کیے، بہ طور خاص کرکٹ بھی اپنے ساتھ لائے؛ مگر یہ کھیل ان کی توقع کے مطابق مطلوبہ مقام حاصل نہ کرسکا، ہندوستان میں فٹبال، ہاکی، اور کرکٹ انگریزوں کالایا ہوا ہے، ہاکی اور فٹ بال نے تو کسی حد تک اس خطے میں اپنی گنجائش نکال لی لیکن کرکٹ تقسیم ہند تک برصغیر میں اپنی جگہ بنا نہ سکا، اسکی دو بڑی وجوہ تھیں۔

(۱) کرکٹ مہنگا کھیل تھا، ہندوستان کے شہری اتنا مہنگا کھیل برداشت نہیں کرسکتے تھے، گو انگریزوں نے سات بڑے شہروں میں کرکٹ کے میدان بنائے، ان میدانوں میں راجاؤں، مہاراجاؤں کی ٹیمیں کرکٹ کھیلتی بھی تھیں؛ لیکن اس کے باوجود کرکٹ ہندوستان میں عوامی کھیل نہ بن سکا، یہ صرف ہندوستان کا مسئلہ نہیں تھا، پوری تیسری دنیا کرکٹ کے لئے غیر موزوں تھی، کسی جگہ موسم آڑے آجاتا تھا، کسی جگہ معیشت اور کسی جگہ اس کا دورانیہ، اس کے برعکس ہاکی (hockey) اور فٹ بال سستے بھی تھے، اور اس کے میچ بھی جلد ختم ہوجاتے ہیں، چنانچہ ہندوستان سمیت تمام ملکوں میں یہ دونوں کھیل خاصے مقبول ہوئے (۲) دوسرے ہندوستان کا شدید گرم موسم کرکٹ کی اجازت نہیں دیتا تھا، یہ ایک لمبا کھیل ہے، جس میں چودہ پندرہ کھلاڑیوں اور ان کے ساتھ سینکڑوں ہزاروں تماشائیوں کو گھنٹوں دھوپ میں رہنا پڑتا ہے، ہندوستان کی دھوپ تو لوہا پگھلا دینے کی طاقت رکھتی ہے، چنانچہ ہندوستان میں نو دس مہینے یہ کھیل کھیلا جاسکتا تھا، اعدائے اسلام کے اشارہ پر ملٹی نیشنل کمپنیوں (multinational companies) نے اس کھیل کو فروغ دینا شروع کیا، چوں کہ ہر کمپنی اپنے مصنوعات کا فروغ چاہتی تھی، اس لیے انہیں کوئی ایسی مشہر چیز چاہیے تھی جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو لمبے زمانہ تک اپنی طرف متوجہ رکھ سکے، کرکٹ میں وہ تمام باتیں

موجود تھیں، اس غرض سے کرکٹ کو شہروں شہروں، گلیوں گلیوں اور گھروں گھروں تک پہنچا نے کے لئے میدان (stadium) بنوائے گئے، مختلف انعامی اسکیموں کے لالچ میں لوگوں کی توجہ اس کھیل کی طرف مبذول کرائی گئی، کھلاڑیوں پر مال وزر کے دہانے کھول دیئے گئے، ہزاروں، لاکھوں ڈالروں میں ان کو نہلا دیا گیا، پھر کیا تھا کرکٹ کا جنون ان پر مسلط ہوگیا، یوں دیکھتے دیکھتے ایک قلیل مدت میں کرکٹ عالمی کھیل بن گیا۔ یہ کھیل پہلے پہلے انگلینڈ کے جنوبی علاقوں تک محدود رہا، اٹھارویں صدی کے اختتام تک یہ کھیل پورے انگلینڈ میں پھیل گیا، سب سے پہلا ٹسٹ میچ آسٹریلیا اور انگلینڈ کے درمیان ۱۸۷۷ء میں ہوا، پھر آہستہ آہستہ مختلف ممالک کی ٹیمیں وجود میں آئیں، ہندوستان نے ۱۹۳۶ء میں شمولیت اختیار کی۔

ملٹی نیشنل کمپنیوں کی چالاکی

آج کل جہاں ”کرکٹ کے دیوانوں کی تعداد بے حساب بڑھ رہی ہے وہیں کچھ ایسے باشعور افراد بھی ہیں، جو کرکٹ کے ذریعہ ہونے والے قومی، دینی اور دنیوی نقصانات پر نہایت تشویش میں مبتلا ہیں، جب گہرائی سے حقائق کا جائزہ لیا جاتا ہے، تو ان کی یہ تشویش بجا معلوم ہوتی ہے، بریں بنا امت کے سبھی طبقات سے وابستہ افراد پر لازم ہے کہ وہ اس موضوع پر جذبات سے بالاتر ہوکر سنجیدگی سے غور کریں، اور عواقب کو پیش نظر رکھ کر خصوصاً اپنے نونہالوں کو وقت اور دولت کے ضیاع سے بچائیں۔

کرکٹ میں دو بڑی خرابیاں تھیں، ایک یہ کہ موسمی کھیل تھا، زیادہ سردی اور زیادہ گرمی میں نہیں کھیلا جاسکتا، دوسرے یہ کہ امراء کا کھیل تھا، اس کے لئے بڑا میدان، وردی اور مہنگا سامان درکار ہوتا ہے، ان ملٹی نیشنل کمپنیوں (multinational companies) نے سب سے پہلے اسے موسم کے بندھن سے آزاد کیا، انہوں نے اسے گرم علاقوں سے نکال کر ٹھنڈے خطوں سے گرم علاقوں تک پہنچایا، انہوں نے سوچا کہ پوری دنیا کے موسم ایک جیسے

نہیں رہتے، جب یورپ میں برف باری ہورہی ہوتی ہے،اسوقت خلیج کا موسم نیم گرم ہوتا ہے، جب عرب ممالک افریقہ اور برصغیر میں گرمی ہوتی ہے،اس وقت آسٹریلیا اور یورپ میں قابل برداشت ٹھنڈ علاقوں میں پڑرہی ہوتو اس وقت کرکٹ کی ٹیمیں گرم علاقوں میں منتقل کردی جائیں،اس کے نتیجے میں کرکٹ بارہ مہینوں کا کھیل ہوگیا،دوسرا ان ملٹی نیشنل کمپنیوں نے دیکھا کہ کرکٹ مہنگا کھیل ہے،ان کے کھلاڑیوں کو وقت اور پیسہ چاہئے، جبکہ امیر طبقہ کے پاس پیسہ تو ہوتا ہے؛لیکن وقت نہیں ہوتا،یہ لوگ اگر کرکٹ کھیلتے ہیں،وہ اسے پیشے کے طور پر اسے نہیں لیتے،لہذا کرکٹ اس وقت تک عالمی کھیل نہیں بن سکتا،جب تک عام شہری اس کو نہیں اپناتے،ملٹی نیشنل کمپنیوں نے کرکٹ کو عام شہریوں تک پہنچانے کے لئے اسے اسپانسر کرنا شروع کردیا،انہوں نے دنیا بھر میں کرکٹ کے میدان بنائے، دیہاتو ں اور قصبوں سے لڑکوں کو جمع کیا،انعامی اسکیموں کے ذریعہ انہیں کرکٹ کھیلنے پر لگایا،اور کرکٹ کی طرف راغب کیا،کرکٹ کھلاڑیوں کو ان کا ہیرو بنایا،انہیں نوکریاں دلوائیں،جیب خرچ دیا،اور کرکٹ کھیلنے پر لگادیا،ساتھ ہی ٹیلی ویژن،ریڈیو اور اخبارات پر ان کی کوریج کا بندوبست کیا،یوں پانچ،دس برسوں میں کرکٹ پوری دنیا کا کھیل بن گیا۔(ندائے شاہی)

بین الاقوامی کمپنیوں کے دو کام

یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی کوئی تجارت،گاہک کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی،گاہک کاروبار میں وہی حیثیت رکھتا ہے،جو برقی رو بلب کی زندگی میں رکھتی ہے،دنیا بھر کے تاجر،بزنس مین (businessman)،اور کاروباری لوگ گاہکوں کو متأثر کرنے کے لئے نت نئے ہتھکنڈوں سے کام لیتے ہیں،کوئی ڈھول بجاتا ہے،کسی نے اونچی اونچی آواز میں بولنے والے سیلز مین (salesman) رکھے ہوئے ہیں،کوئی دکان کو خوب سجاتا ہے،اور گاہکوں کے لئے انعامی اسکیموں کا اعلان کرتا ہے،یہ عام چھوٹے کاروباری لوگوں کے ہتھکنڈے ہیں،بڑی اور قومی سطح کی کمپنیاں پوری دنیا کے گاہکوں کو اپنی مصنوعات کی طرف متوجہ کرتی

ہیں، یہ کمپنیاں بیک وقت دوکام کرتی ہیں، ایک یہ کہ اپنی مصنوعات فروخت کرتی ہیں، اور دوسرے یہ کہ دنیا کو نیا رواج دیتی ہیں، لوگوں کو اپنی بنائی ہوئی چیزیں استعمال کرنے پر ابھارتی ہیں۔

مثلاً: دوسری جنگ عظیم تک دنیا میں ڈبے کا دودھ استعمال نہیں ہوتا تھا، دودھ بنانے والی کمپنیوں نے باقاعدہ مہم چلا کر دنیا میں چھوٹے بچوں کو فیڈر اور ڈبے کا دودھ پلانے کا طریقہ متعارف کرایا، چائے اور کافی میں صرف اور صرف تازہ دودھ استعمال ہوتا تھا، ان کمپنیوں نے چائے اور کافی کے سیل (sell) میں اضافہ کے لئے دنیا کو خشک دودھ ڈالنے کا طریقہ بتایا، دنیا بھر میں گرمیوں میں لسی اور شربت ہی پی جاتی تھی، ان کمپنیوں نے لوگوں کو کئی قسم کے بوتلیں پینے پر مجبور کیا، دنیا بھر میں کولڈ ڈرنگس صرف گرمیوں میں لئے جاتے ہیں، ان کمپنیوں نے ان کو بارہ ماہ کے مشروبات بنادیا، دنیا بھر میں تمباکو صرف امراء استعمال کرتے تھے، اور وہ بھی پختہ عمر میں؛ لیکن ان کمپنیوں نے اسے نوجوان اور غریب لوگوں کی عادت بنادیا، غرض یہ بین الاقوامی کمپنیاں ہی ہیں، جنہوں نے پوری دنیا کا مزاج، کرۂ ارض کی فطری روایات اور ضروریات تبدیل کردیں، جنہوں نے اپنے کاروباری فائدہ کے لئے، پوری دنیا کی تہذیب اور پوری دنیا کی ثقافت بدل دی، اس تبدیلی کے لئے ان کمپنیوں نے تشہیر اور پروپیگنڈے سے کام لیا، انہوں نے دنیا کے ہر اس کونے، درخت اور پتھر پر اشتہار لگادیا، جسکے سامنے سے لوگ گزرتے ہیں، انہوں نے ہر دیکھتی آنکھ کے سامنے سے سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں، اشتہار لگائے، ان اشتہارات کے لئے ان لوگوں نے ہر جائز اور ناجائز ہتھکنڈے استعمال کئے، سیاسی لیڈروں کی مدد لی، مندر اور چرچ استعمال کئے، اداکارائیں اور اداکار استعمال کئے، کتابیں اور رسالے، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو استعمال کیا، انہوں نے قومی دانشور خریدے، ذہین لوگوں کی ذہانت، کھلاڑیوں کا کھیل اور فن کاروں کا فن لیا، اور پوری دنیا کو منڈی کی شکل دیدی، گلی کوچوں کو بازار بنادیا، آج ہم اس بازار اور اس منڈی کا حصہ ہیں۔

کرکٹ کے ذریعہ مصنوعات کی تشہیر

وہ شخص بھی یقینا کوئی بدبخت ہی ہوگا، جس نے کرکٹ کو شہرت، پروپیگنڈے اور اشتہارات کا ذریعہ بنانے کا تصور پیش کیا تھا کسی شخص نے ان کمپنیوں کو بتایا کہ کرکٹ دنیا کا واحد کھیل ہے، جس میں زیادہ سے زیادہ اشتہارات دیئے جاسکتے ہیں، یہ ایک ایسا کھیل ہے جسکے پاس دنیامیں سب سے زیادہ تماشائی ہیں، اور تماشائی بھی ''کل وقتی'' جو ٹیلی ویژن کے سامنے بیٹھ گیا، یا میدان میں بیٹھ گیا، وہ میچ دیکھے بغیر وہاں سے نہیں اٹھے گا، لہٰذا ان کمپنیوں نے فوراً کرکٹ کی سرپرستی شروع کردی، اور کرکٹ کو دنیا میں متعارف کروانے کے لئے اپنی تجوریوں کے دروازے کھول دیئے، دنیامیں کئی میدان بنائے گئے۔

ان ٹیموں کے میچ کو ٹی وی اور ریڈیو پر کوریج دیا گیا، اخبارات اور رسائل میں انکے انٹرویوز چھپوائے گئے، یوں آہستہ آہستہ ہر ایک کرکٹ کا ہیرو بنتا چلاگیا، ان کمپنیوں نے پھر بڑے بڑے ٹاؤرنمنٹس کرانا شروع کردیئے، یہ فلاں کپ ہورہا ہے، اور یہ فلاں، ان میچوں میں بھاری بھاری انعامات رکھے گئے، جو میچ جیت گیا، وہ ایک دن میں لکھ پتی سے کروڑ پتی ہوگیا، بالر کامیاب ہوا تو کسی ملٹی نیشنل کمپنی نے اس کے ساتھ اپنی مصنوعات کی مشہوری کا معاہدہ کرلیا، بلے باز کو کامیابی حاصل ہوگئی تو وہ فلاں صابن، فلاں جوتے اور فلاں مشروب کے اشتہارات میں آنے لگا، یوں سلسلہ چل نکلا لیکن ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کو تسلی نہیں ہوئی، انہیں محسوس ہوا کہ ابھی گنجائش موجود ہے، انہوں نے کھلاڑیوں کے سینوں پر اپنی اپنی کمپنی کے مونو گرام لگانے شروع کردیئے، انہیں مخصوص قسم کی ٹوپیاں پہنانا شروع کردیئے، انہیں اپنی کمپنی کے جوتے اور کپڑے پہنانا شروع کردیئے لیکن تسلی ابھی بھی نہ ہوئی لہٰذا اس کے بعد ان کمپنیوں نے ان کھلاڑیوں پر براہ راست سرمایہ کاری شروع کردی، انہوں نے پوری ٹیم کو خریدنا شروع کردیا، اب اس وقت عالم یہ ہے کہ پوری کی پوری ٹیم ملٹی نیشنل کمپنیوں کے اشاروں پر ہوتی ہے۔ (ماہنامہ ندائے شاہی)

کمپنیاں کھلاڑیوں کو کیسے استعمال کرتی ہیں

کرکٹ میں دو مراحل بہت سنسنی خیز ہوتے ہیں، ایک وہ جب باؤلر گیند پھینکتا ہے، دوسرا وہ جب بلے باز رن بناتے ہیں، یہ دونوں مراحل اشتہاروں کے لئے بڑے قیمتی ہوتے ہیں، کمپنیاں انہیں بڑی خوبصورتی سے استعمال کرتی ہیں، جس وقت باؤلر اسٹارٹ (start) لینے کے لئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا باؤلنگ لائن کی طرف جا رہا ہوتا ہے تو ہر دیکھنے والی آنکھ ٹیلی ویژن کی اسکرین پر نظریں جمائی بیٹھی ہوتی ہیں، کمپنی کے ماہرین عین اسی وقت اپنی مصنوعات کا اشتہار پیش کر دیتے ہیں، لاکھوں کروڑوں لوگوں تک اس کمپنی کا اشتہار چند سکینڈ میں پہنچ جاتا ہے، باؤلر اسٹارٹ لیتا ہے، دوڑتا ہے، بال پھینکتا ہے، اوئے اوئے کی آوازوں کے ساتھ بال وکٹ کیپر کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے، اس نازک وقت میں بھی ایک عدد اشتہار ناظرین کے دماغ میں جا گرتا ہے، بال بلے کو چھو جائے، کھلاڑی رنز بنانے کے لئے دوڑ پڑیں، فیلڈر گیند کے پیچھے دوڑیں، تو بھی اسکرین کے ایک کونے میں کمپنی کا اشتہار دکھائی دینے لگتا ہے، ہر چوکے اور چھکے کے بعد دو تین چار اشتہار پیش کیا جانا معمولی بات ہے۔

نوٹ : ہر نوبال (no ball) ، وائیڈ بال (wide ball) اور امپائر (empire) کی طرف سے وارننگ کے دوران بھی ٹیلی ویژن پر اشتہارات کی بھرمار ہوتی ہے، اشتہار کے یہ وقفے حاصل کرنے کے لئے کمپنیاں باؤلر کو باقاعدہ معاوضہ دے کر تیار کرتی ہیں، کہ جب وہ بال گرانے کے لئے جائیں گے تو انہیں اتنے اسٹیپس (steps) لینے ہیں، وہ ہر بال کے لئے جاتے ہوئے اتنی دیر لگائیں گے، وہ کس وقت نوبال دیں گے، اور کس وقت وکٹ کے قریب پہنچ کر بال گرائے بغیر واپس چلے جائیں گے۔

باؤلر کے ساتھ اس سمجھوتے کے مطابق وہ اشتہارات ترتیب دیتے ہیں، اور انہیں

ٹھیک اس وقت ناظرین کے سر میں دے مارتے ہیں، جب وہ پوری یکسوئی کے ساتھ، اسکرین پر نظریں جمائے بیٹھتے ہیں، شاید آپ سوچتے ہوں کہ کمپنیوں کو یہ سنہرا وقت یوں ہی بغیر کسی محنت کے حاصل ہوجاتا ہے؟ یہ یقینا آپ کی خام خیالی ہوگی، کیونکہ کمپنیاں اس قیمتی وقت کے حصول کے لئے برسوں محنت کرتی ہیں، وہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ عام گلی کوچوں سے باصلاحیت نوجوان جمع کرتی ہیں، انہیں عام میدانوں میں کھیلنے کی دعوت دیتی ہیں، پھر انہیں ضلعی صوبائی اور قومی سطح پر لاتی ہیں، وہاں سے انہیں اٹھا کر بین الاقوامی سطح پر لاتی ہیں، جب وہ کھلاڑی بن جاتے ہیں تو ان کے ساتھ پانچ، دس سال کا کاروباری سمجھوتا کرتی ہیں، انہیں لاکھوں کروڑوں ڈالر سالانہ دیتی ہیں۔

یہ کمپنیاں کس قدر مضبوط اور تگڑی ہوتی ہیں، اس سلسلہ میں صرف ایک امر کی نشاندہی کافی ہوگی، یہ کمپنیاں اپنے کھلاڑیوں کو ٹیموں میں منتخب بھی کرواتی ہیں، پورے پورے کرکٹ بورڈ ان کمپنیوں کے پیرول ہوتے ہیں، ان بورڈوں سے یہ لوگ اپنے من پسند کھلاڑی منتخب کرواتے ہیں، اس سلسلہ میں اتنی نشاندہی کافی ہوگی کہ آپ پوری دنیا کے کرکٹ بورڈوں کے سربراہوں کی لائف ہسٹری (life history) نکال کر دیکھ لیں، دنیا کے نوے فیصد کرکٹ کے سربراہوں نے ریٹائرمنٹ (retirement) کے بعد کسی نہ کسی ملٹی نیشنل کمپنی میں نوکری کی، ایسا کیوں ہوتا ہے؟

سیدھی بات تو یہ ہے کہ یہ کمپنیاں شروع ہی میں انہیں نوکری کی پیش کش کردیتی ہیں، یہ لوگ مان جاتے ہیں، انہیں تنخواہ ملنا شروع ہوجاتی ہے، دورانِ ملازمت یہ لوگ کرکٹ بورڈ اور ملٹی نیشنل کمپنیوں (multinational companies) سے تنخواہ وصول کرتے ہیں، ریٹائرمنٹ کے بعد ملٹی نیشنل کمپنی قبول نہ کرے تو پھر کمپنی وہ ممبر اور چیئرمین تبدیل کروادیتی ہے، کیونکہ اس طرح انہیں اپنا کاروبار خطرے میں دکھائی دیتا ہے۔

(ماہنامہ ندائے شاہی)

میچ فکسنگ (fixing) کیا ہے؟

کرکٹ میں جوا ایک نیا طرز اور ایک نیا کاروبار ہے، میچ فکسنگ کا کاروبار بھی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی طرز پر شروع ہوا، ممبئی کے چند جواریوں نے جنہیں مقامی زبان میں ''بکی'' کہا جاتا ہے، پہلے پہل میچوں پر اندھا جوا شروع کر دیا، یہ لوگ کھلاڑیوں اور ٹیموں پر داؤ لگاتے تھے، ہارنے والے سے وصول کر کے جیتنے والے کے حوالے کرتے اور اپنا کمیشن حاصل کرتے، یہ کاروبار چل نکلا تو ان لوگوں نے کھلاڑیوں سے رابطے شروع کر دیئے، یہ لوگ داؤ لگواتے اور پھر کھلاڑیوں کو فلاں کیچ (catch) چھوڑ دینا، فلاں بال کمزور کروانا، فلاں بال پر چوکا لگانا، فلاں بال پر چھکا مارنا، اور کس میچ میں کس ٹیم کو کتنے اسکور (score) دینے ہیں، کونسی ٹیم جیتے گی اور کونسی ہارے گی، وغیرہ وغیرہ کے احکامات جاری کرتے ہیں، نتائج ان کی توقع یا حکم کے مطابق نکلتے تو یہ لوگ اربوں روپئے کماتے اور پھر ان میں سے ایک معقول حصہ تعاون کرنے والے کھلاڑیوں کو دے دیتے ہیں، چند ہی برسوں میں یہ کاروبار ممبئی سے نکل کر پوری دنیا میں پھیل گیا، بکیوں نے ہر میچ فکس کرنا شروع کر دیا، ٹاس اور پہلی گیند پر تک شرطیں اور پیسے لگنے لگے، اسکینڈل بنے، مقدمات قائم ہوئے، اور کھلاڑیوں کو سزائیں تک ہوئیں، لیکن یہ کاروبار چھاتا رہا، یہ کاروبار رک بھی سکتا تھا؛ لیکن آپ خود سوچئے جس کاروبار میں چند گھنٹوں میں اربوں روپئے ادھر سے ادھر ہو جاتے ہوں، اس کاروبار کو کون روک سکے گا؟

یہ سلسلہ چلتا رہا، ۲۰۰۷ء میں یہ خبر آئی کہ اب ان ''بکیوں'' نے بھی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی طرح اپنے کھلاڑیوں کی انڈسٹری (industry) لگالی ہے، اب یہ بھی اپنے ایجنٹوں (agents) کی مدد سے عام گلی محلوں سے ٹیلنٹ (talent) جمع کر رہے ہیں، یہ ان نوجوان کو بڑے بڑے شہروں میں رکھیں گے، پیشہ ور کوچوں سے ان کی ٹریننگ کروائیں گے، انہیں پہلے قومی اور پھر بین الاقوامی سطح پر کھلائیں گے، اور پھر میدانوں میں ان کی مدد

سے، اربوں روپیے کا جوا کھیلیں گے، بکیوں کا یہ منصوبہ کامیاب ہوگیا، تو پھر ملٹی نیشنل کمپنیوں (multinational companies) اور جواریوں کے درمیان بھی ایک خفیہ ورلڈکپ شروع ہو جائے گا۔

کمپنیاں کرکٹ کو اپنی مرضی سے چلانے کی کوشش کریں گی، اور بکی اسے ریس کی طرح کھیلنے اور کھلانے کی جد و جہد فرمائیں گے، اس وقت بھی ایسے میچ جاری ہیں، ملٹی نیشنل کمپنیاں قانونی معاونت سے ''بکیوں'' کے خلاف عالمی جنگ شروع کر چکی ہیں، یہ کمپنیاں مختلف ممالک کی عدالتوں میں بکیوں کے کھلاڑیوں کے خلاف مقدمہ درج کرواتے ہیں۔

میڈیا میں بھی اس کاروبار کے خلاف آرٹیکل، کالمز اور خبریں شائع کروائی جاتی ہیں، ان لوگوں نے کرکٹ کھیلنے والے چند بڑے ممالک میں جواریوں کے خلاف قانون بھی پاس کرائے ہیں، لیکن ان ساری کوششوں اور جد و جہد کے باوجود ان لوگوں کو ابھی تک کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں ہوئی، تاحال کرکٹ کے ہر ٹورنامنٹ کا ہر میچ فکس اور اربوں روپیے میں فروخت شدہ ہوتا ہے، یہ صورت حال یقیناً بڑی گمبھیر اور پریشان کن ہے۔

خود سوچیے! ایک برس بعد تک جب کوئی ملٹی نیشنل کسی باؤلر کو بال کرنے سے پہلے ۲۰ کے بجائے ۱۶ ادم اٹھانے کے بدلے ڈالر آفر دے رہی ہوگی، تو صورت حال کتنی پریشان کن ہو جائے گی، بخار میں مبتلا دنیا کی صورت حال اس وقت کیا ہوگی؟ سچ ہے کہ کرکٹ نے پوری دنیا کو تباہ کر دیا، کرکٹ نے پوری ثقافت بدل کر رکھ دی، اور ہم ہیں کہ اس طوفان کو خود اپنے سر پر مسلط کرتے جا رہے ہیں۔ (خبردار جدید دہلی ۱۶ر جنوری ۲۰۰۸ء)

میچ فکسنگ مرض اور علاج

جب کسی سماج میں برائی در آتی ہے تو وہ کسی ایک شعبۂ زندگی تک محدود نہیں رہتی، بلکہ ہر جگہ آہنی پنجہ گاڑ دیتی ہے، اس وقت ہمارے ملک میں کرپشن کا کچھ ایسا ہی حال ہے، پہلے نچی سطح کے ملازمین تھوڑی بہت رشوت لیا کرتے تھے، پھر پولیس والوں نے اس میں

قدم رکھا، اور اس فن میں ایسا امتیاز حاصل کیا کہ جیسے گالی، گلوج اور بدزبانی سے پولیس پہچانی جاتی تھی، اب کرپشن بھی اس طبقہ کے لئے ''وجہ شناخت'' ٹھہری، پھر اعلیٰ عہدیداروں میں اس مرض نے سرایت کیا، یہاں تک کہ وزراء اور مقننہ نے سوچا کہ عوامی نمائندہ ہوکر ہم اس ''کارِ خیر'' میں پیچھے کیوں رہیں، اور نتیجہ یہ ہوا کہ وزراء اور چوٹی کے سیاست داں اس میں ملوث ہوئے، اور ایسے ایسے اسکینڈل سامنے آئے کہ ماضی میں کسی وزیر اور مقتدر سیاسی رہنما کے بارے میں ایسا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، اب صورتِ حال یہ ہے کہ جو محکمہ رشوت ستانی کو روکنے کے لئے ہے، بعض اوقات وہ خود اس میں ملوث ہو جاتا ہے، معزز جج بھی رشوت لیتے ہوئے باز نہیں آتے، جب عدل وانصاف اور برائی کے سدباب کے ایسے باوقار ادارے اور ملک کے اعلیٰ ترین رہنما اور قائدین اس حمام میں بے لباس ہوں تو اوروں کا پوچھنا ہی کیا؟

میچ فکسنگ میں ہند وپاک کے بڑے بڑے نامی گرامی اور ناظرین کے محبوب و پسندیدہ کھلاڑیوں کے نام آنے لگتے ہیں، یہاں تک کہ حکومت کو کرکٹ بورڈ کے شائقین کے جذبات کی تسکین کیلئے تحقیقات کی بابت فیصلہ کرنا پڑا، حکومت ہند نے سابق آل راؤنڈر ''منوج پربھاکر'' کو تیقن دیا ہے کہ اگر وہ ۱۹۹۴ء میں ایک میچ میں خراب مظاہرہ کے لئے رشوت پیش کرنے والے ساتھی کھلاڑی کا نام بتادیں تو انہیں مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا، بعض قتل کے مشتبہ واقعات کے بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ اس کا مقصد میچ فکسنگ کی شہادتوں کو مٹانا ہے، اور اس ضمن میں اتنے کھلاڑیوں کے نام آرہے ہیں کہ گورنمنٹ کا ایک بیان یہ بھی آیا ہے کہ جو کھلاڑی اپنی غلطی کا اعتراف کرلے انہیں معاف بھی کیا جاسکتا ہے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رشوت خوری کس طرح ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں سرایت کرگئی ہے، اور اس کی اصل وجہ ظاہر ہے کہ یہ جوابازی ہے، ٹیموں کی ہار جیت پر شائقین کا بازی لگانا اور جوے کھیلنا ایک ایسا مرض ہے، جس نے بہت بڑے طبقہ کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے، یہ بہت ہی تکلیف دہ صورتِ حال ہے اور اس طرح لاکھوں کروڑوں روپیے جو یقیناً سخت محنت سے

حاصل کئے جاتے ہیں، وہ لایعنی اور بے مقصد طریقہ پر خرچ ہو جاتے ہیں، جو یقیناً قوم کے لئے نقصانِ عظیم سے کم نہیں۔ (نئے مسائل اسلامی نقطۂ نظر ۱۷۱:)

جب تک ضمیر نہ جاگے

اس پس منظر میں یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ ہمارے ملک میں سیاسی استحکام، معاشی بہبود، سائنسی ترقی، عوام کے لئے وسائل، سہولت کی فراہمی وغیرہ پر تو دن رات محنت ہو رہی ہے، لیکن سماج میں اخلاقی قدروں کو بلند کرنے اور انسانوں کو انسان بنانے کی کوئی منظم اور منصوبہ بند سعی نہیں ہو رہی ہے، یہ بہت بڑا المیہ ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان سنگین جرائم میں ملوث پائے جارہے ہیں، کرپشن نے عدل وانصاف اور قانون کے اعلیٰ ترین اداروں تک رسائی حاصل کرلی ہے، ملک کے انٹرنیشنل کھلاڑی جو آج کے مزاج کے مطابق ملک کا وقار اور اس کے لئے عزت وآبرو کا اثاثہ سمجھے جاتے ہیں، وہ ملک سے باہر جا کر چند پیسوں میں قوم کی عزت اور خود اپنی عزت وآبرو کا سودا کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے، قانون اور مادی وسائل کے ذریعہ ان بیماریوں کا علاج نہیں ہوسکتا، جب تک ہم سماج کی اخلاقی سطح کو بلند کرنے اور ہر طبقہ میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوجائیں، ایسے واقعات کا سدِ باب بھی نہیں ہوسکتا، اور جب تک ضمیر نہ جاگ جائے کوئی دوا ان بیماروں پر کارگر نہیں ہوسکتی۔(۱)

کرکٹ ایک شطرنج ہے

اس کھیل میں فی نفسہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جسکی بناء پر اسے ناجائز قرار دیا جائے، بشرطیکہ حدود شرعیہ کی رعایت کرتے ہوئے کھیلا جائے، مگر چونکہ عموماً کھیلنے والے حدود شرعیہ کی رعایت نہیں رکھتے، اسلئے فقہاء کرام منع کرتے ہیں، چنانچہ مولانا محمود اشرف صاحب

---

(۱) (نئے مسائل اسلامی نقطۂ نظر ۱۷۱:)

عثمانی اپنی کتاب ”کھیل کود اور تفریح کی شرعی حیثیت ص ۵۷: میں کرکٹ کی بابت لکھتے ہیں: یہ معروف اور مقبول ترین کھیل ہے، اس میں اخراجات بھی بہت زیادہ ہیں، اور وقت کا ضیاع بھی، سب سے زیادہ ایک ٹسٹ میچ جو بالعموم پانچ دن کا ہوتا ہے، اور اس میں اصل کھلاڑی صرف دو ہوتے ہیں، ایک باؤلر جو گیند پھینکتا ہے، اور دوسرا بیٹسمین جو رنز لینے کی کوشش کرتا ہے۔

باقی کھلاڑیوں میں سے کچھ پویلین (نشست گاہ) میں بیٹھے رہتے ہیں، اور بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ انہیں کھیلنے کا موقع نہیں ملتا، اور کچھ گراؤنڈ میں فیلڈنگ کرتے رہتے ہیں، دن بھر کی محنت کے بعد جب شام ڈھلے کھلاڑی میدان سے واپس اپنی رہائش گاہوں کی طرف لوٹتے ہیں، تو بالعموم تھکن سے ان کا برا حال ہوتا ہے، اور وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ دین و دنیا کے اہم امور انجام دے سکیں، معلوم نہیں اس بے مقصد تھکن کو کھیل کا نام کس نے دیا ہے؟ حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم اپنی کتاب ”حلال وحرام“ میں لکھتے ہیں: ”مجھے خیال ہوتا ہے کہ فی زمانا کرکٹ کا مروجہ کھیل شطرنج کے حکم میں ہے، اور ضروری وحقیقی مسائل سے غفلت پیدا کرنے میں کہا جاسکتا ہے کہ شطرنج سے بھی بڑھ کر ہے، اور یہی حکم ”کیرم بورڈ“ اور ”لوڈو“ وغیرہ کا بھی ہونا چاہئے“۔ (حلال وحرام ص ۲۴۳:)

کرکٹ ایک جوا مافیا ہے

کرکٹ ان گوروں کا قومی کھیل بتایا جاتا ہے جو کبھی برِصغیر پاک وہند کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ہم نے بظاہر تو گوروں سے آزادی حاصل کرلی؛ لیکن اپنے سابقہ آقا کی بہت ساری باتیں بڑے فخر سے اپنائے ہوئے ہیں، جن میں سے ایک کرکٹ بھی ہے، کرکٹ دیوانگی کی حد تک کھیلا اور پسند کیا جاتا ہے، کرکٹ کبھی شریفوں کا کھیل تصور کیا جاتا تھا، اسے صرف نرم خو اور امن پسند لوگ وقت گزاری کے لیے کھیلتے تھے، یہ اس وقت کی بات ہے جب کرکٹ میں پیسہ نہیں تھا، صرف شرافت سے کام چلایا جاتا تھا، اب تو کرکٹ کمرشلزم

کی وجہ سے جوا مافیا کے ہاتھوں میں کھیل رہا ہے اور پیسہ بنانے کا ایک ذریعہ ہے جس میں کھلاڑیوں سے لے کر اربابِ اختیار تک ملوث پائے جاتے ہیں۔

کرکٹ سے وقت اور مال کا دیوالیہ

کرکٹ کے مضر اثرات، ماحول ومعاشرہ کو کس طرح ناکارہ کرتے ہیں اور ملک ووطن کے سرمایہ دارانہ نظام پر کتنا برا اثر ڈالتے ہیں اس کی سرسری رپورٹ پیش کرتے ہوئے حکیم محمد ادریس حبان رحیمی فرماتے ہیں کہ:

(۱) دنیا میں کرکٹ پر ہر سال ۱۸۰/ ارب ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔(۲) کرکٹ سال میں بارہ لاکھ گھنٹے ٹیلی ویژن پر دکھایا جاتا ہے۔(۳) ۱۷/ کروڑ لوگ دنیا میں کرکٹ کھیل رہے ہیں (۴) دنیا میں کرکٹ انڈسٹری کی مالیت گیہوں کے بجٹ کے برابر ہے (۵) ایک ورلڈ کپ پر خرچ ہونے والی دولت اگر مریضوں پر خرچ کی جائے تو دنیا کے تمام مریضوں کو ڈاکٹرس، نرسس اور دوائیں مفت مل سکتی ہیں (۶) ایک ورلڈ کپ کے خرچ سے صحرائے عرب کاشتکاری کے قابل بنایا جاسکتا ہے (۷) ایک ورلڈ کپ کے موقع پر جتنی رقم مشروبات، برگروں اور ہوٹلوں پر خرچ ہوتی ہے اس رقم سے چالیس کینسر کے ہسپتال بنائے جاسکتے ہیں دنیا کے ایک تہائی بھوکوں کو ایک مہینہ کی خوراک دی جاسکتی ہے، سردیوں میں دنیا کے آدھے غریبوں کو سویٹر (Sweater) دیئے جاسکتے ہیں، پاکستان جیسے چار ملکوں کے قرض ادا ہوسکتے ہیں۔(۸) ورلڈ کپ پر جتنی بجلی خرچ ہوتی ہے وہ چین جیسے ملک کی چھ ماہ کی برقی ضرورت پوری کرسکتی ہے۔(۹) ورلڈ کپ کے موقع پر جتنی شراب پی جاتی ہے وہ پورا برطانیہ مل کر پورے سال نہیں پیتا۔(۱۰) ورلڈ کپ سے عام شہریوں کا جتنا وقت ضائع ہوتا ہے، اگر آدھی دنیا پورا مہینہ چھٹی کرے تو بھی اتنا وقت ضائع نہیں ہوتا......(جوے کی شرطیں اور اس کی ہار جیت کے نقصانات اس کے علاوہ ہیں) ذرا بتائیے! کیا یہ فضول خرچی نہیں؟ اور کیا فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ نے شیطان کا بھائی نہیں کہا؟ اور کیا خود قرآن

میں موجود نہیں؟ پھر اس قسم کے کھیلوں میں کسی مسلمان کا دلچسپی لینا، کھیلنے والوں کی تعریف کرنا، ایسا کھیل دیکھنا اور اس میں اپنا وقت اور روپیہ برباد کرنا کیا کسی مسلمان کا شیوہ ہوسکتا ہے؟ (انمول موتی، ماہنامہ ندائے شاہی)

ہٹلر نے کرکٹ پر پابندی لگادی

جرمنی کی کرکٹ ٹیم یورپ کی نمبر ون ٹیم تھی، ہٹلر جرمنی کا سربراہ بن گیا، ان دنوں جرمنی کا فرانس سے کرکٹ میچ ہوا، ہٹلر کو میچ دیکھنے کی دعوت دی گئی، ہٹلر اسٹیڈیم میں آگیا، میچ شروع ہوا، تو چلتا ہی چلا گیا، شام ہوگئی، ہٹلر اکتا گیا، شام کو میچ رک گیا، اس نے ٹیم کے مینیجر سے پوچھا کون جیتا؟ مینیجر (manager) نے جواب دیا، میچ جاری ہے، ہار جیت کا فیصلہ چار دن بعد ہوگا، ہٹلر کو غصہ آیا اس نے چلا کر کہا، یہ کیا کھیل ہے؟ جسے دیکھنے والے پورے دن کیلئے بے کار ہوجاتے ہیں، پھر اگلے دن، پھر اس کے بعد اگلے دن اور پھر ہار جیت کا فیصلہ چار دن بعد؟

بند کرو! ان خرافات کو، ہٹلر اسٹیڈیم سے رخصت ہوا، اور اسی دن جرمنی میں کرکٹ پر پابندی لگادی گئی، وہ دن اور آج کا دن، جرمنی نے کرکٹ کی قومی ٹیم بنانے کی غلطی نہیں کی۔ (ماہنامہ ندائے شاہی)

امریکہ نے بھی پابندی لگادی

دوسری جنگ ہی کے دوران صدر ''روز ویلٹ'' (Roosevelt) نے کرکٹ کو وقت کا ضیاع قرار دے کر اس پر پابندی لگادی، اس کا کہنا تھا کہ کرکٹ جیسے کھیل قوم کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں، ان پر پابندی ہونی چاہئے۔

امریکہ کے روز ویلٹ کا خیال کہ کرکٹ ایک لمبا اور سست کھیل ہے، جب کہ دیکھنے والوں کو بری طرح متاثر کرتا ہے، لوگ اس میں مگن ہوجاتے ہیں، لہٰذا اگر امریکہ کو ترقی

کرنی ہے، تواس قسم کے کھیلوں سے دور رہونا ہوگا۔"روز ویلٹ" کی اس منطق کے بعد امریکہ میں بھی کرکٹ پر پابندی لگ گئی، آج امریکہ میں کرکٹ غیر سرکاری کھیل ہے۔ایسے ہی بہت سے ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ ممالک ہیں، جن کی کوئی کرکٹ ٹیم نہیں ہے۔

اسکی ایک اور وجہ بھی ہوسکتی ہے، امریکہ ایک بہت بڑا ملک ہے، اس میں صحراء بھی ہیں، پہاڑ بھی، دریا بھی، اور سمندر بھی، اس کے مختلف علاقوں میں اوراوقات کے مختلف موسم ہوتے ہیں، لہذا امریکیوں کوکھیل کھیلنے کے لئے بہار اور گرمیوں کا انتظار نہیں کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ انہیں کرکٹ جیسے لمبے کھیلوں کی ضرورت نہیں۔اس کے برعکس یورپ کے پاس دھوپ تاپنے اور کھیل سے لطف اندوز ہونے کے لئے صرف دو یا تین ماہ ہوتے ہیں، کرکٹ جیسے طویل کھیل ان کی جسمانی اور سماجی مجبوری ہے۔

"شرد یادو" کا کرکٹ پر پابندی کامطالبہ

اندور، ۲۰؍جنوری ۲۰۰۸ء (یو این آئی) جنتا دل (united) کے صدر شرد یادو نے کرکٹ کو بازار کا ہتھیار اور ملک سے سفارتی تعلقات میں خطرہ ڈالنے والا کھیل بتاتے ہوئے اس پر پابندی لگائے جانے کا مطالبہ کیا تھا، انہوں نے میڈیا کو بھی اس معاملہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کے لئے پھٹکارتے ہوئے کہا تھا کہ کھلاڑیوں میں میدان پر گرما گرمی عام بات ہے، لیکن اسے قومی مسئلہ بنا کر پیش کرنا خطرناک رجحان ہے، انہوں نے کہا تھا کہ ملک میں دوسرے کھیلوں کے فروغ کے لئے پہلے قدم کے طور پر کرکٹ پر پابندی عائد کی جانی چاہئے۔(ہندوستان ایکسپریس ۲۱؍جنوری ۲۰۰۸ء)

کرکٹ اور شعائر کی تحقیر

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے ملفوظات میں ایک واقعہ مذکور ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے زمانے میں ایک عورت (جو کچھ پڑھی

لکھی نہیں تھی) انتقال ہو رہا تھا، وہ نزع کی حالت میں کچھ بول رہی تھی، جو گھر والوں کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا، ایک آدمی حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آیا اور واقعہ بیان کر کے تشریف لے چلنے کی درخواست کی، شاہ صاحب فوراً وہاں گئے، تو عورت کہہ رہی تھی "**هذان رجلان يقولان لي ادخلي الجنة**" یہ دو آدمی مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ جنت میں داخل ہو جاؤ، حضرت شاہ صاحب نے حیرت سے یہ بشارتی کلمات سنے اور پوچھا کہ یہ کوئی بزرگ خاتون ہیں؟ انہیں تو دنیا ہی میں جنت کی بشارت مل رہی ہے، لوگوں نے کہا کہ نہیں یہ کوئی نیک خاتون نہیں یہ نیک خاتون کیا ہوتی، یہ تو بہت تیز مزاج اور تند خو عورت تھی، بات بات پر لوگوں سے لڑ جاتی، بالخصوص جب اذان ہوتی تو یہ کسی کو کچھ بولنے نہ دیتی اور نہ کچھ کرنے دیتی اور اگر درمیانِ اذان کوئی عورت بول پڑتی تو یہ اذان کے ختم ہونے پر اس سے بہت لڑتی کہ تم نے اذان کے وقت کیوں بولا! حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا شاید یہی اس کا جذبہ احترام تھا، جس کی وجہ سے خود اس کی زبان پر بشارت کے کلمات جاری ہوئے اور وہ بھی عربی زبان میں جو اہل جنت کی زبان ہے۔

سچ ہے "**ومن يعظم شعائر الله فإنها من تقوى القلوب**" (سورہ حج) اور جو کوئی اللہ کے شعائر کی عظمت کرتا ہے، تو یہ اس کے دل کے تقویٰ کا ثمرہ ہے۔

اب اذان کا ادب نہ نمازوں کی پرواہ، کرکٹ میچ کے دوران اذانوں کی حرمت اور ادب کا لحاظ قطعاً نہیں رکھا جاتا، اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ اذانوں کے دوران گانے باجے بج رہے ہوتے ہیں اور تماشائی اپنے شور وغل میں مصروف ہوتے ہیں۔

کھیل کے جواز کے لیے ضروری ہے کہ واجبی امور (خواہ وہ شرعیہ ہوں یا دنیوی) میں رکاوٹ نہ ہو اور یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ ٹریننگ اور میچ کے دوران اگر نماز کا وقت آجائے تو نہ کھیلنے والے اور نہ ہی دیکھنے والے نماز کے لئے جاتے ہیں جب کہ یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ ایک وقت کی نماز کا چھوڑنا یا اس کے اصلی وقت سے ٹالنا بڑا عظیم گناہ ہے بلکہ بہت سے علماء کے نزدیک دین سے ارتداد یعنی کفر ہے، ہمارے یہاں کرکٹ میچ کے موقعہ پر نماز

وغیرہ کو چھوڑنا عام بات ہے۔

کمنٹری (commentary) سنتے ہوئے علی الاعلان، اجتماعی طور پر نمازیں قضا کی جاتی ہیں، کھلاڑی اور تماشائی سب نمازیں قضاء کرکے اجتماعی طور پر رب کی نافرمانی کرتے ہیں جس سے دشمنان اسلام خوش ہوتے ہیں کہ مسلمانوں کی مسجدیں ویران اور ہمارے اسٹیڈیم (stadium) آباد، جو لوگ ون ڈے میچ کی خاطر سات سے آٹھ گھنٹے ضائع کردیتے ہیں، انہی تراویح میں ایک گھنٹہ قرآن سننا بھی گراں محسوس ہوتا ہے۔

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرت انسان پر
فعل بد خود ہی کریں، لعنت کریں شیطان پر

حضرت مولانا اعجاز صاحب اعظمیؒ لکھتے ہیں: چند ہفتے پہلے ایک ضرورت سے مسلمانوں کے ایک بڑے گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا، جہاں خدا کے فضل سے عربی اور حفظ کے دو دو مدرسے چلتے ہیں، علماء وحفاظ کی بھی ایک معقول تعداد وہاں ہے، دن بھر وہاں رہنے کا اتفاق ہوا، ایک مسجد کے قریب ایک صاحب کے یہاں قیام تھا، عصر کی نماز سے پہلے مسجد کے قریب لاؤڈ اسپیکر سے شوروغل سنائی دیا، معلوم ہوا کہ کرکٹ کا میچ ہو رہا ہے، باہر نکلا تو ایک ٹھٹ کا ٹھٹ ادھر، ادھر بیٹھا تماشے میں مصروف تھا، اذان ہونے لگی میں نے سمجھا کہ اسلام کے یہ نام لیوا کچھ دیر کے لئے کھیل روک دیں گے، لاؤڈ اسپیکر کا شور بند ہو جائے گا، مگر

غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

کھیل بدستور جاری رہا، تماشا دیکھنے والوں کی تعداد بڑھتی رہی، لاؤڈ اسپیکر کا ہنگامہ برقرار رہا، اسی شوروہنگامہ میں نماز ہوئی، ذہن ودماغ مختل ہوگیا، بہت صدمہ ہوا۔ سخت افسوس ہوا کہ اب ہم لوگ اتنے گر گئے ہیں، اتنے جری ہو گئے ہیں، اور ستم بالائے ستم یہ کہ کھیل کے اس ہنگامے میں بعض دیندار شکل وصورت کے لوگ بھی نماز اور اذان سے بے نیاز محو تماشا تھے۔ **إنا للہ وإنا الیہ راجعون۔**

کتنے افسوس کی بات ہے پہلے اگر مسجد کے پاس غیر مسلم باجا بجاتے ہوئے گزرتا،

تو مسلمان آمادۂ فساد ہو جاتے کہ اس نے مسجد کا احترام نہیں کیا، اور اب حال یہ ہے کہ مسلمان ہی مسجد کی ہر بے حرمتی کا کام کر ڈالتا ہے اور اس کو احساس بھی نہیں ہوتا اور اس پر یہ فریاد ہوتی ہے کہ مسلمان مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں، آخر ہم غور کریں کہ کس چیز میں ہم اپنے آپ کو گھیر رہے ہیں۔ (بحوالہ: حدیث دردِ دل ۸۰:)

کرکٹ کے پاگلوں کی قسمیں

''کرکٹ کا نشہ چرس اور ہیروئن کے نشے سے کچھ کم نہیں ہے۔ سفید ریش بزرگ ہوں یا نابالغ بچے، اور تو اور بہت سارے علماء، طلباء اور مجاہدین بھی اس موذی مرض میں مبتلا ہیں، کرکٹ کے یہ متوالے اور دیوانے کئی طرح کے ہیں، چونکہ یہ کسی اچھے خاصے انسان کو پاگل بنا دیتی ہے، اس لئے کرکٹ کے شوقین یعنی پاگلوں کی کئی اقسام ہیں:

پاگل نمبر ۱۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اسٹیڈیم میں جا کر کرکٹ دیکھتے ہیں، ان کا پہلا نمبر اس لئے ہے کہ یہ لوگ ایک ایسی چیز کی خاطر جس میں دین و دنیا کا کوئی نفع نہیں ہے، اپنا وقت اور سرمایہ دونوں لگاتے ہیں اور اس جدید گلی ڈنڈے کی خاطر گھنٹوں کی تھکاوٹ برداشت کرتے ہیں اور شام کو "**خسر الدنیا و الآخرة**" کی عملی تصویر بن کر خالی ہاتھ واپس لوٹتے ہیں۔

پاگل نمبر ۲۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اسٹیڈیم کے باہر اونچی عمارتوں سے یا درختوں سے جھانک کر میچ دیکھتے ہیں، ان کو دوسرا نمبر اس لئے ملا ہے کہ انہوں نے کم از کم ٹکٹ کے پیسے تو بچائے۔

پاگل نمبر ۳۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ٹیلی ویژن پر میچ دیکھتے ہیں، ان کو تیسرا نمبر اس لئے ملا ہے کہ یہ لوگ پہلی اور دوسری قسم کے لوگوں کی بنسبت کم پیسہ خرچ کرتے ہیں اور کم تھکتے ہیں جبکہ گناہ کمانے میں یہ لوگ پہلے نمبر والوں سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔

پاگل نمبر ۴۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ریڈیو پر مکمل میچ سنتے ہیں اور ایسی چیز پر اُچھلتے، کودتے

یا پریشان ہوتے ہیں، جس میں نہ دین کا فائدہ ہے نہ دنیا کا، اور نہ کوئی جسمانی یا ذہنی تفریح ہے اور نہ اس میں ان کا کچھ دخل ہے۔

پاگل نمبر ۵۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ریڈیو پر مکمل میچ تو نہیں سنتے البتہ کبھی کبھار ریڈیو کھول کر یا آنے جانے والے لوگوں سے اسکور معلوم کرتے ہیں اور ان کی روح بھی کرکٹ میں اٹکی رہتی ہے۔

یہ پانچ اقسام تو بکثرت پائی جاتی ہیں جبکہ کرکٹ کے ہاتھوں پاگل ہونے والوں کی اور کئی اقسام ہیں :

مثلاً وہ لوگ جو مسجدوں میں جا کر میچ جیتنے کی دعائیں کرتے ہیں اور اس فتنہ پرور لہو و لعب کی خاطر اللہ کے حضور سجدے کرتے ہیں۔

اسی طرح وہ لوگ جو جیتنے پر مٹھائیاں بانٹتے ہیں اور ہارنے پر سوگ مناتے ہیں۔

اسی طرح وہ لوگ جو کرکٹ پر جوا کھیلتے ہیں۔ یہ سٹے باز اب اس قدر طاقتور ہو گئے ہیں کہ بعض کھلاڑیوں کو خرید لیتے ہیں۔ (روزنِ زنداں سے: ص ۱۹۲)

کیا کرکٹ صحت کے لئے مفید ہے؟

ویسے تو کھیل ایک اہم مثبت سرگرمی ہے، جو نوجوانوں کو صحت مند رکھنے کے ساتھ ساتھ ان میں ڈسپلن اور وقت کی قدر جیسی خوبیاں پیدا کر کے انہیں معاشرے کا مفید فرد بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے، لیکن کیا کرکٹ بھی ایسا کھیل ہے جس سے یہ مقاصد حاصل ہو؟

اگر آپ گھنٹوں غور کریں اور ہر پہلو سے جائزہ لیں، تب بھی آپ کو یہ کہنا پڑے گا کہ کرکٹ کا کوئی فائدہ نہیں ہے، دینی نہ دنیاوی، ذہنی نہ جسمانی، معاشی نہ معاشرتی، داخلی نہ خارجی، اقتصادی نہ سیاسی۔

ہمیں اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا کرکٹ کا کھیل ان مقاصد کو پورا کر رہا ہے، جو ہم باقی سب کھیلوں کو چھوڑ کر کرکٹ کے فروغ کے لیے پاگل ہوئے جا رہے ہیں، کرکٹ نے

ہماری قوم اور نوجوان نسل پر کون سے مثبت اثرات ڈالے ہیں؟۔

کرکٹ میں دوسرے کھیلوں فٹ بال، ہاکی اور کبڈی وغیرہ کی نسبت کوئی جسمانی مشقت نہیں ہے، جس سے صحت کے مقاصد پورے ہوسکیں اور نہ ہی کرکٹ سے کھلاڑی میں کوئی ڈسپلن پیدا ہوتا ہے، وقت کی پابندی کیا خاک سیکھنی ہے۔

کرکٹ سے بڑھ کر کوئی کھیل وقت ضائع کرنے والا نہیں ہے۔ کرکٹ کھیلنے والے تو ایک طرف، دیکھنے والے بھی اپنا کتنا وقت ضائع کرتے ہیں، اسٹوڈنٹ (student) سارا سارا دن ایک میچ میں ضائع کر دیتے ہیں۔

اس کھیل میں پیسہ، شہرت اور گلیمر کی چکا چوند دیکھ کر ہر نوجوان قومی ٹیم میں پہنچنے کا خواب دیکھتا ہے، بہت سے نوجوان تو اپنے تعلیمی سلسلے کو برباد کر لیتے ہیں، کیونکہ قومی ٹیم میں تو گیارہ کھلاڑی ہی پہنچ سکتے ہیں اور اس کے لئے بھی کوئی میرٹ نہیں بلکہ اور بہت کچھ چلتا ہے۔

ملازمت، پیشہ، اپنی جاب چھوڑ کر اور بزنس مین اپنا کاروبار چھوڑ کر سارا سارا دن جتنا نقصان کرتے ہیں، بے حساب ہے۔ کرکٹ کے کھلاڑی پیسہ بنانے کے چکر میں جوا مافیا کے ہاتھوں میں کھیلتے ہیں، عوام مصلوں پر سجدے میں گرے ٹیم کی فتح کی دعائیں مانگ رہی ہوتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ میچ تو فکس تھا۔

کس کی خاطر دعا کی جا رہی ہے؟

اس میں شک نہیں کہ کرکٹ کے چند کھلاڑی خوب پیسہ کما لیتے ہیں اور غیر ملکی لڑکیوں سے شادیاں کر لیتے ہیں اور ان کے گھر فلمی اداکاروں کے فون آنے لگتے ہیں اور کالج کی لڑکیاں ان کے آٹوگراف لینے کے لئے مرتی ہیں؛ لیکن کیا ایک مسلمان کے لئے یہ سب مفید ہے؟ جو پیسہ ان بیچاروں کو ملتا ہے، اگر اس کی حقیقت معلوم ہو جائے تو ایک مسلمان مردار کھانا گوارا کر لے گا؛ مگر اس پیسے کو قبول نہیں کرے گا، جبکہ باقی تمام چیزیں بھی دنیا و آخرت کی

تباہی اور مسلمانوں کے اجتماعی ماحول کے لئے خودکشی کے مترادف ہیں اور غالباً اسی وجہ سے مسلمانوں کو اس کھیل میں زیادہ ملوث کیا جارہا ہے اور غیر ملکی کمپنیاں بڑھ چڑھ کر مسلمانوں کے ممالک میں کرکٹ کے فروغ کے لئے کام کررہی ہیں، آپ اگر سارا دن کرکٹ دیکھنے یا سننے والے سے پوچھیں کہ آج آپ نے اپنی زندگی کے آٹھ گھنٹے جس کام پر لگائے ہی، اس میں آپ کو کیا فائدہ ملا؟ آہ! ایک مسلمان جس کے کندھے پر پوری دنیا میں اسلام کے غلبے کی ذمہ داری اور ذاتی طور پر آخرت کی تیاری کا بوجھ ہے، صرف مزے یا افسوس کی خاطر کتنا وقت اور کتنا سرمایہ تباہ کر رہا ہے؟ اور تو اور پاکستان اور ہندوستان کے کرکٹ میچ کی وجہ سے فسادات بھڑک اٹھتے ہیں اور کئی قیمتی جانیں اور کئی عصمتیں مسلمانوں سے چھین لی جاتی ہیں۔ ہاں! یہ سب کچھ اس ٹیم کی خاطر ہوتا ہے، جس کے کھلاڑی رات کو کسی فائیو سٹار ہوٹل کے ڈانس ہال میں لڑکیوں کے ساتھ ناچنا نہیں بھولتے؛ مگر مسلمان کرکٹ کے جنون میں انہی کھلاڑیوں کے لئے مساجد میں دعائیں کرتے ہیں اور ان کے جیتنے پر خوشی مناتے ہیں۔

جس قوم کے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں، نوجوان ملازمت نہ ہونے کی وجہ سے خودکشی کررہے ہیں، جہاں کی مائیں اپنے بچوں کی پرورش نہ کرپانے کی وجہ سے خودسوزی کررہی ہیں، جہاں ہر شہر میں بھکاریوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں، وہاں کروڑوں روپے اس کرکٹ پر پھونک دیئے جاتے ہیں اور جو آمدنی اس میں حاصل بھی ہوتی ہے تو وہ صرف چند سرمایہ داروں کی جیب میں جاتی ہے۔

اے مسلمان! تجھے کیا ہوگیا؟ تو زانیہ عورتوں کے ساتھ ناچنے والے کھلاڑیوں پر مر رہا ہے اور ان کی ہار جیت پر کان لگائے بیٹھا ہے! خدارا! اپنے مقام کو سمجھ، یہ تماشا بین لڑکے تو تیرے قدموں کی دھول کے برابر بھی نہیں، پھر تو ان کی خاطر کیوں اپنا وقت ضائع کر رہا ہے؟

اے مسلمان! تیرے ہاتھ میں گیند، بلا دیکھ کر دشمن خوش ہوں گے، پھینک دے ان حقیر چیزوں کو، تیرے ہاتھ میں تو صرف اسلحہ (weapon) اچھا لگتا ہے، کرکٹ نے تیری قوم کو غفلت میں مبتلا کر رکھا ہے۔

آہ! وہ مسلمان قوم جس کے شہسواروں کی جولان گاہ پورا عالم تھا، آج کفر کے نیچے سسک رہی ہے، برما و فلسطین کے مسلمان اپنے بھائیوں کے خون میں غوطے لگا رہے ہیں اور دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، عمومی طور پر مسلمان ذلت و رسوائی کا شکار ہیں، ان دردناک حالات میں کرکٹ جیسے فتنہ پرور، فضول اور تباہ کن کھیل پر مسلمان نوجوان کی زندگی اور سرمایہ تباہ ہو رہا ہے اور ہم اصل ہار جیت کو بھول کر گیند، بلّے کی ہار جیت میں مست ہو چکے ہیں، یقیناً ہمارا دشمن اس بیوقوفی پر ہنستا ہوگا اور خوشی کے قہقہے لگاتا ہوگا۔

مسلمانو! کرکٹ اب اسلامی ممالک کے اعصاب پر چھا چکا ہے، خدارا! اس کی حوصلہ شکنی کرو اور خود کو اس حقیر گلی ڈنڈے سے آزاد کرواؤ۔

مسلمانو! کرکٹ سے توبہ کرو، کیونکہ تمہاری دلچسپی ہی نے اس خرابی کو چمکایا ہے۔ جو شخص کرکٹ کو شہہ دے گا، وہ ان تمام گناہوں میں شریک ہوگا، جو کرکٹ کے ذریعہ پھیل رہے ہیں۔ (روزنِ زنداں سے: ۱۹۳)

آ تجھ کو یہ بتلاوں تقدیرِ امم کیا ہے ---- شمشیر و سنان اول طاوس و رباب آخر
(اقبال)

کرکٹ سے کونسا مسئلہ حل ہوا؟

یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ کرکٹ میں مسلمانوں کے لئے کوئی فائدہ نہیں؛ البتہ نقصانات اتنے زیادہ ہیں کہ انہیں تفصیل سے لکھا جائے تو ایک پوری کتاب بن سکتی ہے، اسی کرکٹ کی وجہ سے مسلمانوں میں بے مقصدیت حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے، لاکھوں لوگ صبح و شام ٹی وی سے چپکے رہتے ہیں، کروڑوں، اربوں روپیوں کا سرمایہ تباہ ہوتا ہے، دفاتر میں کام متاثر ہوتا ہے، تعلیمی مصروفیت درہم برہم ہو جاتی ہے، مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے والوں کو کھلم کھلا موقع مل جاتا ہے اور وہ ٹی وی اور دوسرے ذرائع سے اپنا کام آسانی سے کر جاتے ہیں نمازیوں کی نمازیں ضائع ہوتیں ہیں، رمضان المبارک میں روزے دار ذکر و تلاوت سے

محروم رہ جاتا ہے، یہ سب نقصانات اٹھا کر جب شام کو معلوم ہوتا ہے کہ اپنی ٹیم ہار گئی، تب ہر طرف افسوس اور اداسی پھیل جاتی ہے، اگر کبھی جیت جائے تو ہلڑ بازی ہوتی ہے؛ مگر اس جیت سے نہ تو ملک کی سرحدیں مضبوط ہوتی ہیں، نہ ملکی مسائل حل ہوتے ہیں، نہ غیر ملکی قرضہ ادا ہوتا ہے اور نہ امریکہ کی غلامی سے نجات ملتی ہے؟ پھر اس جیت کا کیا فائدہ؟ پھر یہ کیسی خوشیاں؟ ہاں یہ جیت مزید تباہیاں لاتی ہے، ہمارے بے رنگ کھلاڑی بیرون ملکوں سے گندے فیشن اور بدبودار تہذیب کے جراثیم ہمارے ملک میں لے آتے ہیں، سگریٹ کمپنیاں ان کھلاڑیوں کو استعمال کر کے نوجوانوں کے پھیپڑوں میں زہریلا دھواں بھرتی ہیں، انگریزی لباس کی کمپنیاں ان کھلاڑیوں کے ذریعہ اپنے کپڑے بیچ کر ہمارے نوجوانوں کو بے بنیاد لفافہ بناتی ہیں۔ (منقول از مضمون: مولانا مسعود ازہر صاحب زید مجدہم)

کرکٹ دشمن کی چال ہے

سٹہ اور جوا کرکٹ کا لازمی حصہ ہے، جس میں تمام کھلاڑی ملوث ہیں اور ہماری سادگی ہے کہ ہم ان سٹے بازوں کو قابل نفرت اور نشان عبرت بنانے کے بجائے، ان کو عزت اور شہرت کے تاج پہناتے ہیں، شاید یہی وجہ ہے کہ ڈالروں کی اس لت نے وطن عزیز میں ایسے افراد کی فصل تیار کر دی ہے کہ وہ چند ڈالر کے عوض سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اور قوم کے بچے بس کرکٹر ہی بننا چاہتے ہیں، تاکہ جلد از جلد ڈالروں کا ڈھیر حاصل کر سکیں، جن کے جیتنے پر سڑکوں پر ناچ گانا ہوتا ہے، ہوائی فائرنگ سے بے گناہ مسلمان مرتے ہیں، تعلیم، روزگار سب ٹھپ ہو جاتا ہے ،لوگ لوڈ شیڈنگ (load shedding)، قتل وغارت، مہنگائی، غرض سب کچھ بھول کر میچ میں لگ جاتے ہیں، یوں لگتا ہے کہ ان ملت فروشوں کی جیت قوم کے تمام مسائل کا حل ہے، یا امت کی زندگی او رموت کا مسئلہ ہے۔

ہمارے دشمن بھی اس چیز سے خوب واقف ہیں، تو جب بھی انہیں کوئی کارروائی یا

ضرب لگانی ہوتی ہے تو وہ ہم کو ٹونٹی ٹونٹی (twenty twenty)، ایشیا کپ (Asia cup)، شارجہ سیریز (sharja series)، ون ڈے (one day) اور ٹیسٹ (test) میچوں میں الجھا دیتے ہیں، ہم یہ بھی نہیں سوچتے کہ جو ممالک ان کھلاڑیوں کو لاکھوں ڈالر دیتے ہیں انہی ممالک کی اپنی کرکٹ ٹیم نہیں، مثلاً: امریکہ، یورپ، جرمنی، جاپان وغیرہ کسی ملک کی کرکٹ ٹیم نہیں ہے، تو یہ ہمیں کرکٹ میں کیوں الجھائے رکھتے ہیں؟ اوران کے لیے لاکھوں ڈالر کیوں خرچ کرتے ہیں؟ (دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)

کیا قوموں کی ترقی کا معیار کھیل ہے؟

پاکستان اور بھارت جنوبی ایشیا کے دو غریب ایٹمی ممالک ضرور ہیں؛ مگر اِس کے عوام اپنے تمام بنیادی حقوق جیسے جدید تعلیم، بہترین علاج ومعالجہ کے مراکز، دورِ جدید کی تمام بہترین سفری سہولیات اور صاف وشفاف پینے کے پانی اور خالص خوراک سمیت اپنی ترقی وخوشحالی سے بھی محروم ہیں؛ مگر یہ بڑی عجیب بات ہے کہ یہ دونوں ممالک کے عوام اپنی تمام تر محرومیوں کے باوجود بھی اپنا مقابلہ دنیا کے ترقی یافتہ اور ایٹمی ممالک سے کرتے ہیں؛ حالانکہ اِنہیں ۲۱ویں صدی کے اپنے سے اعلیٰ ممالک کا مقابلہ کرنے سے پہلے اپنا آج بہتر کرنا چاہیے اور یہ اِسی صورت میں ممکن ہے جب اِن ممالک (پاک وہند) میں تعلیم اور طب کے شعبوں کو کھیل اور دیگر شعبوں اور کاموں اور سرگرمیوں سے زیادہ اہمیت دی جائے، تو ہوسکتا ہے اِن ممالک کے عوام کی زبوحالی اور کسمپرسی کچھ کم اور ختم ہوسکے، ورنہ کھیلوں کے مقابلوں سے کسی کی فتح اور شکست اور عوامی مسائل کا حل کبھی نہیں ملے گا۔

پاک وبھارت عوام کو ایک لمحے کیلئے اتنا ضرور سوچنا چاہیے کہ اَزل سے دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے کی ترقی وخوشحالی کی حقیقی ضامن تعلیم ہوا کرتی ہے، ہر زمانے کے دانشور اِس پر متفق ہوئے ہیں کہ ہر زمانے کے اِنسانوں کو تعلیم کا حصول لازمی قرار دیا جائے، ایک زمانہ تھا کہا جاتا تھا کہ

کھیلو گے کودو گے ہو گے خراب
پڑھو گے لکھو گے بنو گے نواب

مگر ایسا لگتا ہے کہ جیسے اِس ۲۱ویں صدی میں یہ سب کچھ یکدم الٹ کر رہ گیا ہے، آج جو پڑھ لکھ لیا ہے، وہ ڈگری ہاتھ میں تھامے اپنی تعلیم اور اپنے معیار کے مطابق نوکری تلاش کرتا دردر کی خاک چھانتا پھر رہا ہے، جبکہ آج جو کھیل رہا ہے اور وہ بھی کھیلوں میں صرف کرکٹ کھیل رہا ہے، اُس کے ہاتھ اِدھر اُدھر سے آتی جاتی دولت کی ریل پیل ہے، الغرض پوری قوم کرکٹ فوبیا(cricket phobia)؟میں مبتلا ہو چکی ہے، حد تو یہ ہے کہ حکومت بھی کرفیو لگا کر کرکٹ کے میچوں کا اہتمام کر رہی ہے، درسگاہوں میں سناٹوں کا راج ہے، کھیل کے میدان میں قوم کے معمار نوجوان کرکٹ کا بلا اُٹھائے، کرکٹ کھیلنے میں مصروف ہیں، تعلیم کو ایک طرف فضول سی شئے جان کر رکھ دیا گیا ہے، ایسے وقت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اَزل سے کسی بھی قوم کی ترقی اور خوشحالی کا معیار کھیل رہا ہے؟ یا تعلیم......؟ اگر کھیل ہی سب کچھ ہے تو پھر ہمیں بحیثیت مسلمان ''اقراء'' کا درس کیوں دیا گیا ہے؟۔

ٹیم کے لئے روزہ رکھا جانا

آج یہ کھیل صرف کھیل نہیں رہ ہے؛ بلکہ امت مسلمہ کی ایک بہت بڑی تعداد خاص کر جوان لڑکے ولڑکیوں کی زندگی کا ایک حصہ؛ بلکہ زندگی کا مقصد اولین بن گیا ہے اور اگر یہ کہا جائے تو شاید غلط نہ ہوگا کہ بیٹ بلا اور گیند کو ان کے نزدیک وہ اہمیت حاصل ہے، جو قرآن مجید اور دینی کتابوں کو حاصل نہیں ہے، میچ دیکھنا ان کے نزدیک اس قدر اہم ہے کہ اس کے لئے دینی دروس کی مجلسیں اور نماز باجماعت بھی چھوڑ دیتے ہیں، بلکہ آپ کو تعجب ہوگا کہ ایک محترمہ نفلی روزے صرف اس لئے رکھ رہی ہیں تاکہ ان کی ٹیم کامیاب ہو؛ جب کہ دنیا کے گوشے گوشے میں مسلمان طاغوتوں اور ظالموں کی چکی میں پس رہے ہیں اُن کی فکر میں کبھی غم

ودعا کی توفیق بھی نصیب، یہاں ٹیم کی خاطر روزے ودعائیں ہورہی ہیں۔

کرکٹ میچ کی کامیابی کیلئے دعا کرنا کیسا

رسول پاک ﷺ نے دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا ہے، ارشاد فرمایا" دعا عبادت کا مغز ہے" (سنن الترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعائ، رقم الحدیث 3371)

یہ اہم کام جائز کاموں کے لئے جائز و مستحسن بلکہ حکم قرآنی ہے اور ناجائز کاموں کے لئے ناجائز وسخت حرام۔فی زمانہ رائج کرکٹ میچ بہت ساری غیر شرعی قباحتوں کا مجموعہ بن چکا ہے لہذا اس کے لئے دعا کرنا سخت ناجائز ہے، ہمیں تعجب ہے کہ یہ پوچھا گیا کہ کرکٹ میچ کے لئے دعا کرنا کیسا ہے۔فی الحقیقت سوال تو یہ ہونا چاہئے کہ کرکٹ میچ کے لئے دعا کرنے میں کیا کیا نحوستیں اور وبال ہیں؟

اولا...... مروجہ کرکٹ میچ محرمات کا مجموعہ ہے۔ٹی وی پر کوئی بھی کرکٹ میچ دیکھنا، بدنگاہی اور حرام دیکھے بغیر ممکن نہیں نہ چاہتے ہوئے بھی ٹی وی اسکرین پر بار بار کرکٹ میچ دیکھنے والے اور دیکھنے والیاں اپنی آنکھوں کو حرام سے بھرتے ہیں اور جہنم میں جانے کا سامان کرتے ہیں کیونکہ شریعت مطہرہ میں نامحرم کو دیکھنا سخت گناہ ہے۔صرف ضرورت شرعیہ کے وقت پہلی نگاہ کی اجازت ہے ورنہ شدید ممانعت ہے کہ اللہ رب العزت نے واضح طور پر قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔(پارہ 18، سورہ نور، آیت 31)

ایمان سے کہئے! کیا کرکٹ میچ دیکھنے کے دوران ان (غض بصر کی) قرآنی آیات اور احادیث پر عمل ہوسکتا ہے؟ کھیل کے دوران کیمرہ مین کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہوتی ہے کہ تماشائیوں میں دیدہ زیب، زرق برق، چست اور کم لباس خواتین کو تلاش کرکے دکھلائے ،بلکہ یہی نہیں اب تو شرم وحیاء کا جنازہ ہی اٹھ گیا کہ بعض میچوں میں ہر چوکے اور چھکے کے بعد باؤنڈری لائن پر چیر لیڈرز کے نام سے نیم برہنہ خواتین رقص کرتی ہیں اور یہ حرام فعل پورے میچ کے دوران جاری رہتا ہے اور ٹی وی اسکرین پر دکھایا جاتا رہتا ہے۔گویا حرام کے

دلدادہ اور اللہ رب جل جلالہ کے قہر کو دعوت دینے والے ایک تیر میں دو شکار کے خواہش مند ہیں۔ کرکٹ بھی دیکھیں اور رقص کی محفل بھی، الامان الحفیظ...... اسی پر بس نہیں، یہی کرکٹ میچ اگر بیرونی ممالک میں ہو مثلاً آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ساؤتھ افریقہ، تو وہاں کے مادر پدر آزادی کے متوالے سارے ننگے ایک ہی حمام میں ہونے کا منظر پیش کرتے ہوئے سن باتھ کے نام پر مرد و عورت فقط شرم گاہ کو چھپا کر لیٹے رہتے ہیں اور ٹی وی اسکرین پر یہ واہیات مناظر بار بار بلکہ خصوصاً دکھائے جاتے ہیں۔

اور ہے کمی رہ جاتی ہے وہ میچ کے دوران چلتے ہوئے اشتہارات کے ذریعے پوری کر دی جاتی ہے۔ موبائل کا اشتہار ہو خواہ کھانے پینے کا حتیٰ کہ مردانہ ملبوسات کے اشتہار میں بھی نیم برہنہ، چست لباس اور جسم کی نمائش کرنے والی خواتین جزو لاینفک ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ کرکٹ میچ دکھانے والے کرکٹ میچ کے ساتھ ساتھ لوگوں کو بے حیاء بنانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہتے۔ ہمیں حیرت ہے ان مسلمانوں پر جو اپنی ماں، بہن اور بیٹیوں کے ساتھ بیٹھ کر یہ تماشا دیکھتے ہیں پھر پوچھتے ہیں ''مولانا صاحب! آج کون جیتے گا؟ دعا کرنا کیسا ہے؟'' العیاذ باللہ تعالیٰ من ذلک''

ثانیاً: کرکٹ میچ کے دوران اذانوں کی حرمت اور ادب کا لحاظ قطعاً نہیں رکھا جاتا۔ اکثر اذانوں کے دوران گانے باجے بج رہے ہوتے ہیں اور تماشائی اپنے شور و غل میں مصروف ہوتے ہیں۔ موذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کی کیف آور اور نجات دہندہ صدائیں دے رہا ہوتا ہے مگر گراؤنڈ میں موجود غفلت کا مارا تماشائی اور لالچ کا شیدا کھلاڑی تو اپنی زیست کا کیف اور نجات کا راستہ کرکٹ ہی کو سمجھ بیٹھا ہے۔ تو بھلا کیوں صلوٰۃ و فلاح پر لبیک کہے گا؟ حالانکہ اذان کی بے ادبی تو ایمان کے صلب کی وجہ بن سکتی ہے۔

آپ کا سوال تھا کہ کرکٹ میچ کے لئے دعا کرنا کیسا ہے، ہمارا سوال ہے کیا ان نماز بھلانے والوں کے لئے بھی دعا کرو گے؟ جس کھیل میں برہنگی، رقص، گانے اور باجے ہیں۔ کیا اس کے لئے دعا کرو گے؟

ثالثاً: کچھ بعید نہیں کہ کوئی سخت دل یہ بھی کہہ دے کہ ہم صرف کمنٹری سنتے ہیں، جب کوئی ایسا منظر آتا ہے تو ہم آنکھیں بند کرلیتے ہیں تو جواباً گزارش ہے کہ کس تماشے کی کمنٹری سنتے ہیں جس میں علی الاعلان، اجتماعی طور پر نمازوں کو قضا کیا جاتا ہے۔ وہ نماز جسے مومن اور کافر کا فرق قرار دیا گیا۔

اب مسلمانوں میں یہ نماز ناپید ہے۔ کھلاڑی اور تماشائی سب نمازیں قضاء کرکے اجتماعی طور پر رب کی نافرمانی کرتے ہیں۔ دشمنان اسلام بھی خوب خوش ہوتے ہوں گے کہ مسلمانوں کو ٹھیک کام سے لگایا ہے کہ مسجدیں ویران اور اسٹیڈیم آباد، اذانوں کا ادب نہ نمازوں کی پرواہ، ٹھیک ہی کہا ہے کسی نے۔

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرت انسان پر
فعل بد خود ہی کریں، لعنت کریں شیطان پر

رابعاً : مروجہ کرکٹ میچ عوام کو دھوکا دینے کا نام ہے۔ ابتداء سے ہنوز ہر سال بڑے بڑے کھلاڑی، اداروں اور کاروباری حضرات کے سٹہ بازی میں ملوث ہونے اور سزا پانے کی خبریں آتی رہتی ہیں۔ کوئی ملک بھی کرکٹ پر سٹہ لگانے والوں اور کھلاڑیوں کے خریدنے والوں سے خالی نہیں۔ عوام یہ سمجھتی ہے کہ جیت سے ملک کا نام روشن ہوگا جبکہ ان کی امیدوں کا مرکز ہار کے لئے بک چکا ہوتا ہے۔ بعض ملکوں میں اسے قانونی شکل دی جاچکی ہے۔ کیا جوا اور سٹہ کھیلنے والوں کے لئے دعا کی جاتی ہے؟ دعا تو ان کی ہدایت کی ہونی چاہئے نہ کہ ان کے حرام کام میں جیت کی!

خامساً : کرکٹ میچ کے نام پر اپنی زندگی کے نہایت قیمتی اوقات کو بے دریغ ضائع کیا جاتا ہے۔ قرآن تو کہے ''بے شک انسان خسارے میں ہے سوائے ایمان اور نیک اعمال والوں کے''، مگر کرکٹ میچ دیکھنے اور کھیلنے والے اس خسارے کی فکر اور نیک اعمال سے یکسر غافل نظر آتے ہیں۔ جو لوگ ون ڈے میچ کی خاطر بلا مبالغہ سات سے آٹھ گھنٹے ضائع کردیتے ہیں۔ انہی لوگوں کو تراویح میں ایک گھنٹہ قرآن سننا بھی گراں محسوس ہوتا ہے۔ یہ وہ تلخ حقیقت

ہے جس کا کرکٹ کھیلنے اور دیکھنے والوں نے تصور نہیں کیا۔ یہ ڈریں اس دن سے جب نامہ اعمال ان کے سامنے ہوگا اور کہا جائے گا...... **اقراء کتبک، کفی بنفسک الیوم علیک حسیباً...** اپنا نامہ پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔ (پارہ 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت 14)

اس دن ان سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ اپنے ملک سے کھیلتے ہوئے کتنے رنز بنائے، کتنے چوکے لگائے، کتنے کھلاڑی آؤٹ کئے، کس ٹیم نے ورلڈ کپ جیتا اور کس نے ایشیا کپ۔

آپ کا کیا جواب ہوگا؟ کرکٹ دیکھ کر اور اس کے لئے دعا کرتے ہوئے جوانی گزاری۔ نہیں نہیں۔ اس تماشے کے دیکھنے سے بھی توبہ کریں، کیا خبر یہ تماشا دیکھتے دیکھتے موت آجائے تو رب کو کیا منہ دکھاؤ گے کیونکہ جو حرام دیکھتے یا کرتے ہوئے فوت ہو جائے، کل بروز قیامت اسی حال میں اٹھے گا۔ ''جو جس حال میں مرے گا اللہ تعالیٰ اسی حال پر اسے اٹھائے گا۔'' **"من مات علی شئ بعثه الله علیه"** (مسند الامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث (14372)

دعا کا مقصد تو دنیا اور آخرت کی کامیابی، مشکلات کا حل، دنیا اور آخرت کے معاملات میں آسانی ہوتی ہے۔ کرکٹ میچ کے لئے دعا کرنے میں آپ کو حاصل کیا ہوگا؟ آپ کو نہ دنیا کا فائدہ نہ آخرت کا فائدہ؟ یہ تو محض اور محض لایعنی کام ہے، ان پانچ اہم باتوں کے بعد مزید کسی چیز کی حاجت نہ رہی کہ عقل مند را اشارہ کافی است۔

سادساً...... بالفرض آپ کہیں گے کہ اس کھیل سے ملک وقوم کی بقاء اور اس کا نام و شہرت ہے تو ہم آپ کو امیر المومنین، خلیفہ ثانی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد یاد دلاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک ہم اقوام میں سب سے کم تر تھے تو اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت بخشی۔ **"ان کنا اذل قوم فاعزنا الله بالاسالم فمهما نطلب العزة بغیر ما اعزنا الله به اذلنا الله"**

تو جب ہم اسلام سے ہٹ کر کسی چیز کے ذریعے عزت حاصل کرنا چاہیں گے تو اللہ ہمیں

ذلیل کردے گا۔ نیز کرکٹ سے ملک کی ترقی کا تصور بس خام خیالی ہے۔ کھلاڑیوں نے کئی فتوحات حاصل کی ہوں گی اس سے ملک میں کتنی غربت کم ہوئی؟ کتنے بے روزگاروں کو روزگار مل گیا؟ کتنا امن وسکون حاصل ہوگیا؟ اگر ملا تو صرف ''دکھاوے کا پیالہ'' یعنی ''ورلڈ کپ'' کیا ملک معاشی اور معاشرتی طور پر مستحکم ہوگیا؟ کیا قتل وغارت گری ہی ختم ہوگئی؟ نہیں، کچھ بھی تو نہیں ملا...... ہاں! گیا بہت کچھ، بنگلہ دیش جدا ہوگیا۔ لسانی تعصب کے سبب امن واخوت ختم ہوگیا، ملک وقوم قرض کے بار تلے دب گئے، بار بار امداد کے سوال نے ہمیں دنیا کی نظر میں بھکاری بنادیا۔ کشمیر کی افسردہ صورتحال کی مثال ہی ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کیا کم ہے؟ تو ایسی جیت کس کام کی جس میں صرف ایک پیالہ جیت کر باقی سب کچھ ہار جاؤ۔ یہ جیت ہماری نہیں بلکہ شیطان مکار کی ہے۔ حقیقی فتح اور کامیابی صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے۔ **''ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً''**

اے میرے بھائی! دعا مانگنی ہے تو اپنے والدین کے لئے مانگ، اپنی ہدایت کے لئے مانگ، ایمان پر ثابت قدمی اور اس پر خاتمے کی مانگ، اپنے الفاظ اور دعاؤں کو کرکٹ میچ کے نام پر کیوں ضائع کرتا ہے؟ ضائع ہی نہیں بلکہ کرکٹ میچ دیکھ کر لعنتوں اور نحوستوں کو پا کر کیوں رب کی رحمت سے دور ہوتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں نیک عمل کی توفیق دے اور ہر برا، ناجائز اور حرام فعل کرنے، دیکھنے اور پسند کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ (بحوالہ: اسلامک میگزین تحفظ)

دشمنوں نے نہیں دوستوں نے مارا ہے

انتہا پسندی کسی بھی معاملہ میں ہو اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا، بھارت اور پاکستان ۷۷ / برس پہلے ایک ہی ملک تھا، تقسیم ہونے کے بعد پاکستان ایک الگ ملک بن گیا؛ لیکن آج بھی نہ جانے کتنے معاملات ایسے ہیں جن میں دونوں ایک طرح سوچتے اور عمل کرتے ہیں، تقسیم سے پہلے ملک کا سب سے پسندیدہ کھیل ہاکی تھا، ایک کھلاڑی ''دھیان

چند‘‘ کی مہارت کا یہ حال تھا کہ جرمنی میں جب انہوں نے اپنی مہارت کے جوہر دکھائے، تو ہٹلر نے انہیں اپنے ملک کی ٹیم کا کپتان بنانے کی پیش کش کی اور فوج میں ایک بڑا عہدہ دینے کا وعدہ کیا۔ اسی میچ میں کتنی ہی جرمنی لڑکیوں نے دھیان چند کی ہاکی ہاتھ میں لے کر دیکھا کہ اس میں کوئی چپکنے والا لوشن تو نہیں لگا ہے؟ وہی دھیان چند ہیں جن کے ہٹلر کی پیشکش کو ٹھکرانے اور اپنے وطن کی محبت ثابت کرنے کے انعام میں انہیں بھارت رتن دینے کی بار بار آوازیں اٹھتی رہیں۔ ایک اور کھلاڑی بارہ بنکی کے بابو تھے جو آج بھی زبانوں پر ہیں۔ ملک کی تقسیم کے بعد جب پاکستان اولمپک میں ہندوستان سے ہاکی کا میچ جیت کر آیا تھا، تو پاکستانی اخبارات کے پہلے پورے صفحے پر ہاکی بنی ہوئی تھی، اور اس میں پوری ٹیم کے نام لکھے ہوئے تھے، یہ اس زمانے کی باتیں ہیں، جب انگریزوں کی حکومت تھی یا ان کی حکومت ختم ہونے کے بعد دونوں ملک غربت کا شکار تھے۔

آج دونوں ملک کے باشندوں میں اچھی خاصی تعداد ان لوگوں کی ہے جو فارغ البال بھی ہیں، خوشحال بھی ہیں، اور مالامال بھی، ہم اپنے بچپن میں ٹوٹی سائیکل کا پہیہ دوڑا دوڑا کر حسرت پوری کر لیتے تھے، ہمارے پوتے اور نواسوں میں شاید کوئی پوری طرح جانتا بھی نہ ہو کہ کبڈی کیسے کھیلی جاتی ہے؟ گلی ڈنڈا کھیلنے میں کتنا مزہ آتا تھا اور کبڈی کیا ہوتی تھی؟ آج حالت یہ ہے کہ کوئی بچہ کہیں بھی ہو اسے اسکور کی خبر رہتی ہے، ہندوستان دنیا کے ہر ملک سے اس معاملہ میں سب سے آگے آچکا ہے، اس کے نوجوانوں کی زبانوں پر برسوں سے یہ ہے کہ کرکٹ ہمارا دھرم ہے اور سچن ہمارا بھگوان ہے، حیرت یہ ہے کہ نہ کسی دھرم گرو نے ان بچوں کو یہ کہنے سے روکا اور نہ قومی لیڈروں نے، جب کہ یہ معمولی بات نہیں تھی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب بھی کہیں ورلڈ کپ، یا ایشیاء کپ، یا آئی پی ایل شروع ہوتا ہے، تو ملک کی گاڑی کارہ رہ کر چکا جام ہو جاتا ہے، یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ ایسا ہی کارنامہ ہے کہ صرف کوارٹر فائنل جیتنے پر صدر اور وزیر اعظم ٹیم کو مبارکباد دیدیں؟ جس کا ہر سرکاری ملازم یہ مطلب لیتا ہے کہ یہ قومی کھیل ہے اور دن بھر اپنی ڈیوٹی انجام دینے کے بجائے اگر وہ میچ

دیکھتے رہتے ہیں تو کوئی غلط کام نہیں کر رہا؟ (فکروخبر)

یہ میچ نہیں بلکہ جنگ ہے

پاکستان سات دہائی پہلے جب انٹرنیشنل (international) کرکٹ کونسل کا رکن بنا، تو اس نے سب سے پہلے ۱۹۵۲ء میں پہلا دورہ بھارت کا ہی کیا، دہلی میں کھیلے گئے پہلے ٹیسٹ (test) میں پاکستان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، پانچ میچز ٹیسٹ میچز کی سیریز کا دوسرا میچ لکھنو میں کھیلا، جہاں پاکستان نے بھارت کو شکست دیدی، پاکستان کی اس فتح نے بھارتی عوام کو مشتعل کر دیا اور انہوں نے گراونڈ میں اور گراونڈ سے باہر شدید ردعمل کا اظہار کیا، تبصرہ نگاروں کی نظر میں لکھنو ٹیسٹ کی شکست پر بھارتی عوام کا ردعمل ایک روایت بن چکا ہے، جبکہ دوسری جانب دونوں ممالک کے درمیان جب بھی کشیدگی آئی ہے تو اس کا نزلہ کرکٹ پر گرا ہے اور دوطرفہ سیریز سالوں تک نہیں ہوئی، جس کے باعث کبھی کبھار آئی سی سی یونٹ (unit) یا کسی اور ٹورنمنٹ (tournament) میں دونوں ٹیمیں آمنے سامنے ہو جاتی ہیں، جو میچز (maches) کے بجائے جنگ دکھائی دیتے ہیں، دونوں جانب کی میڈیا نے کرکٹ کو جنگ کی شکل دیدی، جب بھی میچز کھیلے جاتے ہیں، تو ایسی رپورٹنگ کی جاتی ہے کہ شائقینِ کرکٹ اس کو جنگ سے تشبیہ دیتے ہیں۔

دیوانگی کی حدیں پار

انتہاء یہ ہے کہ ۱۹۸۳ء میں انگلینڈ میں ہی ورلڈ کپ ہو رہا تھا، جس کا فائنل ویسٹ انڈیز اور ہندوستان کے درمیان تھا جس میں ہندوستان جیت چکا تھا۔ انگلینڈ کی یہ حالت ہے کہ وہ اس بنگلہ دیش کی ٹیم سے ہار کر گھر چلا گیا، جس کا جنم ۱۹۷۲ء میں ہوا تھا اور اس نے ۱۹۸۰ء کے بعد جب بیٹ ہاتھ میں لیا تھا، اسی ورلڈ کپ میں پاکستان ہندوستان سے ہارا تو بالکل ایسی ہی صورتحال تھی جیسی ہندوستان کے سامنے آسٹریلیا نے پیدا کر دی تھی کہ ہندوستان

نے ٹاس جیتا اور رنوں کا پہاڑ کھڑا کر دیا، پاکستان ہانپتے کانپتے چڑھا؛ مگر چوٹی سے بہت نیچے ہی ڈھیر ہوگیا، اس خبر کے بعد ہمارے ملک کے ٹی وی چینلوں نے بار بار دکھایا کہ پاکستان میں لوگ سڑکوں پر آگئے ہیں، اور ٹی وی سٹ توڑ رہے ہیں اور نعرے لگا رہے ہیں۔

اور سب سے زیادہ مجرمانہ کردار ملک کے ٹی وی چینلوں نے ادا کیا ہے کہ خبروں کے اوقات میں تین دن تک بمشکل دو چار خبریں باقی سارا وقت کہ ہماری ٹیم ایسے جیتے گی اور مخالف کو ایسے پٹخنی دے گی اور فلاں کھلاڑی سنچری بنائے گا، فلاں ۷۵ رن سے زیادہ بنائے گا، فلاں چار وکٹ لے گا، دوسرے دو دو وکٹ لیں گے، جنون کا یہ حال کہ ہر چینل اسٹوڈیو کے ایک کمرے سے اٹھ کر ملک کے لاکھوں کا مجمع لگائے میدان پر بیٹھا تھا اور ملک خانوں کی طرح ہوا میں تیر چلا رہا تھا، ان بے رحموں اور حرام خوروں اور ٹیم کے دشمنوں نے ایسا ماحول بنا دیا تھا کہ جیسے سب کچھ ان کے اختیار میں ہے، وہ جتنے رن بنانے چاہیں گے بنالیں گے، اور جسے جب آوٹ کرنا چاہیں گے، آوٹ کر دیں گے، رہی کپ کی بات تو وہ ہمارا ہے بس ہم سے دو قدم دور ہے، اور جب آسٹریلیا نے ٹاس جیتا تو ایک بڑا طبقہ وہ تھا جس نے کہہ دیا کہ آسٹریلیا نے میچ جیت لیا، یہ ان لوگوں نے اس وقت کیوں نہیں کہا کہ جب ہندوستان نے ٹاس جیتا کہ آدھا میچ ٹاس سے جیت لیا، ٹاس تقدیر کا کھیل ہے، اس میں مہارت نہیں چلتی، اور ٹاس کی اگر اتنی ہی اہمیت ہے تو پھر کھلاڑیوں کی کارکردگی کا قصیدہ کیوں پڑھا جاتا ہے؟ اور اگر وہ پہاڑ کی چوٹی پر نہ پہونچ سکیں تو انہیں گالیاں کیوں دی جاتی ہیں؟ (فکر وخبر)

کیا یہ ہمارا قصور نہیں کہ ہم ۱۲۵ / کروڑ ہندوستانی اپنے صرف گیارہ لڑکوں کے کاندھوں پر سوار ہو کر، انہیں پہاڑ عبور کرنے کے لئے کہیں، پھر ان کی ناکامی پر ان کی فوٹو جوتوں سے رگڑنے اور جذباتی پاکستانیوں کی طرح سڑکوں پر ٹی وی توڑنے لگیں، جبکہ انہیں اپنے ٹی وی توڑنے کے بجائے ٹی وی چینلوں کے ذمہ داروں اور رپورٹروں پر لعنت بھیجنا چاہئے جنہوں نے ایسا ماحول بنا دیا کہ جس سے وہ تمام کھلاڑی سٹہ کے ملزم بن گئے، یہ کیسا ستم

ہے کہ اگر ہار کر آؤ گے تو ہم تمہیں ماریں گے تمہارا گھر توڑیں گے، تمہارا منہ کالا کریں گے۔
اگر پوری دنیا میں یہی ہونے لگے تو کون ہے جو کرکٹ ٹیم میں آنے کے لئے لاکھوں کی رشوت دے گا اور ذمہ داروں کے جوتے چاٹے گا؟۔

کرکٹ جان کیوں لیتی ہے؟

۱۹۹۱ء میں ایک سرکردہ کرکٹ رائٹر نے لکھا کہ کئی سابق کرکٹر خودکشی کر چکے ہیں، انہوں نے اس کے بعد مزید تحقیق کی اور انہیں اس بارے میں اور شہادتیں ملیں، کتاب چھپنے کے ۲۵ سال بعد بھی اس کتاب کے نتائج پر بحث ہو رہی ہے، لیکن اس بات پر کوئی شک نہیں کہ جس طرح کرکٹ ذہنی صحت پر اثر انداز ہوتا ہے، اس طرح کوئی اور کھیل نہیں ہوتا، لیکن کیا یہ اس کھیل کی فطرت ہے یا یہ اس قسم کے لوگوں ہی کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے؟۔

کرکٹروں کی نفسیات

کرکٹ بڑی شدت والا کھیل ہے، جو کھلاڑی کی زندگی پر اس طرح حاوی ہو جاتا ہے، جس طرح کوئی اور کھیل نہیں ہوتا، کرکٹر بڑے خود احتسابی ہوتے ہیں، ان کے حریف انہیں کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہیں یا بے عزت کرتے ہیں، یہ دبدبہ و تجربہ بہت ذاتی ہو جاتا ہے، ٹور کے دوران بڑے پیمانے پر تنہائی کا احساس ہوتا اور عالمی شہروں کے بہترین ہوٹل بھی فور سٹار جیلوں کا تصور دیتے ہیں، یہ حقیقی زندگی نہیں ہے، وہ اپنے آپ کو منقطع کر لیتے ہیں۔

یہ کھیل کھیلنے والے بھی ذہنی بیماری کے حوالہ سے اتنے غیر محفوظ ہوتے ہیں، جتنا کہ کوئی نہیں۔''ہیسٹر'' کہتے ہیں کہ اس وقت کئی لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ کرکٹر کیوں ذہنی دباؤ کا شکار رہیں، اور یہ ٹریسکوتھک (Trescothick) کی کتاب تھی جس نے یہ تصور بدلا، اس کے بعد کئی اور کرکٹر بھی سامنے آئے اور اپنی ذہنی صحت کے مسائل کے

بارے میں بات کی، انہوں نے بنیادی طور پر اس بحث کا آغاز کر دیا۔ ”گریم براؤن“ اس سے متفق ہیں، اور کہتے ہیں کہ ”ٹریسکوتھک“ کی کتاب کے بعد اس مسئلے کے متعلق رویہ کافی بدلا ہے اور بعد میں دوسرے کھلاڑی سامنے آئے ہیں، جن میں ”کوان، اوبرائن، مائیکل یارڈی اور جوناتھن ٹروٹ“ شامل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ ”ڈیوڈ فرتھ“ کی کتابیں بہت خوفناک ہیں، لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ اس نے خودکشیوں کی تعداد کے حوالے سے کرکٹ پر ایک غیر منصفانہ لیگ بھی لگا دیا ہے، ظاہر ہے کہ جنوری میں ”ٹائم ایلن“ کی خودکشی کی خبر بہت تباہ کن تھی، ہم یہ سب کام کر کے اپنے بھولے پن میں یہ امید کر رہے تھے کہ اب کوئی اور خودکشی نہیں ہوگی۔

فرتھ کی تحقیق: اب تک ۸۰/ کھلاڑی خودکشی کر چکے ہیں، ۲۰۰۸ء میں طبع شدہ کتاب سائنس آف دی ہارٹ میں ۱۵۱ کھلاڑیوں کی شناخت کی گئی، خاص طور پر انہوں نے اس خوف کو اہم قرار دیا جو کھلاڑی کو کوچ سے اس کے متعلق بات کرنے سے روکتا ہے۔ (اردو بی بی سی نیوز، 26 جون 2019)

دینی طلبہ کی دلچسپی

اور تعجب کی انتہا اس وقت نہیں رہتی جب، یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اہل علم اور دین کی دعوت میں مشغول لوگوں کی دلچسپی ان کھیلوں سے اس قدر ہوتی ہے کہ اس کے لئے جماعت چھوڑ دیتے اور اگر مسجد میں جاتے بھی ہیں تو نماز میں ان کی توجہ قراءت و دعا کی طرف ہونے کے بجائے چوکا چھکا اور وکٹ کی طرف رہتی ہے اور جماعت ختم ہوتے ہی اپنے موبائل سے یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ ہماری ٹیم جیت گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تعجب پر تعجب یہ ہے کہ ایک اسلامک یونیورسٹی کے طلبہ جو ایک ہی مسلک سے منسلک ہوتے ہیں، کتاب وسنت پر عمل کے دعویدار ہوتے ہیں اور اپنا رشتہ سلف امت سے جوڑتے ہیں؛ لیکن جب دو ملکوں میں کرکٹ میچ کی بات آتی ہے تو باہم ناراض اور ایک

دوسرے کے مدمقابل نظر آتے ہیں، ایک دوسرے سے جھگڑا طنز وتحقیر کے درپہ لگے ہوتے ہیں، اندازہ کریں کس چیز نے انہیں اس مذموم صفت میں مبتلا کردیا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
(اقبال)

کرکٹ کے نقصانات

کرکٹ اور فضولیات

انسان اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے دوسری جاندار مخلوق سے ممتاز ہے، اس لئے اس کا نصب العین وہ نہیں ہونا چاہئے، جو عام جانوروں کا ہے؛ بلکہ اپنی استعداد کی بدولت اس کا مقصدِ زندگی ایک ایسا عمل ہونا چاہئے، جس میں اس کی خوبیوں کی عکاسی ہوتی ہو، محض کھانا پینا اور لہو لعب اور دیگر خواہشات نفس کی تکمیل تو جانوروں کے مشغلے ہیں، اگر انسان بھی ان اشیاء کو مقصد بنا کر سرانجام دینے لگے، تو اس کے دائرۂ حیات اور جانوروں کے عرصۂ حیات میں کیا فرق رہے گا؟ تاہم اگر انسان خود اس نصب العین کا تعین نہیں کرسکتا ہے تو اسے اپنے خالق کی طرف انابت اور رجوع کرنا چاہئے؛ کیونکہ اس نے انسان میں جو خوبیاں ودیعت کررکھی ہیں وہی اس کی ذمہ داریوں سے زیادہ باخبر ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرما کر اس کے نصب العین کو متعین فرمایا۔

”وماخلقت الجن والانس الالیعبدون“ اس میں ”ما“ اور ”الا“ قصر کے الفاظ ہیں، جس کا مطلب ہے کہ انسان کی تخلیق صرف اور صرف عبادت کے لئے ہوئی ہے، ہاں! البتہ بشری تقاضے بنیادِ زندگی اور ضرورت کی بناء پر پورے کرنا تو ضروری ہیں؛ مگر ان کو

مقصد بنانا صحیح نہیں۔

لیکن افسوس! کہ اکثر لوگ اس فرضِ منصبی سے ہمیشہ غافل ہوکر زندگی بھر لہو ولعب میں منہمک رہتے ہیں؛ چنانچہ قرآن وسنت اور تاریخ عالم میں ایسے لوگوں کے ایام کا تذکرہ موجود ہے، جس سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ جب انسان اپنے مقصد تخلیق سے لاپرواہ رہتا ہے تو اس کا انجام بد آنے والے انسانوں کے لئے درسِ عبرت بن جاتا ہے۔

آج اقوام عالم فضولیات اور کھیل تماشے میں جس قدر مستغرق ہیں، اس کی نظیر آسمان نے کبھی نہیں دیکھی ہے؛ کیونکہ دور حاضر میں جو آلات اور اسباب انسانوں کے لئے موجود ہیں اس سے قبل کبھی وجود میں نہیں آئے، اس لئے انسانی عقل متحیر ہوکر آپے سے باہر ہوگئی اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی کہ کھیلوں کو فضول اور لایعنی عمل کہنا الٹا منعکس ہوکر خود کہنے والے پر الزام اور بدنما داغ بن جاتا ہے، جبکہ کھیلوں میں حصہ لینے والا زندہ دل اور اس میں نمایاں کردار ادا کرنے والا قوم کا ہیرو اور مایہ ناز سرمایہ سمجھا جاتا ہے؛ حالانکہ یہ چیز انسان کو اور خصوصاً مسلمان کو ہرگز زیب نہیں دیتی کہ یہ تو دور اندیشی کے منافی ہے، اس کا فائدہ وقتی خوشحالی کے سوا کچھ نہیں، آخرت ان فضولیات کی وجہ سے تباہ ہوجاتی ہے۔

کرکٹ ہو یا کوئی دوسرا کھیل تماشہ اس میں اتنا غلو جیسے کہ آج کل ہورہا ہے، تباہی عذاب اور غضب الٰہی کا پیش خیمہ ہے؛ کیونکہ اس سے ان تمام حدود کی خلاف ورزی ہوتی ہے، جن کو شریعت مطہرہ نے قائم کیا ہے۔

عالمی سطح پر ہونے والے کرکٹ مقابلوں میں بداخلاقیوں کی تمام حدیں توڑ دی جاتی ہیں اور بظاہر کسی اصلاح کی امید بھی نظر نہیں آتی؛ بلکہ ظن غالب یہی ہے کہ آئندہ اس سے بڑھ کر مزید بداخلاقیوں کے مناظر سامنے آئیں گے۔

کرکٹ وغیرہ کھیلوں کے مقابلے تو ویسے بھی کئی منکرات پر مشتمل ہوتے ہیں کہ ان میں گناہ کے راستے میں پیسے لگا کر تبذیر کا لاثانی نمونہ پیش کیا جاتا ہے، مردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے، تصویر کشی کی انتہاء ہوتی ہے، نمازیں ضائع ہوجاتی ہیں، زور وشور سے ہنسنے

سے دل مردہ ہوجاتا ہے اور وقت بھی ضائع ہوجاتا ہے وغیرہ وغیرہ، مگر اس دفعہ اس کی آڑ میں بے حیائی کو جو فروغ ملا، اس نے اس کی شناعت اور قباحت میں اور اضافہ کردیا؛ چنانچہ اس بے حیائی کی اشاعت پر اکثر اخبارات اور رسائل میں احتجاجی بیانات اور مراسلات کی بھرمار رہی اور ملک بھر میں احتجاجی اجتماعات ہوئے، مگر سرکاری حلقوں میں کہیں اس کا اثر قبول نہیں کیا گیا۔

یہ مقابلے سری لنکا، ہندوستان اور پاکستان میں ہوئے اور تو اور پاکستان (جس کا قیام اسلامی نظریہ کی بنیاد پر ہوا ہے) میں مسلم قوم کا وقار مجروح ہوگیا، غیر ملکی کھلاڑیوں کے استقبال میں دخترانِ وطن کا دستہ پیش کیا گیا، کھلاڑی عورتوں سے لطف اندوز ہوتے رہے، شراب نوشی اور رقص کی محفلیں قائم کی گئیں اور بہت کچھ ہوا، چنانچہ تکبیر کے ادارتی نوٹ میں اس کا جائزہ کچھ یوں لیا گیا ہے۔ ''مگر اس بار تو اس پر مستزاد یہ بھی ہوا کہ کرکٹ کے کھیل کے ساتھ رقص وسرود اور ہاؤ ہو کو ثقافت کا نام دے کر اس سے منسلک کردیا گیا، مختلف شہروں میں نہ صرف راتوں کے اندھیروں کو ناچ گانوں کی بڑی بڑی مخلوط محفلوں میں برانگیختہ کئے جانے والے جوان جذبوں سے سلگایا گیا؛ بلکہ بے احتیاطی اور بے تکلفی اور بے لگامی کے جھگڑوں سے انہیں دہکایا بھی گیا، بھنگڑے ڈالے گئے دوپٹے، اچھالے گئے اور یہ سارے مناظر ٹیلی ویژن کی اسکرین پر پوری دنیا کو دکھائے گئے۔'' (ہفتہ روزہ تکبیر شمارہ نمبر ١٢، ٢١ مارچ سنہ ١٩٩٦)

خصوصاً بے تحاشا مالی اخراجات اس کے لئے مستقل وزارت دینا اور پوری قوم کی اس میں اتنی دلچسپی کہ میچ والے دن اپنے کام کاج بلکہ فرض نمازوں کو بالائے طاق رکھ کر اس کو انہماک سے دیکھنے سے اس کی شناعت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ تو کیا ان ساری برائیوں کے بعد بھی کرکٹ کی قباحت میں کسی شک وشبہ کا امکان رہتا ہے؟

اگر اس کا جواب نفی میں ہے، تو مؤمن کی شان کے مطابق اس برائی کو ختم کرنا چاہئے، یا کم از کم اس سے اپنی نفرت کا بھرپور اظہار کرنا چاہئے، جو ایک ادنی مؤمن کا فرض

ہے، ورنہ بصورتِ دیگر اس کا انجام بد دور نہ ہوگا؛ کیونکہ اس کھیل کو روز افزوں جو ترقی اور مقبولیت حاصل ہو رہی ہے، یہ اس بات کی غماز ہے کہ آہستہ آہستہ مسلمان بھی اہل مغرب کی طرح اپنے دین سے غافل ہو کر رہ جائیں گے۔

آج کل گلی گلی، وسط شاہراہوں پر اور چھٹی والی رات کو سرکاری بجلی سے ناجائز طور پر حاصل کردہ تیز روشنی میں صبح تک اس کھیل کے مناظر بکثرت دیکھنے میں آتے ہیں، جو سراسر احکامِ شرع کی خلاف ورزی ہے؛ کیونکہ چوری چاہے بجلی کی کیوں نہ ہو حرام اور ناجائز ہے، اسی طرح راستہ بند کر کے راہ گیروں کو پریشان کرنا، قرب وجوار میں رہائش پذیر لوگوں کے آرام میں خلل ڈالنا، اور کسی کے گھر میں گیند لینے کے لئے جبری انداز سے داخل ہونا، یہ سب بداخلاقی کے اعلیٰ نمونے ہیں، جن سے بچنا ادنیٰ ایمان کا تقاضا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ **"الایمان بضع وسبعون او بضع وستون شعبة فافضلها قول لا الہ الا اللہ و ادناها اماطة الاذی عن الطریق"** (۱) 'ایمان کے ستر یا ساٹھ شعبے ہیں، ان میں سب سے بہتر لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے۔' اور ارشاد ہے۔ **"المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ"**۔ (۲)

''(حقیقی) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کی اذیت) سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔'' راستوں میں کرکٹ کھیلنے والے ان دو حدیثوں کے تناظر میں خود فیصلہ کریں کہ انہوں نے ارشادات مبارکہ کے مقتضیٰ پر کس حد تک عمل کیا؟

کیا ان کا شور زبان کی اذیت نہیں؟ کیا ان کی گیند اور بلّہ کسی راہ گیر کو لگ جانا ہاتھ کا عمل نہیں؟ اور کیا ان کے اس عمل سے راستہ پر چلنے والوں کو تکلیف نہیں پہنچتی، آیا انہوں نے راستہ سے رکاوٹیں صاف کر کے ادنیٰ ایمان کا ثبوت دیا، یا اسے مزید دشوار گذار بنا دیا؟

(تفریحی امور)

---

(۱) (مسلم ص ۴۷: ج ۱: باب عدد شعب الایمان کتاب الایمان)

(۲) (بخاری شریف: ۱/۶، باب المسلم من سلم المسلمون الخ کتاب الایمان)

ٹیسٹ میچ ون ڈے میچ

ایک ٹیسٹ میچ بالعموم پانچ دن کا ہوتا ہے، ٹیسٹ میچ میں دن بھر کی تھکن اور محنت سے برا حال ہوجاتا ہے، کھلاڑی دن بھر کی محنت مشقت کے بعد میدان میں واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف لوٹتے ہیں تو تھکن کے مارے اس قابل نہیں ہوتے کہ دین و دنیا کے اہم امور انجام دے سکیں، نہ جانے اس بے مقصد تھکن کو کھیل کا نام کس نے دیا ہے؟

جب سے کرکٹ میں ''ون ڈے'' (ایک روزہ) میچوں کا رواج پڑا ہے پورا پورا دن لوگ اس کے پیچھے خوار نظر آتے ہیں، نہ نماز کی پرواہ نہ جماعت کی پرواہ ہوتی ہے، صرف اور صرف میچ کی فکر ہوتی ہے، کبھی کبھی ون ڈے میچ جمعۃ المبارک کو بھی کھیلا جاتا ہے، عین جمعہ کی نماز کے وقت کھیل جاری رہتا ہے نہ صرف کھلاڑی بلکہ ہزاروں لوگ (تماشائی) ہلڑبازی اور ناچنے میں مصروف ہوتے ہیں۔ ہزاروں تماشائی جمعہ کی نماز چھوڑ کر اس کا گناہ اپنے سر لیتے ہیں یوں پورا دن یاد الٰہی سے غفلت میں گزرتا ہے۔

جب ملک یا بیرون ملک میں پانچ روزہ، تین روزہ، اور ایک روزہ جو میچز ہوتے ہیں آفس میں بیٹھے ہوئے ملازمین کام کے بجائے ریڈیو (موبائل فون) یا ٹی وی سے کمنٹری سننے اور میچ دیکھنے میں مصروف ہوتے ہیں، اس میں قوم کے مال کی بربادی اور وقت کو ضائع کرنا ہے۔

نماز چھوڑ دی جاتی ہے

میچ دیکھنے کی مستی میں بعض لوگ نماز ترک کردیتے ہیں، کون شخص میچ کے دوران نماز کے لئے اٹھے گا، یا تو جماعت کا تارک ہوگا، یا یا سرے سے نماز ہی نہیں پڑھے گا جب کہ اللہ تعالیٰ شانہ قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ فرمارہے ہیں کہ نمازوں کی حفاظت کرو

”حافظوا علی الصلوٰت“(۱)

دوسری طرف اللہ کے پیغمبر فرمارہے ہیں: جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، وہ کفر کے قریب جاپہنچا۔ ”من ترک الصلوۃ متعمداً فقد کفر“ (۲) گویا مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی نماز ہے، ادھر موذن صاحب ”حی علی الصلوۃ“ (آؤ نماز کی طرف) ”حی علی الفلاح“ (آؤ کامیابی وکامرانی کی طرف) کہتے ہیں، ادھر ہم کھیل میں مستغرق رہتے ہیں اور جب تم نماز کی طرف پکارتے ہو تو وہ اسے ہنسی اور کھیل بناتے ہیں۔: واذا ناديتم الى الصلوة اتخذوها هزوا ولعبا“(۳)

ترک جماعت کے متعلق آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھیے! اور غور کیجیے! ”قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں نے ارادہ کیا تھا کہ کسی سے کہوں کہ لکڑیاں جمع کرے، جب وہ اکٹھی ہوجائیں، پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کے پاس جاؤں، جو جماعت میں شامل نہیں ہوتے، اچانک ان کے گھروں کو آگ لگادوں، تاکہ وہ بھی گھروں کے ساتھ جل جائیں“۔ کرکٹ کی وجہ سے جماعت کا ترک بھی جائز نہیں ہے چہ جائے کہ نماز ہی ترک کردی جائے۔”فی الشامیۃ“ :والجماعة سنة مؤكدة للرجال،قال الزاهدي:أرادوا بالتاكيد الوجوب درمختار، وفي الشامية :وفي النهر عن المفيد :الجماعة واجبة وسنة لوجوبها بالسنة۔(۴)

---

(۱)(سورۂ بقرہ:۲۳۸)

(۲)(الترغیب والترہیب بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

(۳)(سورہ مائدہ:۵۸)

(۴)(فتاویٰ شامی ۲/ ۲۸۷، باب الامامۃ)

آخرت سے غفلت

حد سے زیادہ دلچسپی سے آدمی آخرت اور یاد الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے، طاعت الٰہی سے غفلت اور یوم الحساب کو بھول بیٹھنے کی وجہ سے انسان اچھے کاموں کی طرف نہیں لپکتا اور برے کاموں سے پاؤں نہیں کھینچتا، جس کو قرآن کریم اس طرح بیان کرتا ہے: اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور جی بہلانے کی اور آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لیے، کیا تم نہیں سمجھتے؟ **"وماالحیوۃالدنیاالالعب ولھو،ولدارالآخرۃخیرللذین یتقون،افلاتعقلون"**۔(۱)

کرکٹ اور بے حیائی کا سیلاب

میچ کے دوران گانے اور باجے کی وہ دھوم رہتی ہے کہ دور دور تک اس کی آواز پہنچتی ہے حتی کہ بعض ٹیموں کی تائید کرنے والے تو اپنے ساتھ عریاں اور نیم عریاں ناچنے اور گانے والیوں کو بھی لے کر آتے ہیں، اور یہ خبر تو بہت پرانی ہوگی کہ موجودہ میچ کے موقعہ پر ایک لڑکی نے یہاں تک کہا کہ''اگر میری ٹیم جیت گئی تو میں اس جگہ ننگی ہو کر ناچوں گی'' **معاذ اللہ**۔

کھیل کے دوران تماشائیوں میں دیدہ زیب، زرق برق، چست اور کم لباس خواتین کو تلاش کر کے لایا جاتا ہے، یہی نہیں اب تو شرم وحیاء کا جنازہ ہی اٹھ گیا کہ بعض میچوں میں ہر چوکے اور چھکے کے بعد باؤنڈری لائن پر چیر لیڈرز (cheerleaders) کے نام سے نیم برہنہ خواتین رقص کرتی ہیں اور یہ حرام فعل پورے میچ کے دوران جاری رہتا ہے اور ٹی وی اسکرین پر دکھایا جاتا رہتا ہے۔گویا حرام کے دلدادہ اور اللہ رب العزت کے قہر کو دعوت دینے والے ایک تیر میں دو شکار کے خواہش مند ہیں، کرکٹ بھی دیکھیں اور رقص کی محفل

---

(۱)(سورہ انعام، آیت ۳۲ :)

بھی، **الامان الحفیظ**

اور اسی پر بس نہیں، یہی کرکٹ میچ اگر بیرونی ممالک میں ہو مثلاً آسٹریلیا، نیوزیلینڈ، ساؤتھ افریقہ، تو وہاں کے مادر پدر آزادی کے متوالے سارے ننگے ایک ہی حمام میں ہونے کا منظر پیش کرتے ہوئے سن باتھ (son bath) کے نام پر مرد وعورت فقط شرم گاہ کو چھپا کر لیٹے رہتے ہیں اور ٹی وی اسکرین پر یہ واہیات مناظر بار بار بلکہ خصوصاً دکھائے جاتے ہیں، اور جو کمی رہ جاتی ہے وہ میچ کے دوران چلتے ہوئے اشتہارات کے ذریعہ پوری کردی جاتی ہے، موبائل کا اشتہار ہو خواہ کھانے پینے کا، حتیٰ کہ مردانہ ملبوسات کے اشتہار میں بھی نیم برہنہ، چست لباس اور جسم کی نمائش کرنے والی خواتین **جزو لاینفک** ہیں، ایسا لگتا ہے کہ کرکٹ میچ دکھانے والے کرکٹ میچ کے ساتھ ساتھ لوگوں کو بے حیاء بنانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہتے، حیرت ہے ان مسلمانوں پر جو اپنی ماں، بہن اور بیٹیوں کے ساتھ بیٹھ کر یہ تماشا دیکھتے ہیں۔

خدانخواستہ اگر اس حالت میں موت آگئی تو کیا ہوگا، آپ ﷺ نے فرمایا: جو جس حال میں مرے گا اللہ تعالیٰ اسی حال پر اسے اٹھائے گا۔ "**قال رسول اللہ ﷺ من مات علی شئ بعثه اللہ علیه**" (۱)

بے حیائی اور لمحہ فکریہ

کرکٹ کا اسی دن داغ دار ہو گیا تھا جب شائقین کے ساتھ ساتھ، چیئرلیڈرس نے ادھ ننگا پہناوا پہن کر وکٹ گرنے پر، چوکے، چھکے لگنے پر کمر لچکا لچکا کر جھومتی مٹکتی رہتی ہیں اور اپنے ننگے جسم کی نمائش کرتی ہیں کوئی بتائے اس عمل کا کھیل سے کیا تعلق ہے؟ کیا یہ بے شرمی بے حیائی کے بڑھانے کا سبب نہیں؟ اس پرفتن دور میں بے حیائی و بے پردگی کو بڑھاوا دینے میں کرکٹ اور موبائل کا بہت بڑا کردار ہے۔ پہلے کرکٹ کی کمنٹری (com

---

(۱) (مسند الامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حدیث: ۱۴۳۷۲)

mentary) ریڈیو(radio) سے نشر ہوتی تھی پھر یہ ٹیلیویژن (television) دور درشن سے دکھایا جانے لگا، ۱۹۸۳ء میں پروڈیشنل ورلڈ کپ (proditional world cup) ہندوستان کے جیتنے کے بعد ہندوستان کے شائقین کی تعداد اور دلچسپی بڑھی، پھر بینسن اینڈ ہیجس کپ (benson & hedges cup) آسٹریلیا میں ہوا اور ٹیلیویژن کے دیکھانے والے مشہور "کیری پیکر" نے ۱۲ کیمروں سے کرکٹ میچ کو دکھایا، آگے بڑھتے بڑھتے اب تو کیمروں کی بھرمار ہوگئی ہے یہاں تک کہ آسمانی کیمروں یعنی کیمروں کو اوپر لٹکا کر میچ دکھایا جارہا ہے اور ان کیمروں سے چیئر لیڈرس، حسیناؤں کے جسم کو پوری طرح ادھ ننگا اگر سچ کہیں تو پورا ننگا، اوپری جسم اور دوسرے حصوں کو بولڈ کر کرکے دیکھا جارہا ہے اور گھروں میں live پوری فیملی ماں، باپ، بھائی، بہن، دوست، احباب سب کرکٹ کے ساتھ ساتھ بے شرمی و بے حیائی کا ننگا ناچ بھی دیکھ رہے ہیں یہ حد درجہ افسوس، شرم اور لمحہ فکریہ ہے، بے شرمی کے اس دور میں بدنگاہی جس تیزی سے پھیل رہی ہے وہ اصحاب فکر و نظر سے پوشیدہ نہیں ہے، بہت کم ہی لوگ ہیں جو آنکھوں کی ان ہولناکیوں سے بچے ہوئے ہیں، کیا بچے، کیا جوان، کیا بوڑھے سب آنکھوں سے اس موذی مرض بے شرمی کو دیکھ کر انجوائے، لطف اندوز ہو رہے ہیں، اسی لیے تو گھروں اور معاشرہ سے اخلاق کا جنازہ ہی نکل گیا ہے، آنکھوں کا پانی سوکھ گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کی پوری قوم کا اخلاق تباہ و برباد ہو کر رہ گیا ہے، اسی وجہ سے زنا، گینگ ریپ، زنا بالجبر، اغوا کے واقعات کی بھرمار ہوگئی ہے زندگی کے عام معمولات کی طرح اسے بھی عام سی بات سمجھی جارہی ہے۔

دل و نگاہ پاک نہیں تو پاک ہوسکتا نہیں انسان
ورنہ ابلیس کو بھی آتے تھے وضو کے فرائض بہت

مشہور تابعی ابن زیاد بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اپنی نظر عورت کے چادر پر بھی نہ ڈال کیونکہ یہ نظر دل میں شہوت پیدا کرتی ہے" (کتاب الزھد) جب آنکھ دیکھتی ہے اور کان سنتے ہیں تبھی دل میں کچھ کرنے کی حرکت پیدا ہوتی ہے، اسی لیے رب ذوالجلال نے لوگو

ں کو اور خبر دار کیا کہ! تم سے آنکھ، کان اور دل کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔فرمان الٰہی ہے :إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (سورہ بنی اسرائیل، :١٧آیت ٣٦)

اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت (چوری چھپے کی نگاہ، نامحرم کو دیکھنے اور ممنوعات پر نظر ڈالنے) کو خوب جانتا ہے اور جو سینوں میں پوشیدہ اور دلوں میں مخفی ہیں ان سے خوب واقف ہے۔"(سورہ المومن، آیت ١٩:) اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ :اس کا مصداق وہ شخص ہے جو لوگوں کے ساتھ (محفل میں) بیٹھا ہو اور جب کوئی عورت گزرے تو وہ لوگوں کی نظریں چرا کر اس کی طرف دیکھ لے۔"(١)

عید اور کرکٹ

ایک مولانا عید الفطر میں عید کی مبارک بادی پیش کرنے کی غرض سے ایک گھر گئے،سلام کے بعد ڈائننگ ہال (dining hall) میں بیٹھایا گیا، جہاں ان کی پورا خاندان ومہمان اور بیٹھے ہوئے تھے اور انڈیا و ساؤتھ افریقہ کا ورلڈ کپ کرکٹ ٢٠١٢ براہ راست Live چل رہا تھا، ساؤتھ افریقہ کے وکٹ گرنے Out ہونے پر وہی بے حیائی و بے شرمی کا منظر پوری فیملی مع خواتین ومہمان کے سب لطف اندوز ہو رہے تھے، گندے بے حیائی سے بھرے ایڈورٹائزمینٹ فوگ کا ایڈ، uber کا انتہائی شرمناک ایڈ ہندوستانی کیپٹن وراٹ کوہلی کے ساتھ ادھ ننگی حسینائیں آٹو پر بیٹھ کر اشتہار بازی کر رہی تھیں اور پورا گھر انجوائے کر رہا تھا مولانا شرم سے پانی پانی ہوگیے ،گھر کے لوگ کرکٹ اور موبائل میں مصروف عید کا دن نہ کوئی مہمان نوازی نہ کچھ پوچھ ہوئی نہ کوئی مخاطب ہوا، عزت بچانے میں عافیت سمجھی اور بغیر کچھ کھائے پیئے چلدئے، کسی نے انھیں روکا تک نہیں۔

مسلمانوں نے آداب زندگی، اسلامی اخلاق کو بھلا دیا، یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اخلاق کی

---

(١)(الجامع الاحکام القرآن، بحوالہ: حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی، 19 جون 2019، سیدھی بات نیوز سروس)

تعلیم کو دفن ہی کر دیا، وائے مسلمانوں کی اخلاقی پستی اور زوال کا یہ عالم۔(۱)

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے

اسلام کے ایک عظیم سپوت سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے اپنے ایک عزیز سے کہا تھا کہ ”تم پرندوں سے دل بہلایا کرو، جنگ جدال اس شخص کا کام نہیں جو طاوس و رباب کا متوالا ہے“ آج جب قوم کے باشعور سمجھے جانے والے طبقے کو کرکٹ میں پوری تندہی سے مصروف و مگن ہے تو سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی بات جدید پیرائے میں ذہن و دماغ میں گونجنے لگتی ہے،”میری قوم کے جوانوں تم کرکٹ سے دل بہلایا کرو، قیادت و سیادت اس قوم کا نصیب نہیں جو ہزار مصائب میں گھرے ہونے کے باوجود رات و دن دل بہلانے میں مصروف ہو،“ یہ ایک حقیقت ہے کہ غلامی میں قوموں کی سوچ بھی غلامانہ ہونے لگتی ہے، وہ فاتح اور بیدار قوموں کی نقل کرنے کو ترقی کا معراج سمجھنے لگتی ہیں، ان کی طرز زندگی بھی غلامی کی عکاسی کرنے لگتی ہے، ان کے شوق اور دل بہلانے کے طریقے بھی بدل جاتے ہیں، کوئی پرندوں سے دل بہلاتا ہے تو کوئی خونخوار جانور پال کر اپنا قد اونچا کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے، تو کوئی کھیل کود اور لہو ولعب کا دیوانہ نظر آتا ہے، تاریخ میں آج تک کوئی قوم ایسی نہیں مل سکی جنہوں نے لہو ولعب میں مصروف رہ کر اپنی ترقی کی تاریخ رقم کی ہو، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ جس قوم کے افراد رات رات بھر جاگ کر کرکٹ یا دوسرے لہو ولعب سے دل بہلانے میں مصروف ہوں دنیا میں کوئی تاریخ رقم کریں گے؟ یاد رہے کہ ساحل سمندر پر ہزاروں لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں؛ مگر موتی اس شخص کا مقدر ہوتا ہے جو لطف اندوز ہونے کے بجائے غوطہ زنی کی مشقت کی راہ اپناتا ہے۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے

---

(۱)(19 جون 2019، سیدھی بات نیوز سروس)

کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں (۱)

آئی پی ایل میچ کی تباہی

کرکٹ کے عام میچ ہی مذکورہ بالا معاصی کے علاوہ جوے اور سٹے کو فروغ دینے کے لئے کیا کم تھے کہ آئی پی ایل نے بڑے پیمانے پر قمار بازی کی سطح میں کئی گنا اضافہ کردیا، ہر دن مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ یہ خبریں پڑھنے اور سننے کو ملتی رہتی ہیں کہ سٹے بازی کے جرم میں فلاں کو گرفتار کیا گیا، فلاں پر جرمانہ عائد کیا گیا، فلاں مقام پر دھاوا بولا گیا۔ وغیرہ

نہایت افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد بھی اسی کبیرہ گناہ کی مرتکب اور اس ناجائز عمل کی شوقین نظر آرہی ہے؛ ایک طرف ایک ملک ایسے وقت میں جب ہزاروں انسان بھوک، فاقہ کشی، بیماری اور جنگوں کے نتیجے میں مر رہے ہوں، دنیا کی حکومتیں کھلاڑیوں، ان کی تربیت کرنے والوں (کوچوں) اور فٹبال کے میدانوں پر کھیل کی لڑائی میں فتح پانے اور ورلڈ چیمپئن شپ کو حاصل کرنے کی دوڑ میں ملینوں ڈالر بہا رہی ہیں۔!!

جس میں پیشتر لوگ بھوک مری، سیلاب، بیماریوں، اور جنگی حادثوں کے شکار ہیں، جب کہ دوسری جانب وہ ورلڈ چیمپئن شپ کی دوڑ میں ملینوں ڈالر خرچ بھی کر رہا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ جب ملکی سطح پر یا ریاستی سطح پر کھیل کر چیمپئن شپ کے مقابلوں کا اعلان ہوتا ہے تو مسلمانوں کی بڑی تعداد ان مقابلوں کو دیکھنے کے لیے اپنے آپ کو فارغ کر کے ٹی وی کے اسکرین سے اپنا رشتہ جوڑ دیتی ہیں۔!!! جبکہ دوسری جانب عراق، افغانستان، فلسطین، اور دیگر ممالک میں مسائل، فقر وفاقہ، بھوک، بیماریوں اور حادثات کے شکار کے مسلمان بھائیوں کا انہیں کوئی احساس بھی نہیں رہتا، صومالیہ، نیجر اور سوڈان کی صورتحال پر ان کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی۔

---

(۱) محمد شاکر حسین عابدی قاسمیڈائریکٹر : المدینہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ۔

نتیجہ نکلنے پر جھگڑے

کرکٹ کا نتیجہ برآمد ہونے پر لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں، کیوں کہ ہر آدمی کی سوچ الگ الگ ہوتی ہے، کوئی کسی ٹیم کا حامی ہوتا ہے تو کوئی دوسری ٹیم کا عاشق (fan) ہوتا ہے، قرآن کریم اس کی منظرکشی یوں کرتا ہے، "اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل اور کم ہمت ہو جاؤ گے تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور رعب ودبدبہ جاتا رہے گا"۔" **ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم**"(۱) آج یہی کھیل باہمی تعلقات بگاڑنے میں بہت رول ادا کررہا ہے، دو بھائیوں میں اختلاف، میاں بیوی کے درمیان ناچاقی؛ بلکہ طلاق، فرقہ وارانہ فسادات حتی کہ دو ملکوں میں لڑائی کے واقعات بھی بعض میچوں کی وجہ سے پیش آئے ہیں۔

پٹاخے چھوڑے جاتے ہیں

جو پٹاخہ بازی سراسر اسراف ہے، فضول خرچی اور اسراف کرنے والے کو قرآن کریم میں شیطان کے بھائی کے ساتھ ملقب کیا ہے: بے شک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں۔ "**ان المبذرين كانوا اخوان الشيطين**"(۲) دیگر جگہوں میں اللہ تعالیٰ شانہ نے مبذر سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے: **ولاتسرفوا إنه لا يحب المسرفين**" (سورہ انعام: ۱۴۱)۔

مردوزن کا اختلاط

جب کھیل اسٹیڈیم میں بیٹھ دیکھا جائے گا تو مردوزن کا اختلاط لازم آئے گا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لمحہ بھر کے لیے بھی مردوزن کے اختلاط کو گوارا نہیں فرماتے تھے اور یہاں

---

(۱) (سورہ انفال ۴۶)

(۲) (سورہ بنی اسرائیل ۲۷)

اختلاط گھنٹوں کے حساب سے نہیں، بلکہ دنوں کے حساب سے ہوتا ہے، حدیث شریف میں موجود ہے کہ" ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے، دیکھا کہ مرد اور عورتیں ایک ہی ساتھ راستہ میں چل رہی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا: پیچھے ہٹ جاؤ! تم راستہ کے کناروں کو لازم پکڑلو"۔

انعام کا حقدار کون ہے؟

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احسان کا رویہ اختیار کرنے والوں کو انعام دینے کا فیصلہ کر رکھا ہے: "انَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ" احسان کی تعریف مختصر الفاظ میں یہ کی جا سکتی ہے کہ اچھے کام کو اچھے طریقہ پر انجام دیا جائے یعنی کام بھی بہتر ہو اور طریقۂ کار بھی، کام کا دائرہ بہت وسیع ہے، اس میں عبادت بھی ہے، سماجی خدمت بھی ہے، بہتر اخلاق بھی ہے، دوسرے انسانوں کے ساتھ حسن سلوک اور اعانت بھی ہے، علم و تحقیق کی ایسی کوشش بھی ہے، جس کا مقصد انسانیت کو نفع پہنچانا ہو اور اسی میں ایسی تعلیم و تربیت بھی داخل ہے، جس کا مقصد انسان کو اچھا انسان بنانا اور اچھے افراد پیدا کرنا ہو، اگر مذہب سے ہٹ کر صرف مذہب و مصلحت کے پہلو سے دیکھا جائے تو اس کا بھی حاصل یہی ہے کہ جو لوگ انسانی خدمت، مخلوق کی حاجت روائی کے حق دار ہیں؛ کیوں کہ وہ صرف اپنی ذات کی خدمت نہیں کرتے، پورے سماج کی خدمت کرتے ہیں، انہوں نے اپنی بہترین صلاحیتیں صرف اپنی مادی خواہشات کو پوری کرنے میں نہیں لگائی ہیں؛ بلکہ ان کو قوم و ملک کی خدمت اور انسانیت کو نفع پہنچانے میں لگائی ہیں۔

اس لحاظ سے ہمارے ملک میں بہترین ٹیچر کو ایوارڈ دینا چاہئے، اچھے ڈاکٹر کو انعام ملنا چاہئے، بیماروں، یتیموں، بیواؤں، معذوروں اور غریبوں کی خدمت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے، جن لوگوں نے سائنسی تحقیق میں کوئی کارنامہ انجام دیا ہو، لاعلاج امراض کی دواؤں کو وجود بخشا ہو، زراعتی پیداوار کو بڑھانے کے لئے نئی تکنیک کو وجود میں

لایا ہو، تعمیر کے لئے کم قیمت کا میٹریل یا تحریک چلائی ہو، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسانی حقوق کے تحفظ کی خدمت کی ہو، مظلوموں کو انصاف دلانے کے لئے مہم چلائی ہو اور ظالم کو کیفر کردار تک پہنچانے کی مؤثر کوششیں کی ہوں، ایسے لوگوں کو انعام واکرام سے نوازنا یقیناً حق بجانب ہوگا۔

لیکن اس وقت ہمارے ملک میں ایک عجیب ماحول کھلاڑیوں کو، ناچنے گانے والوں کو اور کرتب دکھانے والوں کو انعامات سے نوازنے کا بنتا ہے، جیسے سچن تنڈولکر کرکٹ کے اچھے کھلاڑی ہیں، کرکٹ کے عشاق ان کے کھیل کو بے حد پسند کرتے ہیں، لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ کھیل میں ان کی اس مہارت سے نہ کسی غریب ہندوستانی کا پیٹ بھر سکتا ہے نہ تن ڈھک سکتا ہے اور نہ آسمان کے نیچے کوئی چھت مل سکتی ہے، نہ کسی مفلس بیمار کا علاج ہوسکتا ہے اور نہ کسی بیوہ کے آنسو پونچھے جاسکتے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ پہلے مطالبہ کیا جانے لگا کہ ان کو ہندوستان کا اعلیٰ ترین اعزاز ''بھارت رتن'' دیا جائے، یعنی ایک کھیل کود کرنے والے شخص کو جواہر لال نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر امبیڈکر وغیرہ جیسے مجاہدین آزادی اور معماران قوم کی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، یہ نہ صرف سچائی کے خلاف ہے؛ بلکہ ملک کے بزرگ قائدین اور قوم کے عظیم رہنماؤں کی توہین وتذلیل بھی ہے۔

جب بھی کوئی ٹیم بیرون ملک سے جیت کر آتی ہے یا خود ہندوستان میں رہتے ہوئے کھیل کا کائی معرکہ سر کرتی ہے تو کچھ اِس طرح اُس کا استقبال کیا جاتا ہے کہ گویا وہ کوئی نسخۂ کیمیا ساتھ لایا ہو، پھر انعامات کی کچھ اس طرح بارش ہوتی ہے کہ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے علاوہ بڑی بڑی تجارتی کمپنیاں بھی کروڑوں کے انعامات سے نوازتی ہیں، گورنمنٹ ان انعامات کا بوجھ ٹیکس دینے والوں پر ڈالتی ہے اور کمپنیاں صارفین کی جیب پر، قوم کو کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا، کچھ سر پھرے نوجوان شاید اس کو اپنے لئے سرمایۂ افتخار سمجھتے ہوں، لیکن سماج کے سنجیدہ افراد اِسے ایک وقت تفریح سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔

آندھرا پردیش کی حکومت نے اعلان کیا تھا کہ سائنا نہوال کو پچاس لاکھ روپے کا انعام دیا جائے گا، افسوس کہ یہ اعلان وہ حکومت اس وقت کی ،جس کی ریاست میں سیکڑوں کسانوں نے قرض کے بوجھ سے دب کر خودکشی کرلی، اگر حکومت اس طرح کی انعامی رقمیں محنت کش غریب کسانوں پر خرچ کرتی تو نہ صرف ان بے چاروں کا بھلا ہوتا، بلکہ اس حوصلہ افزائی سے متاثر ہوکر جب وہ زراعت کی طرف بھرپور توجہ کرتے اور پیداوار بڑھتی تو سماج کے تمام لوگوں کو اس سے فائدہ ہوتا، انہیں سستا اناج ملتا، گرانی کم ہوتی اور تجارت کو ترقی حاصل ہوتی، لیکن مغرب نے پوری دنیا اور خاص مشرقی ملکوں کی یہ سوچ بنادی ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں میں اپنی صلاحیتوں اور سرمایوں کو خرچ کریں، اس کے پیچھے یہ سرمایہ دارانہ سوچ بھی کارفرما ہے کہ عوام کے زیادہ سے زیادہ افراد تک دولت نہیں پہنچے، بلکہ چند ہاتھوں میں سمٹ کر آجائے۔

ایسے انعام واکرام کا منفی پہلو یہ ہے کہ جب لوگوں کو کھیل کود پر، دوڑ بھاگ پر، فلموں میں ناچنے گانے پر، ڈرامہ بازیوں اور کرتبوں پر، نیز بے حیائی کے پھیلانے پر انعام دیئے جاتے ہیں تو نئی نسل کو تعلیم میں محنت کرنا، علم وتحقیق کی خارزار وادیوں میں آبلہ پائی کرنا سائنس کے میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنا بے سود نظر آنے لگتا ہے کہ ان میں سے ایک دو فی ہزار اس میدان میں آگے بڑھ جاتے ہوں، بقیہ سب نہ تعلیم کا میدان سر کر پاتے ہیں اور نہ کھیل کی دینا میں کوئی امتیاز حاصل کرپاتے ہیں؛ اس لئے اس سوچ کو بدلنے کی ضرورت ہے، کھیل کود کی ایسی حوصلہ افزائی نہ ہونی چاہئے کہ لوگ اصحاب علم، اہل دانش انسانیت کے خادمین اور ملک کے مخلص رہنما اور قائدین کے بجائے کھلاڑیوں کو اپنا آئیڈیل بنانے یا اخلاق کو برباد کرنے والے گوّیوں اور رقاصاؤں کو اپنے لئے نمونہ سمجھنے لگیں، مولانا اسماعیل میرٹھی نے کہا تھا:

جو کھیلوگے کودوگے ہوگے خراب

جولکھوگے پڑھوگے ہوگے نواب

شاید مولانا میرٹھی کی روح آج حالات کو دیکھ کر اپنے اس شعر پر شرمندہ ہو، اگر وہ آج کا ماحول دیکھتے اور کھلاڑیوں پر انعام واکرام کی بارش ملاحظہ کرتے تو یوں کہتے :
جو کھیلو گے کودو گے ہو گے نواب (متاع فکر و عمل: ۱۴۱، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب)

کیا یہ مسلمان کی شان ہے؟

مسلمان کرکٹ اتنی دل چسپی اور شوق سے کھیلتا ہے کہ اس میں جھگڑے اور فساد پر بھی آمادہ ہو جاتا ہے، ان کھیلوں میں مائک کے استعمال کے لئے چندہ کر کے رقم لاتے ہیں اور چندہ کر کے باہر کے مہمانوں کے لئے (چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم) کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے، ان کھیلوں میں شکست و فتح پر شرطیں لگائی جاتی ہیں اور جو گاؤں والے کامیاب ہوتے ہیں انکا نام لے کر پکارا جاتا ہے کہ فلاں گاؤں والے فتح یاب ہوئے زندہ باد اور فلاں گاؤں کی ٹیم ہار ہوئی مردہ باد، اس طرح خوشی کے جوش میں نعرے لگائے جاتے ہیں، کیا یہ حرکتیں ایک مسلمان کے لئے مناسب ہیں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر مسلمان کو اپنی عبادت و معرفت کے لئے پیدا کیا ہے، اور حدیث شریف میں ہر ایسے فعل سے منع کیا گیا ہے جو مقصد تخلیق کے خلاف ہو اور جو دشمنان اسلام کے عمل سے مشابہت رکھتا ہو اور جو عبادت سے غفلت میں ڈالنے والا ہو، اور جو اعمال اخروی ترقی کے باعث ہوں اور جو آخرت میں نجات دلانے والے ہوں اور دنیا میں سکون و راحت کے حامل ہوں ان اعمال کی ترغیب دی گئی ہے، دوسرے درجہ میں ان کاموں کے کرنے کی بھی اجازت ہے، جن سے آخرت کا کوئی نقصان نہ ہوتا ہو؛ لیکن دنیوی فائدہ حاصل ہوتا ہو، اگر جس کام سے آخرت یا دنیا کا کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ ضیاع وقت اور جان و مال کا نقصان ہو، تو ایسا کرنا کسی بھی عقلمند کے نزدیک پسندیدہ نہیں کہلائیگا۔(۱)

---

(۱) ہفتہ روزہ تکبیر شمارہ نمبر ۱۲، ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۹۶ء۔

کرکٹ سے کیا سبق ملتا ہے؟

کسی بھی ٹیم کی کامیابی کے پس پردہ کسی ایک فرد کا ہاتھ نہیں بلکہ پوری ٹیم یکدل اور یک جان ہوکر کھیلتی ہے، تو تب کہیں جا کر اسے اپنے جیسے حریف کو عبرت ناک شکست دینے میں کامیابی حاصل ہوتی ہے، جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ کرکٹ ٹیم جس طرح متحد ومنظم ہوکر اپنی فتح کے لئے کھیلتی ہے اور کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے، ہمیں بھی چاہئے کہ توانا وکمزور سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجائیں اور اپنے کسی بھی دشمن کو شکست دینے سمیت اپنے بہت سے سیاسی اور مذہبی تفریق اور آپس میں دوریاں پیدا کرنے والے اختلافات کے دیرپا حل کے لئے بھی باہم متحد ہوکر بیٹھ جائیں اور اپنے ہر قسم کے مسئلے کا دائمی حل نکالیں، تو یقینی طور پر ملک کے مسائل حل ہوں گے اور ملک اپنے حریف اور قوم اپنے حریف کو شکست کا مزہ چکا سکتی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ دونوں مما لک کے عیار ومکار حکمران وسیاستدان اور بعض ظاہر باطن اداروں کے سربراہاں اپنے اپنے ذاتی وسیاسی معاملات کو ایک طرف رکھیں اور اپنے عوام کے بنیادی حقوق دیں اور دیدہ ودانستہ مسائل کے حل سے پہلوتہی کرنے سے گریز کریں، تو پاک وبھارت کے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

کرکٹ کے دینی ودنیوی نقصانات کا خلاصہ

کرکٹ کا جنون اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ نوجوانوں کی اکثریت اپنی زندگی کے قیمتی اوقات اور اصل سرمایہ اسی میں ضائع کرتی جارہی ہے، انہیں سود وزیاں کا کوئی احساس نہیں ،نفع ونقصان کا کوئی شعور نہیں، روشن مستقبل کے لیے کوئی تیاری نہیں، کچھ افراد ریڈیو پر کمنٹری سننے میں مصروف ہیں، کچھ اپنے موبائل پر کرکٹ اسکور کا ایس ایم ایس جاری کرنے میں لگے ہوئے ہیں، اور بعض توٹی وی پر لائیو کرکٹ میچ دیکھنے کو بڑا کارنامہ سمجھ رہے ہیں؛ حالاں کہ

یہ بے شمار منکرات ومفاسد اور برائیوں پر مشتمل ہے، مثلاً: (۱) نیم عُریاں عورتوں کا اسکرین پر دکھائی دینا۔ (۲) اُس میں مشغولیت کی وجہ سے نماز باجماعت کا فوت یا قضا ہوجانا۔ (۳) مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں طلبا واسٹوڈینٹس کی تعلیم کا متأثر ہونا۔ (۴)

یہ سب ناجائز اُمور ہیں اور ہر ایسا کھیل کھیلنا ودیکھنا، جو انسان کو اُس پر واجب حقوق (خواہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد) سے غافل کردے، یا منکرات ومنہیاتِ شرعیہ پر مشتمل ہو، یا اس کے نقصانات اس کے فوائد سے زیادہ ہوں، ناجائز ومکروہِ تحریمی ہے، شریعتِ اسلامیہ اپنے ماننے والوں کو اس طرح کا کھیل کھیلنے ودیکھنے سے منع کرتی ہے۔ لہٰذا کرکٹ کھیلنا، کھلانا، میدان یا ٹی وی پر دیکھنا دکھانا، اسی طرح ریڈیو پر اس کی کمنٹری سننا سنانا، موبائل پر کرکٹ اسکور کا ایس ایم ایس منگوانا، اور اس پر بحث ومباحثہ کرنا، یہ سب معصیت اور گناہ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرنا، اور زندگی کے قیمتی اوقات کو ضائع کرنا ہے، اور یہ دونوں چیزیں شرعاً حرام ہیں۔ (۱)

کرکٹ کے گناہوں کا خلاصہ:۔

۱- ملازمین کے فرائض وواجبات میں کوتاہی وخلل کا واقع ہونا، کھیل کے دنوں میں سرکاری ونیم سرکاری، شخصی ونجی اداروں کا معطل ہوکر رہ جانا۔

۲ مساجد جو عبادت کی جگہیں ہیں، ان میں اسی عنوان پر گفت وشنید، تذکرہ وتبصرہ کا ہونا۔

۳۔ عبث کام کی وجہ سے قیمتی وقت کا ضائع کرنا۔

۴۔ عبث کام میں لگنا۔

۵۔ بہت سی دینی ودنیوی ضروریات میں خلل واقع ہوجانا چھوڑنے میں معاون ہوتا ہے۔

---

(۱) (فتاوی اشاعت العلوم اکل کوا: رقم الفتوی ۴۰۰، رج ا:، المسائل المہمۃ فیما ابتلت بہ العامۃ ۲: /۲۲۹-۲۳۱)

۶۔ٹی،وی سے محبت،لگاؤ اورانسیت پیدا ہوتی ہے۔

۷۔کھیل ختم ہونے پر ہار جانے والی ٹیم کے چاہنے والوں کا جھلا جانا اور جیتنے والی ٹیم کے چاہنے والوں کا خوشی میں جھومنا،لڑائی مول لینے کا سبب ہے۔

۸۔ہا جیت کے بعد آتش بازی کا گناہ۔

اسٹیڈیم میں بیٹھ کر نظارہ کرنا بھی بہت سی قباحتیں اپنے ساتھ لیے ہوتا ہے:

(۱) نامحرم عورتوں کا نظارہ کرنا۔

(۲) مرد وزن کا اختلاط۔

(۳) نماز باجماعت یا بالکل نماز ترک کر دینا۔

(۴) فریقین کے محبین کا لڑنا جھگڑنا۔عقلاً بھی یہ معیوب ہے کہ چند آدمی کھیلتے رہیں اور بہت سے لوگ ٹکٹکی باندھے انھیں دیکھتے رہیں،کھلاڑیوں کا مقصد اپنے ملک کا نام روشن کرنا، شہرت حاصل کرنا،پیسہ کمانا،واہ واہی لوٹنا اور اچھی کارکردگی پر انعام حاصل کرنا وغیرہ۔

(۵) جہاں کرکٹ دیکھا جا رہا ہو،وہ جگہ رحمت کے فرشتوں سے محروم ہو جاتی ہے؛ کیونکہ ملائکہ تصویر والی جگہ میں داخل نہیں ہوتے۔

(۶) تصویر دیکھنے کی وجہ سے آنکھیں مصروفِ گناہ رہتی ہیں۔

(۷) گانے اور میوزک سننے کی بناء پر کان گناہ میں رہتے ہیں۔

(۸) اس میں تبذیرِ مال بھی ہے کہ محض تکمیل خواہش کی خاطر گناہ کے راستے میں مال خرچ کیا جاتا ہے،جو ٹی وی خریدنے اور بجلی صرف ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔

(۹) اخلاق کی تباہی بے پردگی کا عام ہونا تو اسکا وہ تلخ ثمرہ ہے،جو اظہر من الشمس ہے

(۱۰) دورانِ کھیل کے بعض پروگراموں سے شہوت میں اتنا ہیجان پیدا ہوتا ہے کہ آدمی محارم کے متعلق بھی غلط تصورات کا نشانہ بنتا ہے اور بالآخر اس قبیح عمل میں پڑ جاتا ہے،جس کے قصے آج کل بکثرت سننے میں آتے ہیں۔

(۱۱) گھر کے سربراہ کو مرنے کے بعد بھی ٹی وی کا گناہ ملتا رہتا ہے ۔(۱)

کرکٹ اور حکومت کی ذمہ داری

(۱) بین الاقوامی قائدین اور ملک کے اربابِ حل وعقد اور لیڈر حضرات تمام غیر مفید، لایعنی اور مُضر کھیلوں کو رواج وترقی دینے کے بجائے ان پر رکاوٹ اور پابندی عائد کریں، ایسے کھیلوں سے وابستہ افراد کی حوصلہ افزائی نہ ہو؛ بلکہ ملک وملت کے تابناک اور روشن مستقبل کو تاریک کرنے کی پاداش میں جواب دہ بنایا جائے اور کھیلوں سے متعلق تمام اکیڈمیوں اور تنظیموں کا مالی تعاون بند کر کے انکا رجسٹریشن رد کیا جائے تاکہ قوم کا سرمایہ اور ملک کا مستقبل (نوجوان طبقہ) تباہ وبرباد ہونے سے محفوظ ہو جائے۔

(۲) ملکی حکومتیں اور ریاستی سرکاریں اپنے زیرِ انتظام اور زیرِ نگرانی ایسے کھیل اور کود کو بڑھاوا دینے کی سعی کریں جو جسمانی صحت اور دماغی صحت میں معاون ثابت ہوں مثلاً تربیت دینا، گھوڑسواری کرنا، دورِ حاضر میں پائی جانے والی گاڑیاں چلانا سیکھنا، کشتیاں کرانا، کبڈی کھیلنا اور بھاگنا دوڑنا وغیرہ یہ تمام اور ان جیسے کھیلوں سے جسم میں طاقت وقوت پیدا ہوتی ہے اور ذہن ودماغ میں وسعت اور کشادگی آتی ہے، اسی لیے حدیث شریف اور قرآن کریم سے بھی اس طریقہ کے کھیلوں کی اجازت ہی معلوم نہیں ہوتی؛ بلکہ خاص خاص موقعوں پر یہ امور باعثِ اجر وثواب ہو جاتے ہیں؛ البتہ ان کھیلوں پر بھی بے دریغ اور بے تحاشہ دولت لٹانے کی اجازت نہیں، کفایت شعاری کے ساتھ پیسہ صرف کیا جائے، کھلاڑیوں کے اعزازات وانعامات بھی محدود ہوں جس سے صرف حوصلہ افزائی ہو، ایسا نہ ہو کہ پیسے کی ریل پیل کو دیکھ کر نادان لوگ ان کھیلوں کو بھی مقصدِ حیات بنالیں۔

---

(۱) ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، ہفتہ روزہ تکبیر شمارہ نمبر ۱۲، ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۹۶)

کرکٹ اور والدین کی ذمہ داری

ا۔ والدین اپنے نونہالوں کی مکمل نگہداشت رکھیں بالخصوص مسلمان والدین؛ کیوں کہ اس عمر میں اگر بچوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہ انجام سے بے خبر اور نتیجہ کی پرواہ کیے بغیر اپنی منزل طے کرلیتے ہیں، اس لیے والدین کو چاہیے کہ ایسا وقت آنے سے پہلے ہی ان کی نگرانی کریں اور بُرے معاشرے اور غلط سوسائٹی کی بھینٹ چڑھنے سے قبل ہی اپنے جگر گوشوں کی بود و باش، نشست و برخاست اور خلوت وجلوت پر نظر رکھیں، آپ کا نورِنظر کہاں جاتا ہے؟ کیا کرتا ہے؟ کس کے ساتھ رہتا ہے؟ اور کس کے پاس آمد ورفت رکھتا ہے؟ ان تمام امور پر نظر رکھنے کا اہتمام ضرور کریں؛ کیوں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادب سکھلانے کی فضیلت بیان فرمائی ہے، ارشاد نبوی ہے: کوئی باپ اپنی اولاد کو اچھے ادب سے افضل اور بہتر تحفہ نہیں دے سکتا۔ **"ما نحل والد ولدًا أفضلَ من أدبٍ حسنٍ"** (۱)

۲۔ بچوں کے شعور کی حد کو پہنچنے سے قبل ہی اُن کی دماغی اور ذہنی تربیت شروع ہو جانی چاہیے، جس طرح ان کی خورد ونوش کی اشیاء اور چیزوں میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ایسی چیزیں ہی کھلائی، پلائی جائیں جو دماغی بالیدگی اور ذہنی افتادگی میں معاون ثابت ہوں اور ایسی اشیاء سے اجتناب برتا جاتا ہے جو ذہن و دماغ اور صحت جسمانی کے لیے مُضر اور نقصان دہ ہوں، اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ ان کو کھیل وغیرہ میں ایسے کھیلوں کا عادی بنایا جائے جو جسم انسانی کے کسی بھی حصے اور جزء کو نقصان دینے کے بجائے ذہنی وسعت اور دماغی ترقی کے لیے مفید ہوں۔

۳۔ بچوں کے کھیل، کود، سیر وتفریح، رہنے سہنے میں والدین اس بات پر ضرور توجہ رکھیں کہ دس سال عمر ہونے کے بعد بچوں اور بچیوں کو مخلوط نہ رہنے دیں، کھیل ہو تو بھی لڑکے اور لڑکیاں علیحدہ کھیل کھیلیں اور بچیاں بالکل الگ اپنا کھیل اختیار کریں، سیر وتفریح میں

---

(۱) (سنن ترمذی شریف رقم الحدیث ۱۹۵۲)

دونوں جنس ساتھ نہ ہوں حتی کہ حصولِ تعلیم وتربیت کے لیے بھی درسگاہ اور کلاس میں اختلاط نہ ہو۔

۴ والدین اگر یہ خواہش اور تمنا رکھتے ہوں کہ ہماری اولاد کسی لائق بنیں اور ہر میدان میں بازی ماریں، دین ودنیا دونوں اعتبار سے فائق ہوں اور اُن کا مستقبل روشن وتابناک ہوتو والدین کے لیے ضروری ہے کہ اپنے گھر کا ماحول مہذب وشائستہ بنائیں اور ماحول ومعاشرے کی تہذیب وشائستگی کے لیے چند چیزوں سے گھر کو صاف کرنا اوران کی آلائشوں اورگندگیوں سے گھر کو دھونا ہوگا، جب تک گھر کے کسی بھی گوشے اور کنارے میں یہ وبائیں موجود ہوں گی، اُس گھر میں سُدھار ناممکن ہے، اسی طرح موبائل، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے دائرے محدود کرنے ہوں گے۔ ان تینوں کے استعمال میں والدین خود بھی محتاط رہیں، یعنی بے جا اور بے ضرورت بالکل استعمال نہ کریں، اسی طرح اپنے نونہالوں کو ان سے حتی الوسع دور رکھیں، بقدرِ ضرورت سکھانے میں اور استفادہ کی حد تک استعمال کرنے میں مضائقہ نہیں؛ لیکن فوائد اور ثمرات کے اعتبار سے اس میں بے شمار نقصانات اور پوشیدہ ہیں، اُن سے بچانا ضروری ہے۔(۱)

کرکٹ کھیلنے والوں سے متعلق مسائل

کرکٹ کھیلنا کب جائز ہے؟

مروجہ کرکٹ کو علماء کرکٹ کھیلنا جائز قرار دیتے ہیں وہ چند شرائط کے سے مشروط ہے، چنانچہ:

ا۔ کبھی کبھار ہو عادتا نہ ہو، یعنی کبھی کبھی کھیلے جیسے ہفتے میں ایک دو مرتبہ وہ بھی آدھا پونہ

(۱)(شعب الایمان للبیہقی، بحوالہ: ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ 6، جلد 96: رجب 1433 ہجری مطابق جون 2012ء)

گھنٹہ اس کی عادت نہ بنالے ورنہ بہت سے حرام کاموں میں پڑ جائے گا،کھیل میں اتنا غلو نہ کیا جائے کہ جس سے شرعی فرائض میں کوتاہی یا غفلت پیدا ہو۔

۲۔نماز قضا نہ ہو اور نہ ہی جماعت چھوٹے۔

۳۔شرط لگا کر کرکٹ نہ کھیلے، جوا، سٹہ وغیرہ سے محفوظ ہو۔

۴۔کھیل کے دوران لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ، یا فحش کلامی نہ ہو۔

۵۔نائٹ پینٹ یا ایسا لباس پہن کر نہ کھیلے جس سے ستر عورت یعنی ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں سمیت جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔

۶۔گلیوں اور سڑکوں پر نہ کھیلے کہ مسلمانوں کو مسلمانوں کی املاک کو نقصان پہنچے۔

۷۔کھیل میں غیر شرعی امور کا ارتکاب نہ کیا جاتا ہو۔

دلچسپی رکھنے والوں سے شاید ان شرائط کا لحاظ ہو پاتا ہو، اگر بالفرض ان تمام شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے کرکٹ کھیلا بھی جائے تو حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر کرکٹ میں مشغول ہو کر شرعی فرائض اور واجبات میں کوتاہی اور غفلت برتی جاتی ہو، یا اس میں غیر شرعی امور کا ارتکاب کیا جاتا ہو، مثلاً مردوں اور عورتوں کا اختلاط، موسیقی اور جوا وغیرہ یا تصویر سازی ہو یا اسے محض لہو لعب کے لیے کھیلا جاتا ہو تو یہ جائز نہیں ہے۔

البتہ اگر اس میں مذکورہ خرابیاں نہ پائی جائیں، بلکہ اسے بدن کی ورزش، صحت اور تن درستی باقی رکھنے کے لیے یا کم از کم طبعیت کی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے کھیلا جائے، اور اس میں غلو نہ کیا جائے، اسی کو مشغلہ نہ بنایا جائے، اور ضروری کاموں میں اس سے حرج نہ پڑے تو پھر جسمانی ورزش کی حد تک کرکٹ کھیلنے کی گنجائش ہو گی۔ فالضابط في ہذا... **أن اللهو المجرد الذي لا طائل تحته، وليس له غرض صحيح مفيد في المعاش ولا المعاد حرام أو مكروه تحريماً، ... وما كان فيه غرض ومصلحة دينية أو دنيوية فإن ورد النهي عنه من الكتاب أو السنة... كان حراماً أو مكروهاً تحريماً، ... وأما مالم يرد فيه النهي عن الشارع وفيه فائدة ومصلحة للناس فهو بالنظر الفقهي على نوعين :**

الأول :ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفاسده أغلب على منافعه، وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر الله وحده وعن الصلاة والمساجد، التحق ذلك بالمنهي عنه، لاشتراك العلة، فكان حراماً أو مكروهاً. والثاني : ماليس كذلك، فهو أيضاً إن اشتغل به بنية التهلي والتلاعب فهو مكروه، وإن اشتغل به لتحصيل تلك المنفعة وبنية استجلاب المصلحة فهو مباح، بل قدير تقي إلى درجة الاستحباب أو أعظم منه ... وعلى هذا الأصل فالألعاب التي يقصد بها رياضة الأبدان أو الأذهان جائزة في نفسها مالم يشتمل على معصية أخرى، ومالم يؤد الانهماك فيها إلى الإخلال بواجب الإنسان في دينه ودنياه".

(تکملہ فتح الملہم قبیل کتاب الرؤیا، (۴/ ۴۳۵) ط : دارالعلوم کراچی)

کرکٹ کھیلنا کراہت سے خالی نہیں ہے

سوال : ہم لوگ اکثر اوقات تفریحاً اور صرف ورزش کے خیال سے بغرضِ صحتِ جسمانی کرکٹ فٹبال وغیرہ میں مشغول ہو جاتے ہیں اور وقت نماز پر برابر حاضر ہو کر نماز میں شریک ہوتے ہیں، چونکہ ہم کو یہاں کچھ کام مطلق نہیں ہے، محنت و کام کر کے سفروں سے آتے ہیں، سال دو سال گھر پر قیام کر کے واپس سفر پر جانا ہوتا ہے، اگر اس شغل میں نہ رہیں تو سوٹائے واہیات خرافات جھوٹ غیبت کے بیٹھے اور کیا کر سکتے ہیں؟ ہمارا مقصد صرف ورزش اور تفریح ہے اور پابندی سے نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔

جواب : جسمانی ورزش جس میں کوئی بات خلاف شریعت نہ ہو، جائز ہے، ورزش کے بہت سے طریقے ہیں، جن میں سے بعض طریقے ایسے ہیں کہ وہ کسی خاص قوم کفار کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً: کرکٹ، فٹ بال ہاکی وغیرہ کہ ان میں یوروپین کفار کی مشابہت کی وجہ سے کراہت ہے، تاہم اگر ان چیزوں میں مشغولی کی وجہ سے نماز یا اور کسی امر شرعی میں نقصان نہ آئے، تو صرف تشبہ کی وجہ سے کراہت ہوگی، حرمت کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے اور یہ

بات کہ ان چیزوں کو ہاتھ لگانا مثل خنزیر کے گوشت کو ہاتھ لگانے کے ہے، افراط و اعتداء فی الحکم ہے، جس سے احتراز واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہٗ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (۱)

کرکٹ بطور ورزش کھیلنا

بطور ورزش کے کرکٹ کھیلنا درست ہے، البتہ کرکٹ کے کھیل کو مقصود بنالینا اور اس میں مشغول ہوکر فرائض کا لحاظ نہ رکھا جائے یا رقم لگا کر کرکٹ کھیلا جائے یہ صورتیں درست نہیں، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''کھیل کے جواز کے لیے تین شرطیں ہیں :ایک یہ کہ: کھیل سے مقصود محض ورزش یا تفریح ہو، خود اس کو مستقل مقصد نہ بنالیا جائے، دوم یہ کہ: کھیل بذاتِ خود جائز بھی ہو، اس کھیل میں کوئی ناجائز بات نہ پائی جائے، سوم یہ کہ: اس سے شرعی فرائض میں کوتاہی یا غفلت پیدا نہ ہو، اس معیار کو سامنے رکھا جائے تو اکثر و بیشتر کھیل ناجائز اور غلط نظر آئیں گے، ہمارے کھیل کے شوقین نوجوانوں کے لیے کھیل ایک ایسا محبوب مشغلہ بن گیا ہے کہ اس کے مقابلے میں نہ انہیں دِینی فرائض کا خیال ہے، نہ تعلیم کی طرف دھیان ہے، نہ گھر کے کام کاج اور ضروری کاموں کا احساس ہے، اور تعجب یہ کہ گلیوں اور سڑکوں کو کھیل کا میدان بنالیا گیا ہے، اس کا بھی احساس نہیں کہ اس سے چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اور کھیل کا ایسا ذوق پیدا کر دیا گیا ہے کہ ہمارے نوجوان گویا صرف کھیلنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں، اس کے سوا زندگی کا گویا کوئی مقصد ہی نہیں، ایسے کھیل کو کون جائز کہہ سکتا ہے؟''۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۸/۷۰۴، طبع جدید)

دارالافتاء بنوریہ کا فتاوی ہے کہ'' کرکٹ، فٹ بال، ہاکی، ٹیبل ٹینس وغیرہ اگر بدن کی ورزش، صحت اور تن دُرستی باقی رکھنے کے لیے یا کم از کم طبیعت کی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے کھیلا جائے، اور اس میں غلو نہ کیا جائے، اس کو اپنا مشغلہ و ذریعہ معاش نہ بنایا جائے،

---

۱) کفایۃ المفتی ؟؟؟؟)

عبادات اور ضروری کاموں میں اس سے حرج وخلل نہ آئے اور اس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف نہ ہو تو جسمانی ورزش کی حد تک کرکٹ و دیگر کھیل کھیلنے کی گنجائش ہے، نیز اس بات کا اہتمام بھی کیا جائے کہ لباس بہت چست یا ستر سے کم نہ ہو، البتہ اگر کرکٹ و دیگر کھیلوں میں مذکورہ خرابیاں پائی جائیں یعنی اس میں مشغول ہو کر شرعی فرائض اور واجبات میں کوتاہی اور غفلت برتی جاتی ہو، یا اس میں غیر شرعی امور کا ارتکاب کیا جاتا ہو، مثلاً جوا وغیرہ ہو یا اس سے لوگوں کو تکلیف پہنچائی جائے یا اسے محض لہولعب کے لیے کھیلا جائے، یا ستر کھلی رکھی جائے (جیسے فٹ بال، ہاکی، بیٹ منٹن و دیگر میں ہوتا ہے) تو یہ جائز نہیں ہے"۔(۱)

کرکٹ کو پیشہ بنانا

کرکٹ ٹیم میں کھیلنے والے کھلاڑی اگر کسی کمپنی کے ملازم ہیں (مثلاً پی آئی اے وغیرہ) اور کھیل کے زمانہ میں یہ ملازم اپنے ادارے کی طرف سے کھیلنے جاتے ہیں اور کمپنی انہیں ملازم ہونے کی حیثیت سے اجرت دیتی ہے تو ان کے لیے اجرت وصول کرنا جائز ہے۔

اور اگر یہ کھلاڑی کسی کمپنی کے ملازم نہیں ہیں، بلکہ کھیل ہی کو ذریعہ معاش بنایا ہوا ہے، اور کھیل ہی کی اجرت لیتے ہیں تو ایسی صورت میں ان کی تنخواہیں جائز نہیں ہیں۔ **وفي الولوالجي :رجل استأجر رجلا ليضرب له الطبل إن كان للهو لايجوز، وإن كان للغزو أو القافلة أو العرس يجوز؛ لأنه مباح فيها". فقط واللہ اعلم"**(۲)

نائٹ کرکٹ ٹورنامنٹ کے انعام کا حکم

بعض لوگ ہفتے کی رات نائٹ میچ کھیلتے ہیں، اس میں ہر ٹیم رقم دیتی ہے، جس کو

---

(۱) فتوی نمبر 144107200818 :دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن۔

(۲) فتوی نمبر 144007200125 :دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

انٹری فیس کہتے ہیں، یہ رقم ایک کمیٹی جمع کرتی ہے، جو خود بھی میچ کھیلتی ہے پھر کمیٹی فائنل میچ جیتنے والی ٹیم کو اس انٹری فیس میں سے اپنے خرچے نکال کر رقم دیتی ہے، جس کو انعام کہتے ہیں، پھر اس رقم کو جیتنے والی ٹیم اپنے کھلاڑیوں کو جس نے جتنے لگائیں ہوتے ہیں اس کے اعتبار سے دیتی ہے۔

اگر ان شرائط کی رعایت رکھتے ہوئے میچ وغیرہ کھیلا جائے تو اس کی اجازت ہے، باقی اگر نائٹ ٹورنامنٹ میں شروع ہی سے یہ شرط ہو کہ ہر ٹیم رقم جمع کرائی گی اور پھر اس رقم سے اخراجات نکالنے کے بعد جو رقم بچے گی وہ جیتنے والی ٹیم کو ملے گی، تو یہ ناجائز ہے، یہ صورت جوا میں داخل ہے، البتہ اگر شروع میں یہ طے نہ ہو، بلکہ تمام ٹیمیں اخراجات کی مد میں یہ رقم جمع کرائیں اور اس رقم سے ٹورنامنٹ کے اخراجات پورے کیے جائیں، پھر جو رقم بچ جائے وہ سب ٹیموں کی رضامندی سے کسی ایک ٹیم (خواہ وہ جیتنے والی ٹیم ہو) کو دے دیں تو اس کی گنجائش ہوگی۔(۱)

کرکٹ کے ٹورنامنٹ کے انعقاد کا شرعی حکم

کرکٹ میچ عام طور پر تین طرح کے ہوتے ہیں جس میں سے دو صورتیں ناجائز اور حرام ہیں، پہلی صورت اس طرح ہے کہ مثلاً ٹیم کا کپتان زید پوری ٹیم سے یا چند کھلاڑیوں سے کچھ چندہ، پیسے جمع کرتا ہے، جس کا مجموعہ پانچ سو روپے بنتے ہیں، اب زید نے دوسری ٹیم کیساتھ میچ مقابلہ رکھا اور یہ مقابلہ جو بھی ٹیم جیتے گی وہ انعام کے پانچ سو روپے کے مستحق ہوگی، اب فرض کریں زید نے یہ مقابلہ جیتا ہے اور جیتنے کے بعد وہ پانچ سو روپے جو اس نے اپنے ساتھیوں سے جمع کئے تھے وہ ان ساتھیوں کو واپس کرتا ہے اور باقی جو پانچ سو روپے انعام میں ملے ہیں وہ ٹیم کے ساتھیوں پر تقسیم کر دیتا ہے۔

دوسری صورت مقابلہ کی یہ ہے جس کو کرکٹ کی اصطلاح میں ”ٹورنامنٹ“ کہا جاتا ہے،

---

(۱) فتویٰ نمبر 143908200748 : دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن۔

مثلاً یہ ٹورنامنٹ عمر چلا رہا ہے، اور اس ٹورنامنٹ میں کُل چھ ٹیمیں حصہ لیں گی، اور فی ٹیم پانچ سو روپے فیس جمع کی جائے گی، پھر کچھ مرحلوں سے گزرنے کے بعد دو ٹیمیں فائنل میں پہنچ جاتی ہیں، پھر اس میں جو ٹیم جیتے گی اس کو بارہ سو روپے اور ہارنے والی ٹیم کو آٹھ سو روپے انعام کے طور پر دیئے جاتے ہیں، اور باقی جو رقم بچ جاتی ہے عمر اس کو کچھ ٹورنامنٹ کے دوران اخراجات پر خرچ کرلیتا ہے اور باقی رقم اپنی جیب میں رکھ لیتا ہے۔

مذکورہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں، اس لئے کہ دونوں صورتوں میں جوا اور قمار پایا جاتا ہے، قمار ہر اس معاملے کو کہتے ہیں جس میں کچھ زائد ملنے کی امید کے ساتھ ساتھ اپنا مال جانے کا خطرہ بھی ہو، مذکورہ دونوں صورتوں میں بھی ہر ٹیم کو جیتنے کی صورت میں اپنی جمع کردہ رقم سے زائد ملتا ہے، اور ہار جانے کی صورت میں اپنی جمع کردہ رقم سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے، اسی کو جوا اور قمار کہتے ہیں، جو کہ بہ نص قطعی ناجائز اور حرام ہے۔

جہاں تک اس کے جائز متبادل کی بات ہے تو پہلے مسئلے میں جہاں دو ٹیمیں آپس میں مدمقابل ہوتی ہیں جواز کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ:

یا تو شرط کسی ایک جانب سے لگائی جائے یعنی ایک ٹیم، دوسری ٹیم سے کہے : اگر تم جیت گئے تو ہم، تم کو اتنے روپے دیں گے اور اگر ہم جیت گئے تو ہم کچھ نہ لیں گے۔

اور یا پھر کوئی ثالث (تیسرا فریق) جیتنے والی ٹیم کو بطور انعام اپنی طرف سے تبرع اور احسان کے طور پر دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور ٹورنامنٹ کی صورت میں چوں کہ کئی ٹیمیں آپس میں مدمقابل ہوتی ہیں، لہٰذا اس میں جواز کی صرف ایک ہی صورت ہوسکتی ہے اور وہ یہ کہ کوئی تیسرا فریق اپنی طرف سے جیتنے والی ٹیم کو بطور انعام کچھ رقم دے دے۔

واضح رہے کہ آج کل جس طرح سے یہود ونصاریٰ نے مسلمانوں کے ذہنوں پر باطل کی محنت کرکے انہیں کھیل کود، لہو ولعب اور سیر وتفریح جیسے ضیاع وقت کے اسباب میں مشغول کرکے اپنے مقصدِ اصلی سے ہٹا دیا ہے، اور اس مختصر سی زندگی کے قیمتی لمحات وہ جس طرح سے لایعنی میں ضائع کرتے ہیں کہ انہیں اس کا احساس تک نہیں ہوتا، اسلام قطعاً ایسی

چیزوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔

بلکہ ہمارا فرضِ اولین یہ ہے کہ ہم زندگی کے ہر ہر موڑ پر شریعت کے حکم کو معلوم کر کے اپنی تمام تر اغراض، خواہشات اور مفادات کو پس پشت ڈال کر، حکم خداوندی کی تعمیل کریں، یقیناً اسی میں ہماری ابدی کامیابی اور دنیا و آخرت کی سرخروئی ہے، نہ یہ کہ ہم ہر مسئلے میں دین اور شریعت کو اپنی خواہشات کے تابع سمجھیں اور اگر خواہشات پوری نہ ہوں تو اس حکمِ شرعی کو غیر فطری سمجھتے ہوئے یا "تکلیف مالا یطاق" گردانتے ہوئے پس پشت ڈال دیں۔

لہٰذا کرکٹ یا کوئی بھی کھیل اگر اس کو کھیل ہی کی حد تک محدود رکھا جائے اور اس میں کسی حرام کا ارتکاب نہ ہو رہا ہو تو اسے کھیلنے میں حرج نہیں، اور اگر خدانخواستہ ایسا نہ ہو تو اسے ترک کر دینا لازم ہے۔

تاہم اس کا ٹورنامنٹ منعقد کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے، اس لئے کہ کرکٹ ایک طویل الوقت کھیل ہے، جو نہ صرف کھیلنے والوں، بلکہ دیکھنے والوں اور اس کی خبر رکھنے والوں کو بھی ایک طرح کے نشہ غفلت میں مبتلا کر دیتا ہے، چنانچہ اسی وجہ سے فقہاء نے شطرنج کو قمار نہ ہونے کی صورت میں بھی مکروہ قرار دیا ہے۔ **ما في "الألعاب الرياضية": يقول "د "يوسف القرضاوي حفظه الله : والحق أن السفه في إنفاق الأوقات أشد خطراً من السفه في إنفاق الأموال ـــــ لأن المال إذا ضاع قد يعود، والوقت إذا ضاع لا عوض له۔ (ص/ ۳۲۰، مكتبة دار النفائس أردن، أحكام القرآن للتهانوي: ۱۰۲/۳) (فتاوى اشاعت العلوم اكل كوا :رقم الفتوى: ۴۰، رح: ۱، المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة: ۲۲۹/۲-۲۳۱)**

رمضان کی راتوں میں کرکٹ

رمضان میں پہلے پہل لوگ گلیوں میں کھیل کر شوق پورا کرتے تھے مگر بات اب اس سے کہیں آگے نکل چکی ہے، رَمَضانُ المبارک کی پاکیزہ راتوں میں کئی نوجوان محلہ میں

کرکٹ ،فُٹ بال، کیرم بورڈ وغیرہ کھیلتے ،خوب شور مچاتے ہیں اور اِس طرح خود توعِبادت سے محروم رَہتے ہی ہیں، دوسروں کیلئے بھی بے حد پریشانی کا باعث بنتے ہیں، ان میچوں کو دیکھنے کے لیے جہاں تماشائیوں کی بڑی تعداد ہر رات دیوانہ وار گراونڈز کا رخ کررہی ہے چوری سینہ زوری کی واضح مثال ہے کہ جرم کرکے کہتے ہیں کہ’’ رمضان کی راتوں میں لوگوں کے جم غفیر کے سامنے کرکٹ کھیلنے کا الگ ہی مزا ہے ، پیسہ بھی ملتا ہے اور داد بھی، عوام کے لیے اس سے اچھی تفریح اور کیا ہوسکتی ہے‘‘ رمضان المبارک عبادت، برکات، اور سعادتوں کا مہینہ ہے، سال میں ایک مرتبہ ہی آتا ہے، ان بابرکت ساعتوں میں کھیل میں وقت ضائع کردینا ایک مسلمان کی شان نہیں ہے، ایسی نازیبا حرکات سے ہمیشہ بچنا چاہیے ب بالخصوص رمضان المبارک کے بابرکت لمحات تو ہرگز ہرگز اِس طرح برباد نہیں کرنے چاہئیں۔

عوامی راستوں میں کرکٹ کھیلنا

عام محلے میں ہو، جہاں اردگرد گھروں سمیت لوگوں اور گاڑیوں کا گزر بھی ہو، اور کبھی گاڑی پر گیند لگ جائے، ہماری گیند کسی کے گھر چلی جائے، پھر ہم دروازہ کھٹکھٹائیں اور گیند طلب کریں، قطع نظر اس کے کہ سامنے والا گھر میں آرام کررہا ہے یا فارغ بیٹھا ہے، باعثِ تکلیف تو ہوتا ہوگا، سڑک پر عام لوگوں کا گزر ہوتا ہو، چاہے ضعیف العمر ہوں یا جوان لوگ، اور کبھی خواتین بھی، ان کو ہماری گیند لگ جائے، ایسا بھی ہوتا ہے کہ گیند سے گھروں کی کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ جائیں، دورانِ کھیل جھگڑا ہوجائے، شور شرابا ہو، گالم گلوچ ہو اور ایک طوفانِ بدتمیزی برپا ہوجائے جس سے اہلِ محلہ کو تکلیف بھی ہوتی ہو یعنی اس میں مشغول ہوکر غیر شرعی امور کا ارتکاب کیا جاتا ہو، یا اس سے لوگوں کو تکلیف پہنچائی جائے، ایسی عوامی جگہوں پر یا گالم گلوچ وغیرہ کے ساتھ کرکٹ کھیلنا درست نہیں ہے، بدن کی ورزش کے لیے کسی گراونڈ میں جہاں لوگوں کو تکلیف اور ایذا نہ ہو وہاں شرعی امور کا خیال رکھتے ہوئے کھیلا جائے تو یہ منع نہیں ہے، اگر قریب میں گراونڈ یا کشادہ جگہ نہ ہو، اور گلیوں میں کھیلتے ہوئے راہ گیروں کا خیال رکھا

جائے، ان کے گزرتے وقت وقفہ کیا جائے، ارد گرد ایسی املاک نہ ہوں (مثلاً: کھڑکیوں کے شیشے وغیرہ) جنہیں نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو، اور گھروں میں گیند نہ جاتی ہو یا چلی جانے کی صورت میں اہلِ خانہ کو حرج نہ ہو اور انہیں تنگ نہ کیا جائے، نیز گالم گلوچ اور شوروغل سے بھی مکمل اجتناب کیا جائے تو جواب میں ذکر کردہ ابتدائی شرائط کے ساتھ گنجائش ہوگی۔ فقط واللہ اعلم(۱)

ہارنے والی ٹیم کا جیتنے والی ٹیم کو کولڈ ڈرنک پلانے کا حکم

بعض مرتبہ کرکٹ میں جو ٹیم ہارتی ہے وہ جیتنے والی ٹیم کو کولڈ ڈرنک پلاتی ہے، واضح رہے کہ شریعتِ مطہرہ میں مقابلے کے اندر جانبین (دونوں فریق) کی جانب سے مالی شرط لگانا "جوا" اور "قمار" کے حکم میں ہے، اور "جوا" و "قمار" شرعاً ناجائز اور حرام ہے، لہٰذا اگر کرکٹ یا کسی بھی کھیل میں اس طرح کی شرط لگائی جائے کہ جو ٹیم ہارے گی وہ جیتنے والی ٹیم کو بوتل پلائے گی ایسی شرط لگانا جائز نہ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم(۲) اسی طرح بعض مرتبہ ہار جیت پر شرط لگائی جاتی ہے کہ جیت گئے تو ہارنے والے بال دیں گے، یا یہ کہ دونوں فریق ایک ایک بال جمع کروائیں کہ جیتنے والے کو دونوں ملیں گی، یہ بھی شرعاً ناجائز اور حرام ہے، اس لیے اس طرح کی شرط لگانے سے احتراز لازم اور ضروری ہے۔

کیا کرکٹ کے لئے نماز ترک کی جاسکتی ہے؟

کون نہیں جانتا کہ کھیل کود تو کجا؟ نماز تو عین معرکۂ حق و باطل اور میدانِ جہاد میں بھی معاف نہیں، چنانچہ اگر دشمن سر پر ہو، اس وقت بھی مسلمانوں کو نماز کی ادائیگی کا حکم ہے، صرف یہی نہیں، بلکہ عین میدانِ جہاد میں اگر نماز کا وقت آجائے اور تمام مسلمان فوجی ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہیں، تو شریعتِ مطہرہ نے اس کی بھی اجازت دی

---

(۱) فتوی نمبر 144010201148 : دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن۔

(۲) فتوی نمبر 144004201570 : دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن۔

ہے اور قرآن وحدیث میں صلوٰۃِ خوف کے عنوان سے اس کے احکام بھی مذکور ہیں؛ چنانچہ اس سلسلہ میں ارشادِ الٰہی ہے: اور جب تو ان میں موجود ہو، پھر نماز میں کھڑا کرے، تو چاہیئے ایک جماعت ان کی کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لے لیویں اپنے ہتھیار، پھر جب یہ سجدہ کریں، تو ہٹ جاویں تیرے پاس سے، اور آوے دوسری جماعت، جس نے نماز نہیں پڑھی، وہ نماز پڑھیں تیرے ساتھ، اور ساتھ لیویں اپنا بچاؤ اور ہتھیار، کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے، تاکہ تم پر حملہ کریں یکبارگی۔ "**واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ فلتقم طائفۃ منھم معک ولیأخذوا اسلحتھم فاذا سجدوا فلیکونو من و رائکم ولتأت طائفۃ اخرٰی لم یصلوا فلیصلوا معک و لیأخذوا حذرھم و اسلحتھم ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم و امتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدہ**" (۱) عین میدانِ جہاد میں نماز اور وہ بھی باجماعت، دشمن کے مقابلہ میں شکست کا سبب نہیں بن سکتی، تو کرکٹ کے لئے نماز وجہ شکست کیوں قرار پائے گی؟ اگر عین میدانِ جہاد میں مسلمانوں کو باجماعت نماز کی ادائیگی سے نہیں روکا جاسکتا، تو کرکٹ ایسے لہو ولعب اور خالص عیسائی کھیل کے لئے مسلمانوں کو نماز سے کیوں روکا جاسکتا ہے؟۔(۲)

کرکٹ میچ دیکھنے والے کی امامت؟

ٹیلی ویژن پر کرکٹ میچ دیکھ رہا ہو اور درمیان میں ناچ گانے کا پروگرام بھی آجاتا ہو جس پر ہر دیکھنے والے نظر پڑ ہی جاتی ہے، مزید برآں یہ سمجھنا کہ ناچ گانے کی طرف میری توجہ نہیں ہے، میرا مقصد صرف کرکٹ میچ ٹیلی ویژن پر بچشم خود دیکھنا ہے، ایسے امام کے بارے میں فتوی یہ ہے کہ "ٹیلی ویژن پر کرکٹ میچ دیکھنا جائز نہیں؛ کیوں کہ اس کا کوئی بھی

---

(۱) سورہ نساء: ۱۰۲)

(۲) ماہنامہ بینات، ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مئی ۲۰۰۷ء)

پروگرام غیر شرعی امور سے خالی نہیں ہوتا، ایسے امام کو اپنے فعل سے باز آنا چاہئے، ورنہ اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ "أما التلفزیون و الفدیو فلا شک في حرمة استعمالهما بالنظر إلی ما یشتملان علیه من المنكرات الكثیرة من الخلاعة والمجون والكشف عن النساء المتبرجات أو العاریات وما إلی ذلک من أسباب الفسق۔(۱)

واستماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام، لقوله علیه السلام :استماع صوت الملاهي معصیة والجلوس علیها فسق، والتلذذ بها كفر أي بالنعمة۔(۲) ویكره إمامة عبد وفاسق؛ بل قال في شرح المنیة :كراهة تقدیمه كراهة تحریم۔(۳)

ٹی وی پر کرکٹ دیکھنا؟

آج کل ٹی وی پر میچ دیکھنے کی وَبا ایک مرض بن گیا ہے، اُس پر جوا اور ہار جیت کی شرط لگائی جاتی ہے، جو بنصِّ قرآن حرام ہے، عورتیں اور نوجوان لڑکیاں بے شرمی اور بے پردگی کے ساتھ اُسے دیکھنے کے لئے آتی ہیں، نمازیں قضا ہوتی ہیں اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اخلاق کا جنازہ نکل جاتا ہے، اِس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اِس لغو اور بے کار چیز کو بالکل چھوڑ دیں، اور عمر کے قیمتی لمحات کو بہت غنیمت سمجھیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اِس عمر کے

---

(۱) تکملۃ فتح الملہم ۴/ ۱۶۴ کراچی)

(۲) شامي ۹/ ۵۰۴ زکریا، شامي ۶/ ۳۴۹ کراچی، الفتاوی الهندیة ۵/ ۳۵۲، هدایة ۴/ ۴۵۵، البحر الرائق ۸/ ۲۰۴، بزازیة ۶/ ۳۵۹)

(۳) شامي ۱/ ۵۲۳ کراچی، شامي ۲/ ۲۹۸ زکریا، صغیري ۲۶۴، حلبي كبیر ۵۱۳، هدایة ۱/ ۱۲۲، البحر الرائق ۱/ ۳۴۹ کوئٹه، فتاوی دارالعلوم ۳/ ۱۴۵، کتاب النوازل: ۱۶/ ۵۳۹)

بارے میں بھی سوال کرے گا کہ تم نے اپنی عمرِ عزیز کہاں اور کن کاموں میں صرف کی؟ اِس لئے وقت کو غنیمت جان کر موت کا وقت آنے سے پہلے آخرت کی تیاری کی جائے۔(۱)

موبائل پر کرکٹ میچ دیکھنا؟

بذریعہ موبائل کرکٹ میچ دیکھنا تضییعِ وقت اور لغو کام ہے، بسا اَوقات اِس میں گناہ بھی شامل ہو جاتا ہے؛ کیوں کہ میچ کے درمیان فحش تصاویر اور اشتہارات بھی دکھائے جاتے ہیں، جن سے نظر بچانا نہایت مشکل ہے(۲) آن لائن اسکور دیکھنے میں اگر کسی حرام کا ارتکاب نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔(۳)

کامنٹری سننے کا حکم

اسلامی کھیل اسی طرح جن کھیلوں سے دینی کاموں میں مدد ملتی ہو اور اسلام کی شان باقی رہتی ہو، ایسے کھیل کھیلنے چاہئے، کرکٹ یہ انگریزوں کا ایجاد کردہ کھیل ہے اسی طرح فاسق و فاجر کے ساتھ اس کی مشابہت ہے؛ اس لئے اس کھیل کو مکروہ کہا جاتا ہے، اور اس کھیل کے کھیلنے میں نماز قضا ہوتی ہو، یا دوسرے کوئی ناجائز کام کرنے پڑتے ہوں، تو اسے حرام ہی کہا جائے گا، اسی طرح کامنٹری کا سننا فعل عبث ہے اور حدیث شریف کے فرمان کے مطابق ”**من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه**“ انسان کی اسلام کی خوبی میں سے لایعنی باتوں کو ترک کرنا ہے، اس لئے ایسے فضول کاموں میں اپنا قیمتی وقت برباد نہ کرنا چاہئے۔ (امداد الفتاویٰ: ۸: ۲۴۸)

---

(۱) فتاویٰ رحیمیہ ۱/ ۲۲۷، کتاب النوازل: ۱۶/ ۵۳۷)

(۲) مستفاد از: امداد الفتاویٰ ۴/ ۲۵۷)

(۳) فتویٰ نمبر 143811200004: دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن۔

ایسے شخص کی امامت، جو کرکٹ ٹیم کا کپتان ہو

سوال: ہمارے گاؤں میں امام صاحب کرکٹ ٹیم کے کپتان ہیں اور ہر اعتبار سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، ابھی کچھ دنوں قبل اطراف کے دیہاتوں کا کرکٹ راؤنڈ (Cricket Round) کھیلا گیا تھا، جس میں ٹیم (Team) کی حوصلہ افزائی کے لیے ایک جلسہ منعقد ہوا تھا، اس جلسہ کی تصاویر خود امام صاحب نے لی تھی، اسی طرح اس جلسہ کی ابتدا قرآن پاک کی تلاوت سے کی گئی تھی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکور کرکٹر (Cricketer) اور تصویر کھینچوانے والے کی اقتداء میں نماز جائز ہے، مذکورہ امام امامت کے لائق ہے؟ کیا مذکورہ جلسے میں تلاوت کرنا اور کرانا جائز ہے؟ مذکورہ امام صاحب کو معزول کرنے کے لیے گاؤں کے اہم ذمہ داران کو توجہ دلائی گئی؛ لیکن ذمہ داروں کی اکثریت امام کے عزیز واقارب کی ہے؛ اس لیے کوئی کچھ نہیں بولتا ہے، ایسے حالات میں ذمہ دار حضرات کی کیا ذمہ داری ہے؟ باخبر مصلیان کرام کیا کریں؟ نماز پڑھیں یا نہیں؟ کیا پڑھی ہوئی نماز پھر سے دھرائیں؟ یا ذمہ داروں پر بوجھ رہے گا؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداومصلیا: مسجد کے متولیان کی اہم ذمہ داری یہ ہے کہ امامت کے لیے دین دار، پابندِ صوم وصلاۃ عالم کا انتخاب کرے، اگر ذمہ داران، مذکورہ ذمہ داری ادا نہیں کریں گے، تو گنہ گار ہوں گے۔(۱) قیامت کے دن ایسے خائن ذمہ داروں کا حشر خیانت کے علَم کے ساتھ ہوگا، اس علم جھنڈا کی وجہ سے لوگ جان لیں گے کہ ان لوگوں نے اپنی ذمہ

---

(۱) لو قدموا فاسقا یأثمون بناءاً علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم؛ لعدم اعتنائه بأمور دینه. (حلبی کبیر- اِبراہیم بن محمد بن اِبراہیم الحلبی (م ۹۵۶ھ)، ص ۳۱۵: کتاب الصلاۃ، الاَولی بالامامۃ، ط: سہیل اکیڈمی- لاہور)

داری ادا نہیں کی تھی، ذمہ داری بڑی ہوگی، تو پرچم بھی بڑا ہوگا۔(۱)

امام کا کرکٹ کھیلنا؟

سوال: کیا اِمام صاحب کا کرکٹ کھیلنا، یا کرکٹ پر بازی لگانا، یا امام کا منہ زوری کرنا، جھوٹ بولنا، ٹی وی دیکھنا جائز ہے؟ اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مسجد کا امام محلہ کا دینی مقتدیٰ اور ذمہ دار ہوتا ہے؛ لہٰذا اُس کو باوقار انداز میں رہنا چاہیئے، اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے، جس سے اِمامت کا منصب داغ دار ہو، برسرِ عام کرکٹ کھیلنا، یا کرکٹ پر بازی لگانا، یا ٹیلی ویژن دیکھنا وغیرہ باتیں اِمامت کی شان کے خلاف ہیں، مذکورہ اِمام کو ایسی باتوں سے توبہ کرنی چاہیئے اور جب تک توبہ نہ کرے اُس وقت تک اُس کی امامت مکروہ قرار پائے گی، یعنی نماز تو درست ہو جائے گی؛ لیکن ثواب میں کمی رہے گی۔ "**لو صلى خلف مبتدع أو فاسقٍ فهو محرز ثواب الجماعة؛ لكن لا ينال مثل ما ينال خلف تقي، كذا في الخلاصة۔**(۲)**قال في الاختيار لتعليل المختار ۱/۶۳ :وأولى الناس بالإمامة أعلمهم بالسنة، إذا كان يحسن من القراءة ما تجوز به الصلاة، ويجتنب الفواحش الظاهرة۔**(۳)

فتاوی رحیمیہ میں ہے کہ: "موجودہ زمانے میں کرکٹ ایک ایسا کھیل بن گیا ہے کہ عموماً اس میں خلافِ شرع امور پائے جاتے ہیں نمازوں کا قضاء کر دینا اس پر ہار جیت اور

---

(۱) **عن أبي سعيد، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لكل غادر لواء يوم القيامة، يرفع له بقدر غدره، ألا ولا غادر أعظم غدرا من أمير عامة.**(الصحیح لمسلم ۲:۸۳/، رقم الحدیث ۱۶:-(۱۷۳۸)، کتاب الجهاد والسیر، باب تحریم الغدر، ط: دیوبند، بحوالہ: فتاوی فلاحیہ ۲:۵۱۳)

(۲) الفتاوی الهندیة ۱/۸۴، بدائع الصنائع ۱/۳۸۷)

(۳) **بداية المجتهد ونهاية المقتصد، كتاب الصلاة / الباب الثاني من الجملة الثالثة صلاة الجماعة، الفصل الثاني في أحكام الإمامة ۲/۲۴۲ دار ابن الجوزية بيروت)**

قمار کھیلنا فجار، فساق اور غافل قسم کے لوگوں کا اسے اختیار کرنا، غفلت کی حد یہ ہو چکی ہے کہ دن تو دن اب تو راتوں میں بھی اس میں انہماک رہتا ہے، کرکٹ کے میچ کے وقت نوجوان لڑکیوں اور عورتوں کا میدان میں جمع ہونا اور نہ معلوم کون کون سی اخلاقی اور شرعی خرابیاں اس میں آچکی ہیں اور تجربہ ہے کہ جس قدر اس کا شوق اور انہماک بڑھتا ہے غفلت میں اسی قدر اضافہ ہوتا رہتا ہے، رات دن بس اسی کی فکر سوار رہتی ہے؛ حتی کہ مسجد میں آنے کے بعد وضو کرتے ہو، وضو سے فارغ ہو کر اور بہت سے شوقین تو جماعت خانے میں بھی اسی کے چرچے میں مشغول رہتے ہیں، حد یہ ہے کہ اگر کسی موقع پر رمضان المبارک میں تراویح کے وقت میچ کی کومینٹری آرہی ہو تو اس کے بہت سے شوقین تو اس پر تراویح قربان کر دیتے ہیں اور جو شوقین مسجد میں آتے ہیں ان کی توجہ اور دھیان بس اسی طرف، ترویحوں میں تسبیح پڑھنے کے بجائے یہ فکر سوار رہتی ہے کہ میچ کا حال معلوم ہو جائے، ہار جیت پر پٹاخے پھوڑے جاتے ہیں، جس میں غیر قوم سے مشابہت کے ساتھ ساتھ اضاعتِ مال بھی ہے اور بسا اوقات یہ حرکت قومی فساد کا سبب بھی بن جاتی ہے اور مسلمانوں کا جانی ومالی نقصان بھی ہوتا ہے، ان تمام حالات کو دیکھتے ہوئے ایسے کھیل کو اب کس طرح جائز کہا جاسکتا ہے؟ لہٰذا ایسا شخص جو امامت کے عظیم منصب پر فائز ہو اس کو اس قسم کے بدنام اور بیکار لغو کھیل میں مشغول ہونا اس سے دلچسپی رکھنا کومینٹری سننا قطعاً اس کے شایانِ شان نہیں، غافلوں کے ساتھ تشبیہ بھی لازم آتی ہے اور لوگوں کی نظروں میں امام کا وقار بھی کم ہو جاتا ہے؛ اگر ورزش اور بدن کی تقویت مقصود ہو تو دوسرے جائز طریقے اختیار کئے جائیں؛ اگر کوئی شخص کرکٹ میں اس قدر منہمک رہتا ہو کہ نماز قضاء ہو جائے اور جماعت فوت ہوتی ہو تو پھر ایسا کھیل بالکل بالکل ناجائز اور موجب فسق ہوگا اور ایسے شخص کو امام بنانا مکروہِ تحریمی ہوگا"۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۴/ ۱۹۵)

کھیل کود میں رانوں کو کھلا رکھنے کا حکم

سوال: بعض کھیلوں مثلاً پی ٹی اور کبڈی وغیرہ میں عورتِ غلیظہ کے علاوہ رانوں کو ننگا رکھنا پڑتا ہے جس پر لوگوں کی نظریں پڑتی ہیں، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: مرد کے لیے ناف سے گھٹنوں تک عورت (پردہ) ہے جس کا چھپنا شرعاً لازمی ہے، ان حدود کا کھلا رکھنا اور لوگوں کو دکھانا معصیت ہے، اس لیے کھیل کود کے وقت اس کو چھپانے کا خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے۔"**لما قال العلامۃ شیخ الاسلام ابو بکر بن علی الحداد الیمنی علیہ الرحمۃ: قولہ ینظر الرجل من جل الیٰ جمیع البدن الاما بین سرتہ الیر کتبہ) لقولہ علیہ السلام لعلی الیفخذ حیّو لا میّت۔(الجوھرۃ النیرۃ ج ۵ ص ۲۳۸ باب الخظر و الاباحۃ)**

کھیل میں شرط لگانا

شریعتِ مطہرہ میں مقابلے میں دونوں فریق کی جانب سے مالی شرط لگانا "جوا" اور "قمار" کے حکم میں ہے، اور "جوا" و "قمار" شرعاً ناجائز اور حرام ہے، لہٰذا اس سے احتراز لازم ہے، البتہ اگر شرط ایک جانب سے لگائی جائے اور دوسری جانب سے کوئی انعام مقرر نہ کیا جائے یا انعام کسی ایسے ثالث کی طرف سے مقرر کیا جائے جو خود مقابلہ میں شامل بھی نہ ہو اور اپنی طرف سے بطورِ تبرع جیتنے والے کو انعام دے تو یہ صورت ممانعت میں داخل نہیں۔

کوئی کھیل ایسا ہو کہ جس میں عام طور پر جوے کی شرط ہی لگائی جاتی ہو اور ایسا کھیل جوے کی شرط کے بغیر بھی کھیلا جائے تو اس سے منع ہی کیا جائے گا کہ شریعت نے ایسے برتنوں کے استعمال سے بھی منع کر دیا کہ جو شراب کے لیے مستعمل ہوں، پس تاش کے پتوں اور اسنوکر وغیرہ سے کھیلنے کو اسی اصول کے تحت دیکھ لیا جائے کہ جائز ہے یا نہیں؟ لیکن بغیر شرط کے ایسے کھیل کے کھیلنے کو بھی حرام نہیں بلکہ مکروہ ہی کہیں گے کہ حرام وہ جوے کی

شرط سے ہی ہوگا۔

جوے کی قباحت

کرکٹ اور جوا

کرکٹ کے میں بے حیائی کے ساتھ اور برائیاں بھی درآئی ہیں جن میں ایک سٹہ بازاری ہے، جہاں کوئی ٹورنامنٹ اسٹارٹ ہوا سٹہ کا بازار گرم ہوگیا جگہ جگہ پولیس چھاپے ڈالکر مجرموں کو پکڑ دھکڑ کرنے لگتی ہے، اب تو کرکٹ کے میں سٹہ، عام سی بات ہوگئی ہے کوئی ملک اس حرام کاری اور معیشت برباد کرنے والے کھیل سے بچا ہوا نہیں ہے؛ بلکہ باقاعدہ یہ ایک انڈسٹری کی شکل اختیار کر چکا ہے، حکومتوں نے اور ذمہ داروں نے اگر توجہ نہ دی تو وہ دن دور نہیں نوجوان نسل میں جواخواری مرض لاعلاج ہوجائے گا کھیل کے بھی کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں، اسی طرح شائقین بھی ایک حد کے اندر رہ کر لطف انداز ہوں نہ کہ آپے سے باہر ہو کر جائز وناجائز اچھا خراب کی فصیل (باڈر) پار کر جائیں۔ (حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی، ۱۹ اون ۲۰۱۹، سیدھی بات نیوز سروس)

ایک وقت ایک محتاط اندازے کے مطابق انگلینڈ اور ہالینڈ کے درمیان ہونے والے میچ میں ستر کروڑ کا جوا کھیلا گیا، اس مرتبہ سٹہ بازوں نے ایک نئی طرز کے جوے کو متر ادف کروایا ہے، جسے ''فینسی جوا'' کہا جاتا ہے۔ اس میں بکی بھاؤ کھولتا ہے، مختلف علاقوں میں فینسی طرز کا جوا خاصہ مقبول ہے، جس میں پانچ لاکھ روپے ایڈوانس جمع کروا کر کوئی بھی چھوٹا سٹے باز اپنے علاقے میں بک کھول سکتا ہے؛ جبکہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے رمی کلبز بھی کرکٹ سٹہ بازوں کی توجہ کا خاص مرکز ہیں۔

آسٹریلیا اور زمبابوے کے درمیان کھیلے جانے والے میچ پر اطلاعات کے مطابق صرف کراچی میں پچانوے کروڑ کا جوا کھیلا گیا، بکیز نے ان علاقوں میں چالیس ہزار روپے

ماہانہ پر کمرے حاصل کیئے، ٹیلی فون لائنز، بڑی اسکرین کے ٹی وی اور موبائلز پر بکیز کے کارندے بلاخوف وخطر میچ شروع ہونے سے قبل ٹیلی فون پر ممبئی سے بھاؤ لے کر کام شروع کر دیتے ہیں۔

سٹے بازوں کا کہنا ہے کہ کرکٹ کے سٹے میں دنیائے کرکٹ کے کون سے کھلاڑی ملوث ہیں، اس راز پر سے کوئی کھلاڑی یا سٹے باز پردہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتا؛ کیونکہ جس نے بھی اس کاروبار میں دھوکا یا راز پر سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی، اس کا انجام صرف اور صرف موت پر اختتام پذیر ہوا ہے، اگر پکڑے جاتے ہیں تو صرف چھوٹے موٹے جواری پکڑے جاتے ہیں تاکہ ان کی آڑ میں بڑے جواری محفوظ رہ سکیں، اور قوم کو یہ جھوٹی تسلی دی جاسکے کہ سٹے بازوں کو پکڑنے میں پولیس متحرک ہے۔

تمام حکومتوں اور کھیل کے شعبہ جات کی غالب ترین توجہ صرف کرکٹ پر رہتی ہے، جس میں اربوں روپے کے اشتہارات، کھیل کے میدانوں میں ناجائز تجاویزات اور قبضہ کے ذریعے کمائی، اربوں روپئے کی سٹے کے ذریعہ کمائی اور کروڑوں کے ناجائز دھندے ہیں، کرکٹ کی اِسی منفی کمرشلائزیشن نے قومی کھیل کے مستقبل کو تاحال برباد کیا ہوا ہے۔

جوا کسے کہتے ہیں؟

قمار عربی زبان کا لفظ ہے، عربی میں اس کا دوسرا نام "میسر" ہے، اِسے اُردو میں "جوا" اور انگریزی میں "Gambling" کہتے ہیں، قمار کی حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ معاملہ جس میں کسی غیر یقینی واقعے کی بنیاد پر کوئی رقم اس طرح داؤ پر لگائی گئی ہو کہ یا تو رقم لگانے والا اپنی لگائی ہوئی رقم سے ہاتھ دھو بیٹھے، یا اُسے اتنی ہی یا اس سے زیادہ رقم کسی معاوضہ کے بغیر مل جائے، شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے "قمار" کی حقیقت درج ذیل الفاظ میں بیان کی ہے:

"قمار ایک سے زائد فریقوں کے درمیان ایک ایسا معاہدہ ہے، جس میں ہر فریق

نے کسی غیر یقینی واقعے کی بنیاد پر اپنا کوئی مال (یا تو فوری ادائیگی کرکے یا ادائیگی کا وعدہ کرکے) اس طرح داؤ پر لگایا ہو کہ وہ مال یا تو بلا معاوضہ دُوسرے فریق کے پاس چلا جائے گا یا دُوسرے فریق کا مال پہلے فریق کے پاس بلا معاوضہ آجائے گا۔" (اسلام اور جدید معاشی مسائل ۳/۳۵)

مثلاً ایک شخص دوسرے سے کہے کہ اگر ہندوستان فلاں میچ جیت گیا، تو میں تمہیں دس ہزار روپے دُوں گا، لیکن اگر ہندوستان وہ میچ ہار گیا تو تم مجھے دس ہزار روپئے دوگے، یا دو افراد کوئی کھیل کھیلے اور آپس میں یہ شرط لگادے کہ جو شخص کھیل جیتے گا وہ دوسرے سے ایک متعین رقم وصول کرے گا، یہ جوا ہے۔

اسلام میں جوا حرام ہے

اسلام آنے سے پہلے عربوں کی اخلاقی حالت زوال کی انتہا کو پہنچ گئی تھی، عفت و عصمت، تہذیب و شرافت کے تصورات قصہ پارینہ بن چکے تھے، درندگی و وحشت کی حکمرانی نے پورے معاشرہ کی فضا کو تاریک کردیا تھا، انھیں بری عادتوں میں سے ایک عادت جوا بھی تھی، شراب خوری و جوے بازی ان کی زندگی کا محبوب مشغلہ تھا، شریعت نے جوئے کو شراب کی طرح تدریجاً حرام قرار دیا، کیونکہ قمار بھی لوگوں کی طبیعتوں میں رچ بس گیا تھا، انسانی جذبات کی رعایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یکدم جوئے کو حرام نہیں فرمایا، بلکہ پہلے لوگوں کے دلوں میں جوئے کی ناپسندیدگی اور نفرت پیدا کرتے ہوئے فرمایا:

"لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں (مگر) ان کا گناہ ان کے منافع سے بڑھا ہوا ہے۔" **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا**" (سورۃ البقرۃ: ۲۱۹)

قرآن نے اس فعل کو "اثم کبیر" سے تعبیر کیا ہے، اور جوے کو بھی قرآن نے شراب کے ساتھ ذکر کیا ہے، پھر اس کے بعد پوری وضاحت کے ساتھ قمار اور شراب کی حرمت پر درج ذیل آیت نازل ہوگئی: "اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب، جوا، بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں، پس ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح پا جاؤ، شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ تمہارے درمیان بغض واقع کردے اور اللہ کی یاد اور نماز سے تم کو باز رکھے، سو اَب بھی باز (نہ) آؤ گے؟"

یاأَيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ إِنَّمَا يرِيدُ الشَّيطَانُ أَنْ يوقِعَ بَينَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيسِرِ وَيصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ"(۱)

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے محض قمار کا ارادہ کرنے والے کو بھی گناہ گار قرار دیا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جس شخص نے اپنے ساتھی کو کہا: آؤ کھیلیں، تو وہ (بطورِ کفارہ) صدقہ کرے۔ **"من قال لصاحبه تعال أقامرك فليتصدق"**(۲) علامہ نووی ؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں، علماء فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم علیہ السلام نے صدقہ کا حکم اس لئے دیا ہے کہ اس شخص نے گناہ کی دعوت دی تھی۔ حضرت علامہ خفاجی ؒ نے کہا کہ جتنے پیسوں کا جوا کھیلنے کو کہا تھا، اتنے پیسوں کا صدقہ کرے، اور دیگر محققین نے فرمایا ہے کہ صدقہ کی کوئی مقدار معین نہیں، آسانی سے جتنا صدقہ کرسکے، کردے۔(۳)

جوا: درحقیقت اس مذموم خواہش اور لالچ کا نام ہے کہ بغیر محنت کیے دوسرے کا مال ہتھیا لیا جائے، شروع میں تو جوئے کے تمام شرکاء اپنی مرضی سے اس میں حصہ لیتے ہیں، حصہ

---

(۱)(سورۃ المائدۃ:۹۰)

(۲)(صحیح بخاری ۳۰۶:)

(۳) شرح مسلم للنووی: ۶/۱۰۷۔

لینے والا کوئی بھی شخص اپنا مال ہارنے کی خواہش وارادے سے حصہ نہیں لیتا؛ ہر شخص کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ جیت جائے اور دوسرے کا مال ہتھیالے، یونہی کھیل ہی کھیل میں جولوگ اپنا مال ہار جاتے ہیں وہ دل سے اسے قبول نہیں کرتے اور جیتنے والے کے خلاف ان کے دل میں شدید نفرت وعدوات پیدا ہو جاتی ہے؛ بالآخر جوا کھیلنے والے اکثر لڑائی جھگڑے اور دنگا فساد پر اتر آتے ہیں، قتل وغارت تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے، جوا کھلانے کے منتظم اکثر وبیشتر بد دیانتی اور ہیرا پھیری سے کام لیتے ہیں اور اکثر صرف وہی جیتتے ہیں اور جوا کھیلنے والے سب ہار جاتے ہیں؛ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے درمیان رنجش اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے، جوئے باز، مال ومتاع کی محبت اور ہوس میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کا مزاج حرص، لالچ، نکمے پن اور بے کار رہنے کا بن جاتا ہے مزید برآں ایسے شخص کا دل ذکر الٰہی اور نماز کی طرف مائل نہیں ہوتا، اس کے دل میں اللہ کی یاد کے بجائے مال ہارنے کا پچھتاوا اور آئندہ دوسروں کا مال جیتنے کی آرزو کا بسیرا ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ کچھ نقصانات تو ایسے ہیں کہ جن کا موازنہ مال ودولت سے کیا ہی نہیں جا سکتا جیسے پاک نسلوں کی تباہی، سستی، بے راہ روی، ثقافت وتمدن کی پسماندگی، احساسات کی موت، گھروں کی تباہی، آرزوؤں کی بربادی اور صاحبانِ فکر افراد کی دماغی صلاحیتوں کا فقدان، یہ وہ نقصانات ہیں جن کی تلافی روپے پیسے سے کسی صورت میں ممکن ہی نہیں۔

جوا ایک لالچ ہے

جُوے کے اڈوں میں بڑے بڑے اِنعاموں کو جیتنے پر تو بہت زور دیا جاتا ہے؛ لیکن یہ نہیں بتایا جاتا کہ جیتنے کا اِمکان کتنا کم ہے، اِن اڈوں کو چلانے والے جانتے ہیں کہ ایک شخص امیر بننے کے چکر میں جُوے پر کتنا زیادہ پیسہ لگاتا ہے؟ جو شخص جُوا کھیلتا ہے، وہ لالچ سے دُور نہیں رہتا، اِس کے بجائے اُس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ بیٹھے بٹھائے پیسہ حاصل کرے، اِس میں ایک شخص کو ہارنے والے لوگوں کا پیسہ مل جاتا

ہے۔جب ایک جواری اپنے دل میں جیتنے کی خواہش بٹھالیتا ہے تو دراصل وہ یہ اُمید کر رہا ہوتا ہے کہ دوسرے اپنا پیسہ ہار بیٹھیں۔

لاکھوں لوگوں نے ایک دو بار شوقیہ جُوا کھیلا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے اُنہیں اِس کی لت لگ گئی ،جُوئے کی لت ایک عام مسئلہ ہے، ایک اندازے کے مطابق ریاستہائے متحدہ امریکہ میں لاکھوں لوگ اِس لت میں پڑے ہوئے ہیں۔

جُوے کی لت میں مبتلا لوگ قرضے میں ڈوب جاتے ہیں یہاں تک کہ اُن کا دیوالیہ نکل جاتا ہے، بہت سے لوگ اپنی نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور بعض کی تو شادی اور دوسروں سے دوستی ٹوٹ جاتی ہے۔

جوے میں جیتنے کے موقعے نہ کے برابر ہوتے ہیں، جواری اپنی قسمت آزمانے میں پیچھے نہیں ہٹتے، نتیجہ بہت سے لوگوں کی زندگیاں برباد ہو جاتی ہیں،اور جیتنے والوں میں سے اکثر لوگ بعد میں چل کر کنگال ہو جاتے ہیں، اُن کی مالی حالت پہلے سے بدتر ہو جاتی ہے۔

جُوا اگر ہر طرح کی مارکیٹنگ اور پینترے اپناتے ہیں تا کہ وہ جواریوں سے زیادہ سے زیادہ رقم اینٹھ سکے، وہ جواریوں کو سستی شراب مفت بانٹتے ہیں تا کہ نشہ میں دُھت جواری سہی فیصلہ نہ کر پائیں، ہر جوا گھر کی مشینیں اس طرح سے خراب کی گئی ہوتی ہیں کہ جواریوں سے زیادہ سے زیادہ رقم اینٹھی جاسکے،اور جوے میں کھوکھلی خوشی کے علاوہ انہیں کچھ نہ ملے۔

جوے سے خدمت خلق کرنا

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ جُوا کھیلنے میں کوئی حرج نہیں؛ بشرطیکہ یہ غیر قانونی نہ ہو اور جُوے بازی کو محض ایک کھیل خیال کرتے ہیں؛ چنانچہ کہیں بعض حکومتوں نے جُوے کی کچھ اقسام کو قانونی لحاظ سے جائز قرار دیا ہے تو کہیں جوے سے ملنے والے پیسے کو

حکومتیں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے اِستعمال کرتی ہیں، جیسے وہ لاٹریوں کا بندوبست کرتی ہیں،اور اِس سے حاصل ہونے والے پیسے کو تعلیمی کاموں،معاشی ترقی اور دیگر عوامی سرگرمیوں میں اِستعمال کیا جاتا ہے،لیکن چاہے یہ پیسہ کتنے ہی اچھے کام کے لیے کیوں نہ اِستعمال کیا جائے، اور اِس سے ملنے والے پیسے کو مختلف عوامی سرگرمیوں میں کیوں نہ لگایا جائے حرام اپنی جگہ حرام ہی ہوتا ہے،علاوہ ازیں تحقیقات بتاتی ہیں کہ لاٹری میں شرکت کرنے والے عام طور سے وہ لوگ ہوتے ہیں، جو لاٹری کے ٹکٹوں میں سب سے کم خرچہ برداشت کرنے والے ہوتے ہیں اور بہت جلد امیر بننے کے لالچ میں لاٹری کھیلتے ہیں بھلا یہ لوگ تعلیمی اداروں کا تعاون کریں گے؟

جدہ میں جوے کا اڈا

سعودی عرب جہاں پر خانہ کعبہ اور مقدس ہستیوں کی قبور مبارک موجود ہیں، وہ ملک جہاں پر ہمارے آخری پیغمبر نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک موجود ہے، وہ ملک جہاں پر کروڑوں اربوں مسلمان دنیا بھر سے حج اور عمرہ کرنے آتے ہیں، وہ ملک جہاں پر صحابہ کرامؓ نے اپنی پوری زندگی گزاری، وہ عظیم ملک جہاں پر مسجد نبوی بھی موجود ہے،اس عظیم ملک میں جیسے ہی نئی حکمرانی آئی ہے،تو یہاں پر اسلامی قانون اور اسلامی طور طریقے جڑ سے مٹائے جارہے ہیں۔

شہزادہ محمد بن سلمان کے حکم پر سعودی عورتوں کو اب بغیر برقع اور حجاب پہنے باہر گھومنے کی اجازت دے دی گئی ہے اور خواتین پر گاڑی چلانے کی پابندی بھی اٹھائی جاچکی ہے؛اسکے علاوہ اس اسلامی ملک میں سمندر کے کنارے ایک جدید طرز کا بیچ بھی بنایا جارہا ہے،جہاں پر بیرون ملک سے آئے لوگ جیسے مرضی کپڑے پہن سکتے ،ہیں مثلاً لڑکیاں بکنی پہن کر بھی گھوم سکیں گی اور اس بیچ پر کھلے عام فحاشی کی اجازت ہے،ٹھیک اسی طرح جس طرح یورپی ممالک میں ہوتا ہے،بات صرف یہاں پر ختم نہیں ہوتی،سعودی عرب کے

نئے حکمرانوں نے چند ہفتے پہلے ہی سعودیہ میں پہلے فلم سینما کا سنگ بنیاد رکھا تھا، جہاں پر ہر طرح کی فلمیں دکھائی جائینگی۔

اس عظیم اسلامی ملک میں اس طرح کی شرمناک تبدیلیوں کے بعد اب سعودی عرب کی حکومت نے ۲۰۱۸/۶ April کو سعودیہ کے پہلے جوے کے اڈے کا افتتاح کیا ہے، جہاں پر جوا کھیلا جائیگا، ٹھیک اسی طرح جس طرح یورپی ممالک میں بار اور کسینو وغیرہ کے اندر کھیلا جاتا ہے۔

یہ جوے کا اڈا جدہ میں بنایا گیا ہے، یہاں پر ایک وسیع عالی شان بلڈنگ بنائی گئی ہے جہاں پر ہزاروں لوگوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے اور ایک بہت ہی زبردست بیٹھک کا انتظام ہے، یہاں پر جوا کھیلا جائیگا اور روزانہ ہزاروں لوگ یہاں پر حرام کھیل کھیلنے آیا کریں گے۔ اور سعودی حکومت نے ایسی تمام اشیاء پر جو معاشرے کے لئے مضر ہیں، سو فیصد ایکسائز ڈیوٹی عائد کر دی ہے، سعودی عرب کے معروف روزنامہ "سعودی گزٹ" کے مطابق اس ٹیکس کو "گناہ ٹیکس" یا (سن ٹیکس) کہا گیا ہے، اس ٹیکس کا اطلاق جوا خانوں، شراب، سگریٹ، انرجی ڈرنکس اور دیگر مشروبات پر ہوگا، خلیجی تعاون کونسل کے ممبر ممالک نے اس ٹیکس کے نفاذ پر اتفاق کیا، اگرچہ سعودی عرب، دبئی اور متعدد خلیجی ممالک میں جوے کے اڈے موجود ہیں اور سعودی عرب کو آن لائن جوے میں دنیا کی منافع بخش مارکیٹ سمجھا جاتا ہے، ایک اندازے کے مطابق دولت کی فراوانی کے باعث ۷۰ فیصد سعودی باقاعدگی سے آن لائن جوا کھیلتے ہیں، گناہ ٹیکس وزارت زکوٰۃ وصول کرے گی اور سرکاری اندازے کے مطابق سعودی خزانے کو سالانہ ۷/ارب ریال کا منافع متوقع ہے۔

گزشتہ چند سالوں میں سعودی معیشت کو عالمی منڈی میں تیل کی گرتی قیمتوں کے باعث دباؤ کا سامنا کرنا پڑا، اور نئے ٹیکس کا نفاذ سعودی حکومت کے خزانے سے متوقع اخراجات کے توازن کو قائم رکھنے کے لئے لگایا گیا ہے۔

جوے کے شخصی نقصانات

قمار میں ایسی کئی دنیوی اور دینی خرابیاں ہیں، جن کی بناء پر شریعت نے قمار کو ناجائز قرار دیا ہے، جوے کی خرابیاں اور نقصانات محض انسان کی ذات تک محدود نہیں ہیں، بلکہ معاشرے کو بھی جوے کے بُرے اثرات ونتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے، چنانچہ جوے کے شخصی نقصانات یہ ہیں:

۱۔ جوے کے بُرے اثرات جوا کھیلنے والے کے ذہن اور اس کی صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں، کیونکہ ہر وقت جوے میں منہمک رہنے والے افراد زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کی اُمید اور خسارے کے خوف کی وجہ سے راحت و آرام اور اطمینان وسکون سے محروم ہو جاتے ہیں، مشاہدہ ہے کہ جوا کھیلنے والے بہت سے لوگ مجنون ہوجاتے ہیں اور امراضِ قلب میں مبتلا ہوکر زندگی گنوا دیتے ہیں۔

۲۔ جوے کی وجہ سے انسان کی حرص اور لالچ میں اضافہ ہوتا ہے، وقت اور مال ضائع ہوتا ہے، یہاں تک کہ انسان فقر وفاقہ میں مبتلا ہوجاتا ہے، کیونکہ جوے کی خاصیت ہے کہ ہارنے والے شخص کے دِل میں دوبارہ جوا کھیلنے کا شدید جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید اب کی بار جیت جاؤں، اس جذبے کی وجہ سے وہ مزید وقت اور سرمایہ خرچ کرتا ہے، اور اگر جیت جائے تو اور حرص بڑھ جاتی ہے، غرضیکہ جوا کھیلنے والا خواہ ہار جائے یا جیت جائے، بار بار اس کے دِل میں مزید جوا کھیلنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے، اس خواہش کی تکمیل میں اس کا کثیر وقت اور سرمایہ خرچ ہوجاتا ہے۔

۳۔ جوا کھیلنے والوں کے درمیان بغض وعداوت اور دشمنی پیدا ہوتی ہے، کیونکہ جوے کے اندر جب انسان ہار جاتا ہے، تو ظاہر ہے کہ اُسے اپنے حریف پر غصہ آتا ہے، کیونکہ اس کی خواہش یہ تھی کہ انعام اُسے ملتا، جو اُس کے بجائے کسی اور کے پاس چلا گیا، یہ ایک تباہ کن خرابی ہے۔

۴۔جوا کھیلنے کی وجہ سے اللہ کی یاد اور نماز سے غفلت ہوتی ہے، کیونکہ جوا کھیلنے والا جوئے میں اس قدر مشغول ہوجاتا ہے کہ اُسے اللہ کے ذکر اور نماز کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی، آخری دونوں خرابیوں (باہمی بغض وعداوت اور نماز سے غفلت) کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ (سورہ مائدہ، آیت: نمبر ۹۱)

جوے کے معاشرتی نقصانات

۱۔جوے کے معاشرتی خرابیوں میں سے ایک تو باہمی بغض وعداوت ہے کہ جوا کھیلنے والوں کے دِل میں ایک دوسرے کے لیے بغض وعداوت کے جذبات پیدا ہوتے رہتے ہیں جو کسی بھی معاشرے کے لیے انتہائی تباہ کن ہیں۔

۲۔ جوے کی ایک معاشرتی خرابی یہ بھی ہے کہ یہ دوسرے کئی جرائم کو جنم دیتا ہے، کیونکہ جب جوا کھیلنے والا اپنی ساری جمع پونجی ہار دیتا ہے تو جوے کی لت اور اس شخص کی حرص ولالچ اس کو سکون سے بیٹھنے نہیں دیتی، جس کے نتیجے میں وہ چوری، ڈاکہ زنی اور لوٹ مار کے ذریعہ اپنی ہوس پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس طرح معاشرے کو اس قسم کی ہولناک خرابیوں اور نقصانات کا شکار ہونا پڑتا ہے۔

۳۔جوے کی ایک اور بڑی معاشرتی خرابی یہ ہے کہ اس کی وجہ سے کاہلی، سستی اور کام چوری میں اضافہ ہوتا ہے، کیونکہ جب کوئی جوا کھیلنے میں جیت جاتا ہے، تو دوسرے لوگ اس کو دیکھ کر یہ خیال کرتے ہیں کہ اس شخص کو تھوڑی سی محنت سے اتنا مال مل گیا، لہٰذا محنت ومزدوری اور جان کھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس سے لوگوں کی صلاحیتیں ضائع ہوتی ہیں اور معیشت کی ترقی پر بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

حاصل یہ کہ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ پر کھانا تاکہ جوئے کے لیے رقم اکٹھی کی جاسکے، اکثر جواریوں کا اسی مقصد کے لیے چوری کرنا، قتل کرنا ہوتا ہے، بعض اوقات جواریوں

میں جھگڑے ہو جاتے ہیں اور بات قتل تک جا پہنچتی ہے، بچوں اور گھر والوں کا خیال نہ کرنا، گندے اور بدترین جرائم کا ارتکاب کرنا، ظاہری اور پوشیدہ دشمنی کرنا وغیرہ، بڑے بڑے نقصانات جوے کا لازمی حصہ ہیں۔(۱)

مختلف کھیلوں میں جوا

پتنگ بازی اور کبوتر بازی، کیرم بورڈ، تاش، شطرنج، سنوکر، ویڈیو گیم، لوڈو، کرکٹ، فٹ بال وغیرہ ان کھیلوں میں اگر یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ جو ہار گیا، وہ دُوسرے کو اتنی متعین رقم دے گا، یا جو ہار گیا وہ دکاندار کو کھیل کا خرچہ دے گا (جیسا کہ عموما سنوکر اور ویڈیو گیم میں ہوتا ہے) تو اس طرح شرط لگانے سے یہ تمام صورتیں جوئے کہ حرام ہو جاتی ہیں۔

جوے سے توبہ کا طریقہ

جوا کھیلنے والا اگر نادم ہو تو اس کو چاہیے کہ بارگاہ الٰہی عزوجل میں سچی توبہ کرے؛ مگر جو کچھ مال جیتا ہے، وہ بدستور حرام ہی رہے گا، جس قدر مال جوے میں کمایا محض حرام ہے، اس سے نجات کی یہی صورت ہے کہ جس جس سے جتنا جتنا مال جیتا ہے، اسے واپس دے یا جیسے بنے، اسے راضی کر کے معاف کرالے۔ وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو واپس دے، یا ان میں جو عاقل بالغ ہوں، ان کا حصہ ان کی رضامندی سے معاف کرالے۔ باقی لوگوں کا حصہ ضرور انہیں دے کہ اس سے معافی ممکن نہیں اور جن لوگوں کا پتہ کسی طرح نہ چلے نہ ان کا، نہ ان کے وارثوں کا ان سے جس قدر جیتا تھا، ان کی نیت سے خیرات کردے، اگرچہ اپنے ہی محتاج بہن بھائیوں، بھانجوں، بھتیجوں کو دے دے۔

---

(۱) بحوث فی قضایا فقہیۃ معاصرۃ: ۲/۳۲۵ بحوالہ دلیل، شاد محمد شاد۔

مرتب کی دیگر کتابیں

۱۔رمضان المبارک معروفات ومنکرات

۲۔اصلاحی واقعات دو جلدیں

۳۔اصلاح الرسوم (تسہیل، تعلیق وتخریج)

۴۔عصری خطبات جلد اول

۵۔جماعت اولی کی اہمیت وجماعت ثانیہ کی حیثیت

۶۔نیا سال مغرب اور اسلام کا نقطۂ نظر

۷۔کرسمس کی حقیقت عقل ونقل کی روشنی میں

۸۔ویلنٹائن ڈے تاریخ کے آئینہ میں

۹۔اپریل فول کی تاریخی حیثیت

۱۰۔خیر البیان (مدارس کے طلبہ کے لئے)

۱۱۔ہندوستانی مسلمان آزادیٔ وطن سے تعمیرِ وطن تک (زیرِ طبع)

۱۲۔نفع المفتی والسائل (عربی، تخریج وتعلیق، زیرِ طبع)

۱۳۔اللمعۃ اذا اجتمع العید والجمعۃ

۱۴۔کھیل کود کی تاریخی وشرعی حیثیت

۱۵۔احکام اعتکاف

۱۶۔خواتین رمضان کیسے گذاریں؟

۱۷۔یوم جمہوریہ حقیقت کے آئینہ میں

۱۸۔پتنگ بازی حقائق ونقصانات

۱۹۔چینل مارکیٹنگ ۔اقسام واحکام

۲۰۔ضیافت فضائل ومسائل

۲۱۔عظمتِ اہلِ بیت اور مسئلہ زکوۃ

۲۲۔ارطغرل غازی سیریل حقائق اور غلط فہمیاں

۲۳۔یتیمی اور یتیموں کے کارنامے

۲۴۔لون (قرض) کے جدید مسائل (زیرِطبع)

۲۵۔ظالموں کا انجام سچے واقعات کی روشنی میں

۲۶۔کرکٹ کی تاریخی وشرعی حیثیت

۲۷۔فروع الایمان (تسہیل، تخریج وتضمیم)

۲۸۔قربانی اور مسلکی مسائل

۲۹۔عصمت دری اسباب وسد باب

۳۰۔سنتِ فجر فضائل ومسائل

۳۱۔خطباتِ قاسمیہ

۳۲۔برادرانِ وطن سے تعلقات حدود وحقوق

۳۳۔کمیشن اور بروکری کے احکام

۳۴۔کرایہ کے جدید مسائل (زیرِطبع)

۳۵۔ٹوپی کی شرعی حیثیت

۳۶۔اسلام میں تجارت کی اہمیت

۳۷۔جبر تبدیلیٔ مذہب کی حقیقت

۳۸۔ملازمت کے جدید مسائل (زیرِطبع)

۳۹۔ بارش وسیلاب۔ درسِ موعظت وعبرت

۴۰۔ تیسیر المبتدی بترتیب جدید

۴۱۔ ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات، افادیت وآداب

۴۲۔ علماء کرام سے معاملات کا دین سیکھئے

۴۳۔ اسلام میں تقسیم میراث کی اہمیت

۴۴۔ ملٹی لیول مارکیٹنگ۔ اقسام واحکام

۴۵۔ زمینات پر ناجائز قبضہ۔ اور ہمارا سماج